

سورح محمد صالح عظم پاکستان

حضرت شیخ الحدیث مولانا سراج احمد قادری علیہ الرحمہ

مرتبہ: لیاقت علی صادق

مکتبہ غوثیہ سلطانہ

ارشد مکتبہ نوز جامعہ رضویہ مظہر اسلام جھنگ بازار فیصل آباد

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اسم غفری

سَوَاحِ

محدث اعظم
پاکستان

حضرت علامہ محمد عمر دار احسن
مولانا ابوالفضل قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ

کے حالات زندگی پر مشتمل

مُحَمَّدِ لَیَاقَتِ عَلِی صَادِق
ناشر

مکتبہ غوثیہ سلطانیہ

آرشد مارکیٹ، جھنگ بازار، نزد جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصلہ آباد

انتساب

میں اپنی اس حقیر ہی کاوش کو حضورِ محدثِ اعظم پاکستان شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا محبت سرور رحمۃ اللہ علیہ کے نام منسوب کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں کہ جنہوں نے اپنی سادہ زندگی حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والثناء کی حدیث شریف کی خدمت میں گزار دی ہے۔

اسی خدمتِ عظیم کے صدقے ہی آج پوری دنیا آپ کو محدثِ اعظم پاکستان کے نام سے یاد کرتی ہے اور یہ میرے لئے باعثِ صداقت و اعزاز ہے کہ میں اُن کے نام اپنی اسی سعی و سعید کو منسوب کر رہا ہوں۔

قبولِ اُفتد و بہ عز و شرف

محمد لیاقت علی صادق

(جلد حقوق بحق مرتب، ناشر محفوظ ہے)

نام کتاب: سوانح محدثِ اعظم پاکستان
(شیخ الحدیث والافضل حضرت علامہ مولانا محمد سرور احمد قادری حقی رحمۃ اللہ علیہ)
مرتبہ: محمد لیاقت علی صادق
تقریر: علامہ شاہ القادری
تصحیح: علامہ مولانا نذیر احمد نعانی
صفحات: ۱۸۲
کتابت: محمد اکرم جاوید فیصل آباد
سائز: ۲۳×۳۶
قیمت: ۱۶/- روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ نورِ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد
نورِ رضویہ پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور
مکتبہ فیضانِ محدثِ اعظم ارشد اکریٹ فیصل آباد
غوثیہ کتب خانہ اردو بازار گوجرانوالہ

فہرست

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۱	منزل حقیقی کا سفر۔	۳	انتساب
۳۲	حصولِ علم کے لئے بریلی جانے کا قصد کرنا۔	۴	تقریظ
۳۲	بریلی شریف میں قیام گاہ	۱۱	سردار احمد سے شیخ الحدیث کا سفر
۳۲	جامعہ رضویہ منظر اسلام میں تعلیم حاصل کرنا۔	۱۲	پٹواری بنتے بنتے دین کا افسر بن گیا۔
۳۲	بریلی شریف جانیکی خواہش	۱۲	بریلی شریف جانیکی خواہش
۳۲	بریلی اور اجیر میں حصولِ علم کا سفر	۱۲	بریلی اور اجیر میں حصولِ علم کا سفر
۳۲	طالب علم کا تعارف	۱۲	طالب علم کا تعارف
۳۲	صدر الشریعت کی تعلیمی خدمات	۱۵	صدر الشریعت کی تعلیمی خدمات
۳۸	شیخ الحدیث اجیر شریف میں	۱۶	شیخ الحدیث کا خاندان
۳۹	ایف اے کا طالب علم بن گیا۔	۱۶	والدین شیخ الحدیث کی نیک سیرتی
۴۰	مُرشِدِ برحق کی مُریدِ صادق سے ملاقات۔	۱۶	کا ایک واقعہ۔
۴۰	شیخ الحدیث کی والدہ محترمہ کا مقام	۱۹	شیخ الحدیث کی والدہ محترمہ کا مقام
۴۰	شیخ الحدیث کے بہن بھائی	۲۰	شیخ الحدیث کے بہن بھائی
۴۰	ولادت باسعادت	۲۱	ولادت باسعادت
۴۱	آپ کی کنیت۔	۲۲	آپ کی کنیت۔
۴۱	سعدتِ ازلہ کا بچپن میں ظہور	۲۵	سعدتِ ازلہ کا بچپن میں ظہور
۴۲	جامعہ معینیہ کا معیارِ تعلیم	۲۵	جامعہ معینیہ کا معیارِ تعلیم
۴۳	صدر الشریعہ کا درس	۲۵	صدر الشریعہ کا درس
۴۳	تحصیلِ علم	۲۸	تحصیلِ علم

تقریظ

از جناب علامہ شاہ القادی صاحب

ناظم جامعہ رضویہ منظر اسلام فیصل آباد

میں نے اس کتاب کا چیدہ چیدہ مقامات سے مطالعہ کیا ہے کہ جس میں مرتب کردہ کتاب اہلذات نے نہایت ہی احسن انداز میں حضور محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی کو مرتب کیا ہے۔ اس کتاب میں ایک طرف تو آپ کا بڑے ہی پیار سے انداز میں تعارف کروایا گیا اور آپ کے بچپن کے حالات اور ابتدائی زندگی کے واقعات بیان کئے گئے ہیں تو دوسری طرف حضور محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ تدریس اور محدث اعظم بننے کی ساری داستان رقم کی گئی ہے۔ اس کتاب میں پہلی مرتبہ حضور محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی کو اس احسن انداز میں مرتب کیا ہے کہ قارئین خود ہی اس کی گواہی دیں گے کہ واقعہ کتاب اہلذات ہے۔ آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ شریف کتاب اہلذات کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے اور اسی طرح عوامِ اہلسنت کے لئے بہترین کتب مرتب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

شاہد رفیق قادری

لاہور بریلی زردی یونیورسٹی آف فیصل آباد

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۶۲	مسکب اہلسنت کیلئے شیخ الحدیث کی خدمات۔	۶۷	قیام پاکستان اور لائل پور کی طرف روانگی۔
۶۵	شیخ الحدیث کی علمی مصروفیات	۶۷	شیخ الحدیث کے شہید ہونے کی آواز۔
۶۵	شیخ الحدیث کے مشاغل	۶۸	مفتی اعظم ہند کی طرف سے پاکستان جانے کی اجازت،
۶۹	اولیائے کرام سے عقیدت مندی	۶۹	لائل پور جانے کا خصوصی فرمان
۵۰	شیخ الحدیث کے روحانی مربی،	۷۰	شیخ الحدیث کا لائل پور میں
۵۱	بریلی شریف کا احترام کرنا۔	۷۰	درود مسعود۔
۵۳	اعلیٰ حضرت کی زیارت ایک عظیم نیکی ہے۔	۷۰	لائل پور پر حملہ کا حکم۔
۵۳	حالات اعلیٰ حضرت کا مقام	۷۱	گول بانغ کے نزدیک قیام
۵۶	شہزادہ اعلیٰ حضرت کی کشتی کا اثر۔	۷۲	شاہی مسجد کا قیام
۵۹	حضور اعلیٰ حضرت سے عقیدت مندی	۷۲	شاہی مسجد کی نسبت سے شاہی مسجد
۵۹	اعلیٰ حضرت کے ملنے والوں سے عقیدت۔	۷۳	آپ کی زیارت سے ہی ہر عقیدہ مستور گئے۔
۶۰	یوم رضا کا انعقاد	۷۳	جامعہ رضویہ مظہر اسلام کی بنیاد
۶۶	حضور شیخ الحدیث کی تدبیری مصروفیات۔	۷۴	سنی رضوی جامع مسجد کی تعمیر

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۹۱	متحدہ کے جلسہ کی صدارت	۷۶	خاسدین کی دروغ گوئی۔
۹۳	شیخ الحدیث کی شخصیت کی خصوصیات۔	۷۶	انگریز کمشنر کا فیصلہ
۹۳	بلندی کے کردار	۷۷	مخالفین کی دوسری ناکام کوشش
۹۳	نصب العین کی پختگی	۷۸	صداقت رنگ لے آئی۔
۹۴	مسکب المزاج	۷۹	حجاز مقدس کی طرف سفر کی تیاری
۹۶	اصابت راستے	۸۰	حکومت پاکستان کا خصوصی اجازت نامہ۔
۹۷	تحریک ختم نبوت اور شیخ الحدیث	۸۱	شیخ الحدیث کے جوابات۔
۹۸	روایت ہلال اور حضرت کی صائب رائی۔	۸۲	مخالفین کا حکومت کو شکایت کرنا۔
۹۹	حق گوئی۔	۸۲	حضرت اعظم علیہ الرحمۃ کے مدلل جوابات۔
۱۰۳	حلم طبعی	۸۳	خاسدین کو ایک اور شکست
۱۰۴	حضور شیخ الحدیث بحیثیت مقرر	۸۳	ادب شیخ کا اعلیٰ نمونہ
۱۰۶	حضور شیخ الحدیث بحیثیت عالم	۸۴	شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کا ایمان
۱۰۷	حضور شیخ الحدیث بحیثیت مناظر	۸۴	افروز جواب۔
۱۱۸	حضور شیخ الحدیث کا تدریسی عمل	۸۹	بد مذہبوں اور بے دینوں کا رد و ابطال فرمانا۔
۱۱۰	احمد آباد شریف میں مناظرہ	۹۰	بد عقیدہ لوگوں سے مصافحہ کرتے تھے
۱۱۱	بھلی ضلع گجرات میں مناظرہ		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۵۸	مفتی محمد شریف رضوی صاحب	۱۴۲	جانور بھی آپ کا احترام کرتے تھے۔
۱۵۹	شیخ الحدیث علامہ غلام رسول غوثی	۱۴۳	شیخ الحدیث کے جسید اطہر پر
۱۶۰	علامہ عبد المصطفیٰ الازہری صاحب		نور کی بارش کا ہونا۔
۱۶۰	علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی صاحب	۱۴۴	شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے وصال
۱۶۱	علامہ محمد ثناء اللہ محدث مثنوی		کی کہانی۔
۱۶۲	مفتی محمد نظام الدین مہرانی	۱۴۴	علامت اور تقابلیت۔
۱۶۲	علامہ محمد جمال الدین بھیکھی شریف	۱۴۵	کراچی میں علاج معالجہ۔
۱۶۳	علامہ محمد عبدالرشید جھنگوی	۱۴۶	دوبارہ کراچی میں تشریف آوری۔
۱۶۴	مفتی محمد مجیب الاسلام قادری	۱۴۷	وصال مبارک۔
۱۶۵	مولانا تحسین رضا خاں بریلوی	۱۴۹	کراچی میں نماز جنازہ۔
۱۶۶	مفتی محمد وقار الدین رضوی	۱۵۱	جسید اطہر کی لائل نور کو روانگی
۱۶۷	نبیرہ اعلیٰ حضرت محمد یحیٰ خاں	۱۵۳	بارشیں انوار و تجلیات
۱۶۸	الحاج البرادہ رحمہ صادق صاحب	۱۵۳	زمانہ شش گاہ میں آمد۔
۱۶۹	علامہ عنایت اللہ قادری	۱۵۴	لائل نور میں نماز جنازہ۔
۱۷۰	مولانا محمد احسان الحق قادری	۱۵۵	آخری زیارت مبارکہ
۱۷۰	مفتی لطیف اللہ صاحب	۱۵۵	آخری آرام گاہ۔
۱۷۱	مولانا سبطین رضا خاں	۱۵۷	حضور محدث اعظم کا تبلیغی
۱۷۱	مفتی محمد اعجاز ولی الرضوی	۱۵۷	فیضان اور آپ کے تلامذہ کا تعارف
۱۷۲	قاضی محمد شفیع مبارکپوری	۱۵۷	نبیرہ اعلیٰ حضرت محمد ابراہیم رضا خاں
		۱۵۸	نبیرہ اعلیٰ حضرت الشاہ حامد رضا خاں

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۲۶	داتا صاحب کی بارگاہ میں۔	۱۱۳	حضرت شیخ الحدیث کا سلسلہ
	حضرت صاحب کا مقام۔		بیعت۔
۱۲۶	آپ کے فرمانے سے دل کی	۱۱۴	حضور شیخ الحدیث کے چند
	دنیا بدل گئی۔		خلفاء کے اسماء گرامی
۱۳۳	شیخ الحدیث کی دعا سے فوراً	۱۱۵	کرامات محدث اعظم
	بارش ہو گئی۔		
۱۳۲	نواب حسین گستاخ کو سزا دینا	۱۱۷	مجاہد کے لعنہ کافر شتوں
۱۳۱	حضرت کے تبرک سے حضور		نے ساقط دیا۔
	بچی کریم کی زیارت ہوئی۔	۱۱۷	نورانی شکل والے بزرگ کا
۱۲۹	قبلہ شیخ الحدیث کا بارگاہ		پہرہ دینا۔
	مصطفیٰ میں مقام۔	۱۲۰	بیٹا فوت ہونے کی خبر ملنا۔
۱۲۸	جملہ شیخ الحدیث کی والدہ کا	۱۲۱	ولی کی زیارت سے خدا یاد آ
	مقام۔		جہاں تھے۔
۱۳۵	اولیائے کاملین دیوں کا حال	۱۲۲	بڑی کشمکش کا آنا۔
	جانتے نہیں۔	۱۲۳	عقد سے پاگل ایک طالب علم۔
۱۳۸	اولیاء اللہ کے تبرک کی شان۔	۱۲۴	داتا صاحب کی نگاہ فیض کا ہونا
۱۴۰	شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی عطا۔	۱۲۵	حضرت کرمانوالہ کا فرمان مبارک
۱۴۰	حضور شیخ الحدیث کی شان	۱۲۵	حضور داتا صاحب قبلہ شیخ الحدیث
	بزرگی۔		کو فرمان۔

سردار احمد سے شیخ الحدیث تک

دیال گڑھ ضلع گورداسپور کا ایک ہونہار اور سعادت مند
نوجوان میٹرک پاس کرنے کے بعد مزید علم حاصل کرنے کے لیے داتا کی
نگری لاہور آتا ہے۔ اور ایف۔ اے میں داخلہ لیتا ہے وہ قدرت
کے سانچے میں ڈھلا ہوا شرافت کا دل نواز پیکر تھا۔ اس کی گفتگو اور
چال ڈھال میں قیامت کا بائیں تھا۔

اسے گود میں کھلانے والے اور اس کے سکول کے ساتھی ہی نہیں
بلکہ اس کے اساتذہ بھی اس کی نیک نفسی۔ پاکیزہ نگاہی اور ملکوتی کردار
کے گواہ تھے سب ہی اسے محبت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔
وہ سب کی آنکھ کا تارا تھا۔ اُس نے پٹوار کا امتحان بھی دیا تھا۔ اُس کی
بے مثال ذہانت اور قابلیت کو دیکھتے ہوئے اُس کے رشتہ دار یہ اُس
لگائے بیٹھے تھے کہ ہمارا عزیز نوجوان پٹواری بنے گا۔ تحصیل دار بنے گا۔
اور ترقی کرتے کرتے بہت بڑا افسر بنے گا۔ لیکن انسان کے سوچنے
سے کیا ہوتا ہے وہی ہوتا ہے کہ جو سب سے بڑی قوت و طاقت
والے کو منظور ہوتا ہے۔ اچانک اس نوجوان کو نظر لگ گئی اور وہ نظر
کیسی تھی کہ رشتہ داروں کے سب منصوبے فیل ہو گئے اور تمام پروگرام
دھرے رہ گئے۔

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۸۰	صاحبزادہ عزیز احمد صاحب	۱۷۲	علامہ صابر القادری صاحب
۱۸۰	علامہ محمد حنیف قادری	۱۷۳	شیخ الحدیث عبدالمصطفیٰ مجددی
۱۸۱	سید محمد عبداللہ شاہ قادری	۱۷۴	علامہ ابراہیم نور شہر رحیمی
۱۸۱	مفتی عبداللطیف قادری صاحب	۱۷۵	شیخ الحدیث محمد حسین قادری
۱۸۱	علامہ محمد عبداللہ مراد نوی	۱۷۶	مفتی عبدالقیدم ہزاروی صاحب
۱۸۱	علامہ سید زاہد علی شاہ کشمیری	۱۷۷	شیخ الحدیث علامہ فیض احمد لوی
۱۸۱	سید زاہد علی شاہ پبلی بحیثیت	۱۷۸	الحاج عبدالقادر احمد آبادی
۱۸۳	محدث اعظم محمد سردار احمد ڈار بار	۱۷۹	علامہ محمد معین الدین شافعی
۱۸۴	شیخ جہدوں رضائی بلی	۱۸۰	استاذ اعلیٰ علامہ غلام اسلم پوری
۱۸۵	تاجدار لائل پوری دی شان	۱۸۱	خطیب مشرق علامہ شتاق احمد نظامی
	فرح دوہڑے۔	۱۸۲	صوفی با صفا علامہ مفتی محمد امین صاحب
۱۹۲	انجواں دی برسات	۱۸۳	مفتی محمد مختار احمد دیال گڑھ
	(بوقتِ صال پڑھی گئی منقبت)	۱۸۴	مفتی محمد نواب الدین صاحب
		۱۸۵	مفتی محمد شمس الرحمن قادری
		۱۸۶	شیخ الحدیث سید مرتب علی شاہ
		۱۸۷	علامہ محمد ناصر اللہ خاں افغانی
		۱۸۸	مفتی اعظم محمد اشفاق احمد قادری
		۱۸۹	شیخ الحدیث محمد شریف ضوی کھکھر
		۱۹۰	سلطان المناظرین علامہ اشرف سیالوی صاحب

میں وہ طالب علم بھی آگے بڑھا اور مصافحہ کرنے کے بعد سرائٹھا کر جو دیکھا تو حجتہ الاسلام کا نورانی چہرہ دیکھتا ہی رہ گیا۔ چہرہ کیا تھا حسن کی کھلی ہوئی کتاب تھی جس پر جمال تقویٰ اور جلال علم کا نور برس رہا تھا۔ جیسے دیکھ کر غیر مسلم اسلام لے آتے تھے۔ ایک نظر حجتہ الاسلام نے بھی اس طالب علم کو دیکھا بس یہی وہ لمحہ تھا کہ جب اس طالب علم کو نظر لگ گئی۔ اس کی روح کی گہرائی تک ایک برقی رد و دوڑ گئی اور دل ایک انجانی اضطرابی کیفیت سے دوچار ہو گیا۔

جلسہ بڑی شان و شوکت سے ہوا اور جلسہ کے بعد حضرت حجتہ الاسلام حضرت شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے قریب اپنی قیام گاہ پر تشریف لائے۔

وہ طالب علم جلسے کے دوران بڑی محویت کے ساتھ ٹکٹ کی باندھ نہیں دیکھتا رہا اور جلسے کے بعد کشاں کشاں ان کی قیام گاہ پہنچ گیا۔ حضرت حجتہ الاسلام نے دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہ وہی کشتہ تیر نظر ہے بڑی محبت اور شفقت کے ساتھ اپنے پاس بلایا اور خیریت دریافت کرنے کے بعد پوچھا کہ

کہاں کے رہنے والے ہو۔ کیا کرتے ہو۔
طالب علم نے جواب دیا تو انہوں نے اُس کے چہرے کی اضطرابی تحریر پڑھتے ہوئے پوچھا کہ
آپ کچھ کہنا چاہتے ہو۔

پٹواری بنتے بنتے دین کا افسر بن گیا | جامع مسجد وزیر خاں

پاکستان سے پہلے متحدہ پاک و ہند کی عظیم ترین مسلم سطح تھی، اس مسجد میں یو کے ملک کے جلیل القدر علماء و مشائخ رونق افروز ہوتے تھے۔ ان کی زیارت سے ایمان تازہ ہو جاتا اور ان کے ارشادات عالیہ سن کر دلوں کی ویران بستیاں آباد ہو جاتیں۔

ان دنوں بھی جامع مسجد وزیر خاں میں عظیم الشان اجلاس ہو رہا تھا۔ سامعین جوق در جوق حاضر ہو رہے تھے۔ اتنے میں سٹیج سے اعلان کیا گیا کہ

آج فلاں وقت، فلاں گاڑی سے ملک کے عظیم المرتبت عالم شریعت، ہنگو گورنر اعظم حضرت امام احمد رضا حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا خان بریلوی تشریف لارہے ہیں۔ جو حضرات ان کی زیارت سے مشرف ہونا چاہیں وہ مقررہ وقت پر بریلوے اسٹیشن پہنچ جائیں۔

مشائقان دید کا ایک ہجوم بریلوے اسٹیشن پر جمع ہو گیا۔ اسی ہجوم میں وہ نوجوان طالب علم بھی تھا۔ جب گاڑی پلیٹ فارم پر پہنچی اور حضرت حجتہ الاسلام اپنے ڈبے سے باہر تشریف لائے تو تکبیر و رسالت کے پُر جوش نعروں سے ان کا استقبال کیا گیا اور ہر شخص بے تابی سے ایک نظر زیارت کرنے اور مصافحہ کے لیے آگے بڑھنے لگا۔ اسی دھکم پیل

حاصل کی۔

طالب علم کا تعارف آپ جانتے ہیں کہ وہ نوجوان

اسے کون نہیں جانتا۔ اسے اپنے بیگانے سب ہی جانتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایسی بلندیوں پر پہنچا کہ بڑے بڑے افسیس اس میں قدموں میں بیٹھنے کو سعادت سمجھتے تھے۔

بڑے بڑے علماء اس کی دست بوسی کو اپنا شرف تصور کرتے۔ وہ جس کے سر پر ہاتھ پھیرتے وہ راسخ العقیدہ سنی عالم دین بن جاتا تھا۔

انہوں نے تمام زندگی علوم دینیہ کا درس دیا۔

انہوں نے امام اعظم ابو حنیفہ کی سنت ادا کرتے ہوئے ہزار طلبہ کو درس حدیث دیا۔

اور جس کے شاگردوں میں بڑے بڑے شیخ الحدیث بنے جس نے عوام کے دلوں میں حبِ مصطفیٰ کی جوت جگائی۔ علماء اور محدثین کی اتنی بڑی جماعت تیار کی کہ اکابر علماء نے انہیں

محدثِ اعظم پاکستان تسلیم کیا۔

یہ تھے۔ محدثِ اعظم پاکستان حضرت علامہ ابو الفضل محمد سرور احمد دہلوی قادری قدس سرہ وہ آسمانِ سنیت کے چاند تھے۔

نوجوان نے کہا کہ ہاں۔ فرمایا کہو۔ بغیر کسی تکلف کے کہو۔

بریلی شریف جانی کی خواہش عرض کی کہ مجھے بھی اپنے

ایف اے کرنے اور پھر ارکان امتحان پاس کرنے کا کوئی شوق نہیں رہا۔ میں چاہتا ہوں کہ اپنی پیاسی نگاہیں آپ کے دیدار سے سیراب کرتا رہوں آپ کے سامنے زانوئے تلمذ کیں کروں اور وہ نورانی علم حاصل کروں جس کے آپ نمائندے ہیں۔

حضرت حجۃ الاسلام نے بڑی خوشی سے اپنے ساتھ چلنے کی اجازت دے دی اور وہ اپنی جگہ اس شاہین کے زیرِ دام آنے پر بے حد نازاں تھے۔

بریلی اور اجمیر میں حصول علم کا سفر مرکز علم و عرفان

بریلی شریف جاکر اس قابل طالب علم نے پوری تندہی اور یکسوئی کے ساتھ علوم دینیہ حاصل کرنے شروع کیے۔

منتظر اسلام بریلی شریف میں حجۃ الاسلام مفتی اعظم ہند مولانا

محمد مصطفیٰ رضا خاں بریلوی اور صدر شریعہ مولانا محمد علی اعظمی

مصنف بہارِ شریعت جیسے نادر روزگار اربابِ علم و نظر کے فیوض سے خوش چینی کی۔ آٹھ سال تک جامعہ معینیہ اجمیر شریف میں صدر شریعہ کے دریاے علم سے فیض یاب ہونے کے بعد سندِ فراغت

تاہم آپ کا خاندان شرافت، دیانت، پاکبازی، مہمان نوازی، اور نیک نامی میں علاقہ بھر میں شہرت رکھتا تھا۔ آپ کے والدین مذہبی امور میں خاص دلچسپی رکھتے تھے۔ پابندِ صوم و صلوٰۃ تھے۔ پورا خاندان مشائخ کرام کا مرید اور عقیدت مند تھا۔ حضورِ غوثِ پاک رضی اللہ عنہ سے کمال درجہ کی محبت تھی۔

آپ کے دادا اپنے آبائی گاؤں تنگل نر درلاس ضلع امرتسر سے ترک سکونت کر کے دیال گڑھ اپنے نہال کے ہاں آباد ہو گئے تھے۔ آپ کے والد ماجد دیہاتی ماحول کی برائیوں سے الگ تھلاک رہتے۔ کسی کی غیبت نہ کرتے۔ کسی کے نقصان میں راضی نہ ہوتے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کے ساتھ کسی کی دشمنی پیدا نہ ہوئی۔

حضرت شیخ الحدیث کے نہال گاؤں دھڑاں ضلع گرواسپور میں قیام پذیر تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ نہایت پاک سیرت عفیضہ تھیں۔ پابندِ صوم و صلوٰۃ اور حضورِ غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی فدائی و شیدائی تھیں۔

والدین شیخ الحدیث کی نیک سیرتی کا واقعہ :-

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے والدین کو بچپن کی سیرت سمجھنے کے لیے ایک واقعہ ہی کافی ہو گا۔ جس کے راوی مولانا محمد بشیر احمد قادری ساکن رڈیالہ ضلع گوجرانوالہ ہیں۔

جن کی ضیا پاشیوں نے پاک و ہند کو بقیعہ نور بنا دیا۔۔۔۔۔ وہ شیخ القیوم الحدیث تھے۔۔۔۔۔ وہ جامع معقولات و منقولات تھے۔۔۔۔۔ وہ رہبرِ شریعت اور مرشدِ طریقت تھے۔۔۔۔۔ وہ سحر بیان خطیب تھے۔

شیخ الحدیث والتفسیر مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت علامہ سردار احمد صاحب قدس سرہ دیال گڑھ ضلع گرواسپور (مشرقی پنجاب جلدت) میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد کا اسم گرامی چوہدری میرا بخش تھا۔

گرواسپور ضلع میں دیال گڑھ ایک مشہور قصبہ کہ جو بٹالہ سے چار میل دُور ہے لوگوں کا پیشہ کاشت کاری اور ملازمت تھا۔ اکثر آبادی کا تعلق بٹرحٹ قوم سے تھا۔ جبکہ حضرت شیخ الحدیث کا تعلق سیہول جٹ خاندان سے ہے۔ تقسیم ہند سے پہلے گاؤں میں تین نمبر دار اور چار مساجد تھیں۔

آپ کے والد ماجد کاشت کاری کرتے تھے۔ ان کی زمین گاؤں کے قریب ہی تھی۔ بچپن سے گھگھے پناہی اور اتنی ہی بارانی زمین تھی۔ یہ زمین انتہائی ذرخیز تھی۔ فصل اچھی ہوتی تھی۔ دیہاتی ماحول کے اعتبار سے آپ کے خاندان کو خوشحال کہا جاسکتا ہے۔ آپ کا خاندان کیا بلکہ پورے علاقہ کی توجہ تعلیم کی طرف بہت کھم تھی۔

مولا نا موصوف فرماتے ہیں کہ

جناب سید غلام مرتضیٰ شاہ اور جناب سید افضل احمد شاہ گلاں والا ضلع گڑواسپور سے ہجرت کر کے رڈیالہ میں مقیم ہیں۔ تقسیم ہند سے قبل کا ایک واقعہ اپنی سرگزشت کا بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ گلاں والا سے دس میل دور ایک گاؤں جانا پڑا۔ ہم علی الصبح ہی چل پڑے۔ سفر پیدل تھا وہاں ہمیں کھانے کا پوچھا گیا مگر ہم نے انکار کر دیا۔ گرمی کا موسم تھا۔ دوپہر کو ہم واپس آئے۔ راستہ میں بھوک اور پیاس خوب چکی۔ واپسی پر جب ہم دیال گڑھ سے گزرنے لگے۔ تو ہمیں یاد آیا کہ یہاں چوہدری میراں بخش کے پاس چلتے ہیں وہ بڑے فراخ دل اور مہمان نواز ہیں۔ یقیناً ہمیں ان کے دسترخوان سے کھانے پینے کو مل جائے گا۔

اس فیصلہ کے بعد ہم چوہدری میراں بخش (والد ماجد حضرت شیخ الحدیث) کے گھر آئے۔ آپ اس وقت دوپہر کی روٹی کھا کر آرام فرما رہے تھے۔ علیک سلیک کے بعد ہم نے اپنا تعارف سید ہونے کی حیثیت سے کرا یا۔ چوہدری میراں بخش نے نہایت خوش اخلاقی سے بیٹھک میں بٹھایا اور کھانے کی پیشکش کی۔ جیسے ہم نے قبول کر لیا۔

چوہدری میراں بخش اندر تشریف لے گئے اور صحن میں کھڑی اپنی روبرو محترمہ (والدہ ماجدہ حضرت شیخ الحدیث) سے فرمایا کہ اللہ کی نیک بندی! آج ہمارے گھر دو سید مہمان آئے ہیں ان کا کھانا لاؤ۔ اور پینے کیلئے لسی بھی۔

شاہ صاحبان فرماتے ہیں کہ بیٹھک میں بیٹھے ہوئے ہم نے میاں بیوی کی گفتگو سنی۔ جناب چوہدری میراں بخش صاحب تشریف لائے اور لسی پیش کی اور ساتھ ہی نہایت محبت و شفقت سے دریافت کیا کہ

کیا آپ نماز پڑھتے ہیں کہ اگر آپ نماز پڑھتے ہیں تو آپ کے لیے تازہ کھانا تیار کروایا جائے اور اگر نہیں تو وہی کھانا تیار شدہ ہی دیا جائے گا۔

شیخ الحدیث کی والدہ محترمہ کا مقام حضرت شیخ الحدیث

قدس سرہ کی والدہ ماجدہ کو زہد و تقویٰ، عفت و عصمت اور عبادت و ریاضت کی بنا پر بارگاہ خداوندی میں خاص قرب حاصل تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ شیخ الحدیث اور آپ کے برادر بزرگوار جناب حیات محمد سائیس کے درمیان والدہ مرحومہ کے متعلق گفتگو ہوئی۔ جناب حیات محمد کا خیال تھا کہ ہماری والدہ محترمہ عام نیک

(7) جناب محمد اسمعیل (برادرِ خورد)

آپ کی دولڑکیاں صاحب اولاد ہوئیں مگر جلد ہی انتقال فرما گئیں۔ حضرت چوہدری میراں بخش کے تمام صاحبزادے ماسوا حضرت شیخ الحدیث کے زمینداری کرتے تھے۔ سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ والدین کی تربیت کا اثر تھا کہ ان کا رجحان طبع نیکی کی طرف تھا۔ درویشانہ زندگی کے باعث لوگ ان کا احترام کرتے تھے۔ جناب حیات محمد صاحب درد بزرگ تھے۔ لوگ انہیں سائیں جی کے نام سے پکارتے تھے۔

ولادت باسعادت

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سردار احمد قدس سرہ قصبہ دیال گڑھ ضلع گرداسپور (مشرقی پنجاب بھارت) میں پیدا ہوئے۔
قرائین اور روایات کے مطابق سال ولادت ۱۳۲۱ھ ۱۹۰۳ء
سے ۱۳۲۳ھ سے ۱۹۰۶ء کے درمیان ہے۔ تاریخ ولادت کے بارے
میں چند روایات پیش خدمت ہیں۔

(۱) ایک یہ کہ پنجاب یونیورسٹی گزٹ۔ لاہور ۱۹۲۲ء میں آپ کے
کوالیفیکیشن۔

نام چوہدری سردار احمد
رول نمبر ۱۲۵۲
مرکز امتحان! بٹالہ
تاریخ ولادت: ۲۳ ستمبر ۱۹۰۳ء

خاتون تھیں اور حضرت شیخ الحدیث ارشاد فرماتے ہیں کہ والدہ
مرحومہ کو بارگاہ خدادندی میں خاص قریب حاصل تھا۔
اس گفتگو کے بعد جناب حیات محمد صاحب سوئے تو رات کو
خواب میں انہیں ایک قریب نظر آئی جس سے ایک ضعیف العمر خاتون
سفید لباس میں ملبوس باہر تشریف لائیں اور جناب سائیں مرحوم
سے فرمایا کہ

بیٹا! میں تمہاری والدہ ہوں۔ تیرا چھوٹا بھائی محمد سردار احمد
جو کچھ کہتا ہے وہ میرے متعلق بالکل ٹھیک ہے۔

صبح اٹھ کر برادرِ بزرگ اپنا رات کا خواب بیان کرنے حضرت
شیخ الحدیث کے پاس آئے تو آپ نے انہیں دیکھ کر مسکرا کر فرمایا کہ
کیوں جی سائیں صاحب! ہم نے ٹھیک کہا تھا نا۔ اب تو انکار
نہ کر دو گے۔

شیخ الحدیث کے بہن بھائی
دولڑکیاں پیدا ہوئیں۔

لڑکے ہیں۔

(۲) جناب علی محمد

(۱) جناب شیر محمد

(۴) جناب فتح محمد

(۳) جناب دین محمد

(۵) جناب سردار محمد (حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ)

(۶) جناب حیات محمد

آہ! جبکہ شیخ الحدیث ابدی نیند سو رہے ہیں (بریلی کی) ۱۹۲۴ء
والی محبتیں یاد آتی ہیں تو کلیجہ منہ کو آتا ہے۔

(۵) مولانا محمود احمد قادری۔ احسن المدارس، کانپور (انڈیا) اپنے
ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ

حضرت شیخ الحدیث اور والد الماجد (مولانا شاہ رفاقت حسین)

آٹھ برس اجیر شریف اور دو برس بریلی شریف میں ہم درس رہے اور
یہ زمانہ ۱۳۴۵ھ تا ۱۳۵۱ھ یعنی ۱۹۲۶ء تا ۱۹۳۳ء کا ہے۔

(۶) حجتہ الاسلام حضرت مولانا رضا بریلوی کے سوانح حیات کا مضمون
ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ کے ایک شمارے میں شائع
ہوا اور اس میں شیخ الحدیث کی حضرت حجتہ الاسلام کے حضور پہلی حاضری کا
زمانہ (گانڈھی گردی کی تحریک) بتایا گیا ہے اور یہ زمانہ تحریک

(ترک موصلات) ۱۹۲۲، ۲۳ء میں پورے شباب پر تھی۔

مندرجہ بالا روایات سے معلوم ہوا کہ آپ بغرض تعلیم ۱۹۲۲ء
۱۹۲۳ء بریلی شریف پہنچ چکے تھے۔ اس سے قبل آپ نے میٹرک کا امتحان
پاس کیا اور ایف اے کی تیاری میں مشغول تھے۔ اُس وقت آپ کی عمر
سترہ اٹھارہ برس کی ہوگی۔ اس حساب سے سال ولادت ۱۹۰۴ء
کے لگ بھگ بنتا ہے۔

جناب صبوحی دہلوی نے آپ کا سن ولادت ۱۹۰۴ء بتایا ہے۔
مولانا محمود احمد قادری نے سال ولادت ۱۹۰۳ء بتایا ہے۔

اس حساب سے تقویم ہجری کے مطابق آپ کی تاریخ ولادت
۲۹ جمادی الآخر ۱۳۲۱ھ بنتی ہے۔

(۲) دوسرے نمبر پر اثر العلماء مولانا محمد شریف الحق امجدی مفتی
دارالافتا بریلی لکھتے ہیں کہ

میرے اندازہ کے مطابق سن ولادت ۱۳۲۳ھ، ۱۹۰۳ء ہے۔

(۳) تیسرے نمبر پر جناب امید رضوی مدیر ماہنامہ نواری کرن بریلی
لکھتے ہیں کہ مجھے سن یاد نہیں۔ لیکن پھر بھی قیاس سے اتنا ضرور کہہ
سکتا ہوں کہ غالباً ۱۹۰۳ء تا ۱۹۲۳ء تھا۔ یہ میری اوائل عمری کا
زمانہ تھا۔ زمانہ طفلی رخصت ہو کر سن شعور کا آغاز ہونے والا
تھا کہ اس زمانہ میں۔ میں نے ایک صبح کو ایک باوجاہت و
عظمت انسان کو دیکھا۔

جس کی پیشانی صبح سعادت کی اُٹینہ دار تھی۔ بڑی بڑی غلافی
آنکھیں کہ جن میں جاذبیت اور شرم و حیا کے ساتھ ساتھ سمندر کا
سایہ اسکوت تھا۔ ایک سبزہ آغاز نو جوان متانت و تہذیب کی مکمل
تصویر، گھٹنوں سے نیچے کرتا تہذیب سر پہ پنجابی وضع کی پگڑی۔ لبوں
کا انداز جیسے ہر وقت رہتے ہوں یہ تھے اس وقت کے سردار احمد
اور آج کے محدث اعظم پاکستان۔

(۴) چوتھے نمبر پر فقیہ العصر مولانا مفتی اعجاز ولی رضوی بریلوی ۱۹۷۳ء
حضرت شیخ الحدیث سے اپنے تعلقات کا ذکر یوں کرتے ہیں کہ

والدین نے آپ کا نام (باقی بھائیوں کی نسبت سے) سردار محمد رکھا۔ لیکن جب آپ حصول تعلیم کی غرض سے بریلی تشریف لے گئے تو وہاں کے اکابر، اساتذہ۔ احباب اور ہم درس طلباء آپ کو سردار احمد کے نام سے یاد کرتے تھے۔ اس صورت حال کے پیش نظر آپ نے والدین کا تجویز کردہ نام بھی ترک نہ فرمایا اور اساتذہ کرام کے عطا کردہ نام کو بھی استعمال میں رکھا۔ اس طرح آپ اپنا نام محمد سردار احمد تحریر فرمایا کرتے تھے۔

چونکہ اس وجود مسعود نے در احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے پچھڑے ہوئے سروں کو اپنے آقا و مولیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے در اقدس پر جھکاتا تھا۔ اس لیے والدین اور اساتذہ نے بتوفیق الہی آپ کا نام ہی مناسب تجویز فرمایا۔

آپ کی کنیت مناظرہ بریلی متفقہ³⁵⁴ میں دیوبندی عقائد کے مشہور مناظر مولوی منظور احمد سنبھلی کے مقابل عدیم المثال فتح مبین کے بعد آپ کی کنیت ابوالمنصور ہو گئی۔ بعد ازاں خلف اکبر صاحبزادہ محمد فضل رسول کی ولادت پر ابوالفضل کنیت مشہور ہوئی۔ ”الْأَسْمَاءُ تَنْشُرُ مِنَ السَّمَاءِ“ اس عظیم المرتبت مجسمہ علم و فضل کے لیے یہی کنیت موزوں تھی۔ کیونکہ نائب دین نبی سردار احمد تیرا نام یعنی تو فضل مناسبت سے قوم کا سردار ہے

سعادت ازلیہ کا بچپن میں ظہور عہد طفولیت ہی میں حضرت شیخ الحدیث

کی پیشانی پر سعادت ازلیہ کے آثار نمایاں تھے۔ آپ کا بچپن دوسرے بچوں سے ممتاز تھا۔ والدین، افراد خانہ، اساتذہ اور بچپن کے ساتھیوں کے بیانات اس پر شاہد ہیں۔ ان بزرگوں کے بیانات کی روشنی میں حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے عہد طفولیت سے ہی آپ کی پُر عظمت زندگی کا واضح ثبوت ہو سکتا ہے۔ آپ کی کم سنی کے ایام میں آپ کی والدہ محترمہ جن کی عظمت خود واضح ہے۔ آپ کو بوسہ دیتے ہوئے دعائیں انداز میں فرمایا کرتی تھیں کہ آپ کا نام سردار محمد ہے اللہ تعالیٰ تجھے دین و دنیا کا سردار بنائے۔

اور اکثر یہ بھی فرمایا کرتی تھیں کہ

انشاء اللہ میرا یہ لالہ میرے عظیم شخصیت کا مالک ہوگا۔
شیخ الحدیث کا بچپن آپ جب بڑے ہوئے، چلنے پھرنے کے قابل ہوئے تو والد

ماجد کے ہمراہ مسجد میں نماز پڑھنے چلے جاتے۔ ذکر واذکار اور نعت خوانی کا ذوق بچپن سے ہی تھا اور اکثر اوقات چلتے ہوئے بھی ذکر واذکار آپ کی زبان پر جاری رہتا۔ سامعین محظوظ اور مستحیج ہوتے۔

مزاہم ہوتے دیکھا۔

اسی طرح صوفی الٹرہ کھاسراجی، حضرت شیخ الحدیث کے ہم وطن ہیں اور بچپن کا حال جو اکٹھے گزارا ایک ملاقات میں وہ بتاتے ہیں کہ ”حضرت شیخ الحدیث کی بچپن کی زندگی صاف ستھری زندگی تھی۔ مزاج سلجھا ہوا تھا۔ بھوٹ، غیبت سے ہمیشہ نفرت رہی۔“

ساتھوں سے مزاہم نہ ہوتے اور شرم و حیا کا یہ عالم تھا کہ بچپن ہی میں یہ فرمایا کرتے تھے کہ

دو عورتوں کے درمیان سے گزرتا شیطان کا کام ہے۔ شریعت مطہرہ سے شغف اور ذکر الہی کے ذوق و شوق ہی کی وجہ سے آپ نے بچپن ہی میں کہ جب آپ ساتویں آٹھویں جماعت میں پڑھتے تھے اس وقت میں حضرت شاہ سراج الحق چشتی قدس سرہ العزیز سے بیعت کر لی تھی“



آپ کے رشتہ کے ماموں زاد۔ جو بڈری ناظر حسین صوفی منشی بزرگ تھے اور حضور غوث پاک کے فدائی و شیدائی تھے۔ وہ آپ کے بھادر بزرگ جناب حیات محمد عرف سائیں جی سے آپ کے متعلق ایسی باتیں کیا کرتے تھے۔ جسے آپ کے بچپن میں عجیب و غریب تصور کیا جاتا تھا۔ ایک مرتبہ ان سے فرمایا کہ

”سائیں جی! تم کو مبارک ہو تمہارے عزیز بھائی سردار محمد کی پیشانی میں نیک بختی اور خوشی قسمتی کا چمکتا ہوا ستارہ دیکھ رہا ہوں“ مولوی نذیر احمد سراجی مقیم چک نمبر 72 فیصل آباد حضرت شیخ الحدیث کے ہم وطن ہیں اور آٹھویں جماعت تک آپ کے ساتھ پڑھتے رہے وہ ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ

”جب آپ (حضرت شیخ الحدیث) پیدا ہوئے تو ہمارے گھروں میں چرچا ہوا کہ اس نومولود کی پیشانی مبارک پر چاند کی سی روشنی چمکتی ہے۔

مکتوب میں مزید لکھتے ہیں کہ

ہمارے گھر اور آپ کے گھر میں چند گزوں کا فاصلہ تھا۔ میری والدہ اور آپ کی والدہ کا آپس میں پیار تھا۔ میں نے بچپن میں کوئی ایسی حرکت نہیں دیکھی کہ جو شریعت مطہرہ کے خلاف ہو۔ میرے ناقص ذہن میں یہ خیال سرگرداں رہتا کہ وہ پیدائشی طور پر ولی ہیں۔ میں نے ان سے منہ سے کبھی گالی نہ سنی اور نہ ہی کسی سے

یعنی اے جٹ قوم کے سپوت سردار محمد! میں دیکھ رہا ہوں کہ
تو بڑا ہو کر عظیم المرتبت عالم باعمل بنے گا۔ اور پھر دنیا نے دیکھا کہ وہ
جٹ قوم کے سردار محمد مستقبل میں شیخ الحدیث کے مرتبے پر فائز ہوئے
اور اپنے استاد محترم کی پیش گوئی کے عین مطابق عالم باعمل ہوئے۔
پراگمندی درجہ کے آخری امتحان کے وقت آپ کے سرپرستار کی
بہار ایسی خوبصورت تھی کہ استاد محترم مولانا قریشی صاحب نے فرمایا کہ
”خدا کرے میرے اس ہونہار شاگرد کو نظر بد نہ لگ جائے“

پراگمندی سکول کی تعلیم کے دوران آپ کے والد ماجد چوہدری
میرا بخش کا وصال ہو گیا۔ اس وقت آپ کی عمر اندازاً آٹھ یا دس
سال کی تھی۔ والد صاحب کی وفات سے دو سال قبل والدہ محترمہ
کا سایہ سر سے اٹھ چکا تھا۔ والدین کے انتقال کے بعد خاندان کی
کفالت کا ذمہ آپ کے برادر بزرگ حیات محمد عرف سائیں نے اٹھایا۔

حاشیہ: اے مولانا ذوالفقار علی قریشی متقی عالم اور روشن ضمیر تھے۔ اور کرسی پر نہ بیٹھے
تھے فرماتے کہ مجھے کرسی سے فرعونیت کی بو آتی ہے۔ ان کی روشن ضمیر کا یہ عالم تھا
کہ جو کچھ فرمادیتے ہو کر رہتا۔ ہمارے ایک ساتھی سراج الحق کو فرمایا کرتے تھے کہ
”اوسراجیا! توں تے تھانیدار بنے گا“

چنانچہ وہ پولیس میں بھرتی ہوا اور تھانیدار بن کر ریٹائر ہوئے۔ قریشی صاحب
نے تقسیم ہند کے بعد ہجرت کی اور لاہور میں ان کا وصال ہوئے۔

تحصیل علم

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں دیال گڑھ
کے پراگمندی سکول میں حاصل کی۔ اس زمانے میں مولانا ذوالفقار علی قریشی پراگمندی سکول
کے صدر مدرس تھے۔ قریشی صاحب متقی، متوکل، صابر و شاکر۔ قانع اور سبب
نبوی پر پابند اور خلوص دل سے کام کرنے والے استاد تھے۔ سکول کی تدریس کے
علاوہ گاؤں کی مسجد کے امام و خطیب بھی تھے۔

قرائین یہی ہیں کہ قرآن مجید کی ابتدائی تعلیم (ناظرہ) آپ نے مولانا قریشی
صاحب سے پائی۔ مولانا قریشی کی کوشش ہوتی تھی کہ اپنے تلامذہ میں اسلامی
رنگ بھر دیا جائے۔ حضرت شیخ الحدیث کی سعادت ازلی کو پیشانی میں
نمایاں دیکھ کر پیار بھرے انداز میں بزیان پنجابی مولانا قریشی صاحب
فرمایا کرتے تھے کہ

”اویئے جٹا! توں تے وڈانا مور مولوی عمل والا ہوویں دا“ اے

حاشیہ: اے قلمی یادداشت میاں اللہ دین گرواسپوری حال مقیم اندرون
ٹکسالی لاہور نے بھیجی ہے۔

نوٹ: وہ میاں صاحب موصوف حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے ہم وطن ہیں۔
ابتدائی تعلیم آپ کے ہمراہ حاصل کی۔ میاں صاحب فرماتے ہیں کہ ہمارے استاد

پرائمری تعلیم کے بعد آپ اسلامیہ ہائی سکول ٹہانہ، ضلع گرداسپور میں داخل ہوئے۔ ٹہانہ ہائی سکول کے صدر معلم جناب حاجی پیر محمد تھے۔ حاجی صاحب کا بیان ہے کہ

”شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرمد دارالاحمد کو بچپن ہی سے بزرگانِ دین اور جناب رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بے حد عقیدت و محبت تھی۔“

چنانچہ آپ وقتاً فوقتاً یہ کہا کرتے تھے کہ ”ماں سڑھی! ہمیں بزرگوں کی باتیں سنائیں اور حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حیاتِ طیبہ پر تو ضرور روشنی ڈالا کیجئے۔“

حضرت شیخ الحدیث کے وصال پر ملال پر حاجی پیر محمد اپنے ان تاثرات کو بیان کرتے وقت غرورِ محبت میں دور رہے تھے۔ اپنے سعادتمند شاگرد کا نام خاص احترام سے لے رہے تھے۔ حاجی صاحب کا بیان ہے کہ

”ہمارے سکول کے طلبہ میں صرف آپ ہی ایک ایسے طالب علم تھے کہ جن کی طرف سے اس قسم کی خواہش کا اظہار ہوا کرتا تھا۔ میں اس خدمت کو سر انجام دیا کرتا تھا۔ مگر اس کے باوجود یہ بھی سوچا کرتا تھا کہ اس لڑکے کو اور دوسرا لڑکا اس قسم کے خیالات کا حامل نہیں اور سرمد دارالاحمد کا یہ جذبہ کتنا قابلِ قدر اور لائقِ تحسین و آفرین ہے۔“

جو ہر شناس اور اولیاء کرام کے محبِ صادق جناب حاجی پیر محمد

بھی مقدور بھر کو شش کمرے کر کوئی سبق ایسا نہ ہو جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیائے کاملین کا محبت بھرا تذکرہ نہ ہو۔ سکول کی تعلیم کے دوران حضرت شیخ الحدیث جسمانی طور پر چاق و چوبند تھے۔ تیراکی، دوڑ اور کشتی میں آپ کی مہارت یہاں تک بڑھی ہوئی تھی کہ ضلع بھر میں آپ کی شہرت تھی اور ہر مقابلے میں سب پر فوقیت اور سبقت لے جاتے تھے۔

میٹرک کا امتحان فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔ اور پورے سکول میں تمام اساتذہ کی طرف سے دادِ تحسین حاصل کی۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے پیر و مرشد حضرت شاہ سراج الحق چشتی قدس سرہ نے پوار کا امتحان پاس کر رکھا تھا۔ اس لئے آپ نے پیر و مرشد کی اتباع میں میٹرک کے بعد پوار کا امتحان پاس کیا۔ لیکن ملازمت نہ کی۔

میٹرک کے بعد پولیس کی تربیت گاہ فلور سے آپ کو پیشکش آئی کہ آپ پولیس میں بھرتی ہو جائیں۔ لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ اور میٹرک کے بعد ایف۔ اے کرنے کیلئے لاہور تشریف لائے۔ ایف۔ اے کی تیاری بھی طور پر کر رہے تھے۔ اور کسی کالج میں داخل نہ ہوئے۔

منزلِ حقیقی کا سفر

۱۳۲۳ھ / ۱۹۴۲ء میں انجمن حزب الاحناف لاہور کے زیرِ اہتمام ایک عظیم الشان جلسہ کا انعقاد ہوا جس میں برصغیر کے جلیل القدر مشائخ عظام اور عظیم المرتبت علماء کرام، کثیر تعداد میں تشریف فرما ہوئے۔ ان علماء و مشائخ

جلسہ گاہ میں حضرت حجتہ الاسلام کی زیارت کا شرف ملا۔ اسی ایک زیارت سے حضرت شیخ الحدیث محمد سرمد احمد کے دل کی دنیا بیل گئی اور دنیوی تعلیم کو خیر باد کہہ کر دینی تعلیم کے حصول کا عزم بختہ ہو گیا۔

حجتہ الاسلام کی قیام گاہ (استاذ عالیہ حضرت شاہ محمد غوث قدس سرہ) میں حاضر ہوئے۔ حجتہ الاسلام نے ایف۔ اے کے طالب علم محمد سرمد احمد کی جبین سعادت نشین پر درخشاں کوکب اقبال کو دیکھ کر تار لیا کہ لو نہال ایک روز ملت اسلامیہ کا عظیم الشان اور وحید فرد ہو گا۔

”مَنْ سَعَدَ فِي بَطْنِ امَةٍ“

”کہ ہر شخص اپنی سعادت مال کے پیٹ سے لے کر تاہے۔“

بریلی شریف جانے کی خواہش کا اظہار

والدین کی حسن سیرت اور حسن تربیت اور پھر مولانا ذوالفقار قریشی و مولانا حاجی میر محمد سعید کی حسن تربیت اور حجتہ الاسلام قدس سرہم کی زیارت اور پند و موعظت رنگ لائی۔ حضرت شیخ الحدیث نے حجتہ الاسلام سے عرض کی کہ

”مجھے بھی بریلی اپنے ساتھ لے چلیں تاکہ میں مرکز علم و

عرفاں میں حاضر ہو کر علم و معرفت حاصل کروں؟“

حضرت حجتہ الاسلام نے آپ کی یہ عرضداشت قبول فرمائی اور انہیں بریلی شریف لے آئے۔

میں حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی قدس سرہ بھی تھے۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی سعادت انہیں جلسہ گاہ تک لے آئی۔ دوران اجلاس صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی نے تقریر کرتے ہوئے حجتہ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں کی بریلوی شریف سے تشریف آوری کا اعلان اس عظمت بھرے انداز میں فرمایا کہ

”اعلیٰ حضرت اعظم البرکت مجدد مائتہ حاضرہ، متیوہ ملت طاہرہ صاحب الدلائل القاہرہ، ذی القنائیف الباہرہ، امام اہل سنت مجدد دین و ملت، حامی سنت، حامی بدعت، پیر طریقت و مہر شریعت، الشاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کے شہزادے مفتی الانام، مرجع الخواص والعوام، حجتہ الاسلام، حضرت مولانا الشاہ حامد رضا خاں صاحب تشریف لارہے ہیں۔“

اعلان کے انداز جلیلہ سے متاثر ہو کر ایف۔ اے کا طالب علم محمد سرمد احمد حجتہ الاسلام کی زیارت کا مشتاق بن گیا۔ اور جلسہ گاہ کی طرف زواں دواں ہوئے۔

حضرت حجتہ الاسلام حسن سیرت کے ساتھ ساتھ حسن صورت کی بے پناہ دولت سے بھی مالا مال تھے۔ جن خوش نصیب حضرات نے آپ کی زیارت کی ہے وہ اس امر کی تصدیق کرتے ہیں کہ دلی کامل حجتہ الاسلام کا چہرہ (اذا راؤا ذکواللہ) کہ جب انہیں دیکھا جائے تو خدا یاد آجائے کہ حسین مصداق تھے۔

سے پڑھیں، حضرت مفتی اعظم فرماتے ہیں کہ ”جب میں ان (مولانا محمد سرور احمد) کو دیکھتا تو پڑھتے ہی دیکھتا۔ مدرسہ میں قیام گاہ پر، حتیٰ کہ جب مسجد میں آتے تو بھی کتابت میں ہوتی اگر جماعت میں تاخیر ہوتی تو بجائے دیگر اذکار و اذکار کے مطالعہ میں مصروف ہو جاتے اور ان کے اس دالہانہ تحصیل علم سے میں بہت متاثر ہوا۔ میرے پاس دوسرے پنجابی طالب علم مولوی نذیر احمد سلمہ، پڑھتے تھے۔ ان سے دریافت کرنے پر انہوں نے آپ کی ساری سرگزشت بتائی۔ پھر ان کے ذریعے وہ میرے پاس آنے جانے لگے ان کے باہر در خواست اور مولوی نذیر احمد کی سفارش پر میں نے اپنی مینت، قدوری، کنز اور شرح جامی تک پڑھایا۔“

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کمال پابندی سے اسباق پڑھتے اور اپنے اساتذہ اور افراد خالوادہ رضویہ سے نہایت عقیدت و محبت سے پیش آتے۔ حضرت حجتہ الاسلام ٹھیک آٹھ بجے صبح اسباق کی تدریس کے لئے مسجد میں تشریف لاتے۔ اس وقت بالالتزام حضرت شیخ الحدیث ان کا جوتا اٹھا کر مسجد کے ایک کونے میں رکھتے اور جب وہ فارغ ہو کر واپس مسجد سے باہر نکلنے کا ارادہ فرماتے تو آپ فوراً ان کا جوتا سلاسنے رکھتے۔ اس معمول میں ذرا بھی تاخیر کرتے تو قیام بریلی کے دوران ایک واقعہ نے حضرت شیخ الحدیث کے دل میں

بریلی شریف میں قیام گاہ۔

دارالعلوم منظر اسلام بریلی (قائم شدہ ۱۹۰۴ء) کے طلباء کا قیام معمولاً شہر کی دوسری مسجد میں ہوتا تھا۔ انہی مساجد میں ان کے طعام کا انتظام ہوتا لیکن حضرت حجتہ الاسلام نے نووارد طالب علم محمد سرور احمد کو خاص اپنے آستانہ پر ٹھہرایا۔ بریلی کے زمانہ طالب علمی میں آپ کا قیام و طعام اور دیگر اخراجات حجتہ الاسلام ہی کے ہاں سے ہوتے۔

حجتہ الاسلام حضرت شیخ الحدیث کے زمانہ طالب علمی میں اس قدر شفقت فرماتے کہ جس قسم کا لباس وہ اپنے صاحبزادوں کے لئے بنواتے، اسی قسم کا لباس وہ حضرت شیخ الحدیث کے لئے بنواتے یہاں تک کہ لباس کے رنگ میں بھی یکسانیت اختیار فرماتے۔

جامعہ رضویہ منظر اسلام میں تعلیم حاصل کرنا۔

دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف میں آپ نے کم و بیش تین سال تک تعلیم پائی۔ پوری توجہ اور انہماک سے اسباق پڑھتے اور مطالعہ کرتے۔ اس عرصہ میں آپ نے حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا مفتی اعظم مولانا محمد رضا صاحب مولانا محمد حسین قدس سرہم سے درس نظامی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ صرف دسویں ابتدائی کتابیں مولانا محمد حسین مدرس منظر اسلام سے پڑھیں۔

مینت، قدوری، کنز القائق اور شرح جامی تک کتابیں مفتی اعظم

بے دینوں اور بد مذہبوں سے سخت نفرت پیدا کر دی ہو ایلوں کہ

ایک روز کچھ لوگ حضرت حجتہ الاسلام کے حضور حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ "مولانا اشرف علی تھالوی اتنی کتابوں کے مصنف ہیں اور ایسے بزرگ ہیں"

"یہ بات سن کر حضرت حجتہ الاسلام خاموشی سے اندر چلے گئے اور جلدی واپس آ گئے۔ آپ کے ہاتھ میں تھانے والا پتھر تھا۔ آپ نے صفحہ نمبر ۱ کی رسوائی عالم کتاخانہ عبارت سب کے سامنے رکھی۔ اس پر مجمع تھالوی حکیم الامت پر لا حول پڑھنے لگا۔"

حضرت شیخ الحدیث فرمایا کرتے تھے کہ اُس روز سے میرے دل میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخوں سے قلبی نفرت پیدا ہو گئی۔

تعلیم کا یہ عرصہ اندازاً ۱۲۳۳ھ تا ۱۲۳۵ھ پر مشتمل ہے۔ طالب علمی کے اس زمانہ میں حضرت شیخ الحدیث بعض موقر جرائد کے لئے علمی و فقہی مضامین بھی لکھتے رہے۔ مراد آباد کے مشہور ماہنامہ "السواد اعظم" کے شمارہ شعبان المعظم ۱۲۳۵ھ کے فقہی معنی کے عنوان سے آپ کا ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔

مولانا تقدس علی قادری سابق ناظم منظر اسلام بریلوی اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ ۱۲۳۵ھ اوائل ۱۹۲۴ء

تمک بریلوی شریف میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ یہ وہ دور ہے کہ جب صدر الشریعہ مولانا محمد سید امجد علی اعظمی (۱۳۶۴ھ) خلیفہ امام احمد رضا قدس سریم دارالخیر اجیر شریف کے مدرسہ معینیہ عثمانیہ میں صدر المدرسین کے عہدے پر فائز تھے اور پورے برصغیر میں ان کی تدریس کا ہنر تھا۔

صدر الشریعہ کی تعلیمی خدمات

مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری لن صدر الشریعہ مولانا محمد سید امجد علی اعظمی لکھتے ہیں کہ

"دارالامن اجیر مقدس میں بارگاہ سلطان الہند میں امراتہ غریبہ حاضری کو باعث سعادت سمجھتے ہیں اسی اثناء میں والی المعین در آباد دکن نواب عثمان علی خاں بھی روضہ مبارکہ پر حاضر ہوئے۔ آپ نے اپنے آنے کے بعد وہاں کے کوائف اور حالات معلوم کئے تو پتہ چلا کہ حضرات خدام صاحبان بالمعموم دینی اور دنیاوی علوم سے بے بہرہ ہیں اور اس طرف ان کو کوئی خاص توجہ نہیں تو آپ نے بارہ سو روپے ماہوارہ کی امداد سے یہ عظیم درس گاہ قائم کی جس میں اس زمانہ میں بائیس مدرسین تدریس و تعلیم کے فرائض انجام دیتے تھے۔ اس کے پہلے مدرس مولانا معین الدین صاحب اجیری اور ان کے بعد مولانا مشاق احمد صاحب کانپوری رحمۃ اللہ علیہا ہوئے۔ مولانا نے وہاں

و فضل کے قطب و احد کی خدمت میں شیخ الحدیث پہنچ گئے اور آپ کی بارگاہ بیس پناہ سے کیا حاصل ہوا۔ اس بارے میں حضرت مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفیٰ رضا کی شہادت کافی ہے۔ فرماتے ہیں کہ پھر تو بحر العلوم کے پاس گئے اور خود بھی بحر العلوم ہو گئے۔

ایف اے کا طالب علم گم ہو گیا!

حضور شیخ الحدیث قدس سرہ چونکہ لاہور سے بریلی شریف حاضر ہوئے تھے اور بریلی سے اجیر شریف۔ آپ کے گھر کوئی اطلاع نہ تھی کہ آپ کہاں گئے ہیں گھر سے تو لاہور آئے تھے کہ ایف اے کی تیاری کریں۔ مگر یہاں پہنچ جانے کے بعد آپ کو علم دین کی لگن ہوئی اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے دین کے لئے منتخب فرمایا تھا۔ اور آپ لاہور سے ہی بریلی بغیر اطلاع دیئے چلے گئے اور آپ کی اطلاع نہ ہونے کے باعث آپ کے بھائی اور رشتہ دار پریشان تھے۔

جب کبھی مرشد برحق حضرت شاہ سراج الحق دہلی گڑھ شریف لے جاتے تو آپ کے بھائیوں کو تسلی دیتے کہ گھبراؤ نہیں، انشاء اللہ اس کی اطلاع جلد ہی مل جائے گی۔

چنانچہ آپ (شاہ سراج الحق رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے تھے کہ ”مردار احمد کی بڑی شان ہوگئی۔ اس کے دسترخوان سے بے شمار لوگ فیض یاب ہوں گے“

سے استعفیٰ دے دیا تو حضرت سلیمان اشرف صاحب نے متولی مدرسہ سیدنا احمد صاحب مرحوم کو مشورہ دیا کہ یہاں صدر المدرسین کی حیثیت سے صدر الشریعہ و ہدایہ علامہ حکیم حضرت سیدی مولانا محمد امجد علی اعظمی صاحب ”مُصَنَّفُ بَہَارِ شَرِعیات“ نہایت ہی موزوں رہیں گے حضرت اس زمانہ میں بریلی شریف کے صدر المدرسین تھے۔ آپ کے لئے پہلے تو حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمۃ راضی نہ ہوئے۔ لیکن حضرت مولانا سید سلیمان اشرف صاحب کے اصرار شدید پر حضرت قبلہ کو دہلیاں اجیر شریف جانے کی اجازت عطا فرمائی اور اجیر شریف ہی سے حزب الاحناف لاہور شریف لائے۔

شیخ الحدیث اجیر شریف میں۔

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کو مولانا کویم نے جس عظیم الشان قدس دین کے لئے منتخب فرمایا تھا۔ اس کے لئے صدر الشریعہ جیسے بحر العلوم سُرُنی کی ضرورت تھی۔ چنانچہ خالوادہ رضویہ میں سے مولانا محمد ادریس رضا بنیرہ مولانا حسن رضا، اجیر شریف بغرض تعلیم جانے لگے تو حضرت شیخ الحدیث بھی سرود شاہزادگان امام احمد رضا کی اجازت سے اجیر شریف صدر الشریعہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

سلطان الہند خواجہ اجیر قدس سرہ کی بارگاہ بیس پناہ میں علم

چنانچہ بھائی سٹیشن پر گئے حضرت شیخ الحدیث گاڑی سے اترے
کئی سالوں بعد بھائیوں میں دوبارہ ملاقات ہوئی۔ دہین روز کزنال میں حضرت
شاہ سراج الحق چشتی کے ہاں اکٹھے ہی قیام پذیر رہنے کے بعد آپ
اجیر چلے گئے اور بھائی واپس دیال گڑھ آ گئے۔ اس طرح خاندان والوں
کو آپ کی غیریت کی اطلاع ملی۔ نیز یہ معلوم کر کے کہ سردار محمد دینی تعلیم
حاصل کر رہے ہیں اور بہت جلد ایک ممتاز عالم دین کی حیثیت اختیار
کر لیں گے بہت مسرور ہوئے۔

شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے ہم سبق

۱۔ ایک عالم دین اور دین و قابل ترین شخصیت بننے کے لئے مندرجہ
ذیل تین اہم اجزاء درکار ہوتے ہیں۔

۱۔ ماسر اور محنتی اساتذہ۔

۲۔ ذہین اور شوقین طالب علم۔

۳۔ محنتی ذہین و فطین ہم سبق۔

ان اہم اجزاء کا اجتماع کم ہی واقع ہوتا ہے۔ خوش نصیبی سے اس
وقت یہ تینوں اجزاء اعلیٰ سے اعلیٰ اعتبار سے موجود تھے۔ قدرت کی
فیاضی سے جو اساتذہ ملے وہ خود بحر العلوم تھے۔ آپ کے ہم سبق دیناٹے
علم و فضل کے آفتاب بن کر چمکے اور خود حضرت شیخ الحدیث کا ذوق و
شوق اور محنت اس دور میں اپنی مثال آپ تھی تعلیم کا ذوق آپ کو
کشاں کشاں آگے بڑھاتا رہا۔ اس زمانہ میں آپ کے چند ہم سبق حضرات

مرشد برحق کی مرید صادق سے ملاقات

ایک موقع پر مرشد برحق شاہ سراج الحق سلطان الہند خواجہ اجیر
کے حضور حاضر ہوئے تو وہاں درس گاہ جامعہ امینیہ عثمانیہ میں آپ کے
مرید صادق حضرت شیخ الحدیث سے ملاقات ہو گئی۔ پیر و مرشد کو دیکھ
کر حضرت شیخ الحدیث حاضر ہوئے۔

حاضری کی کیفیت یہ تھی کہ آپ اس وقت درس گاہ کی بیڑھیوں
سے اتر رہے تھے کہ اچانک پیر و مرشد نظر آئے۔ بیتابانہ حاضری
کے لئے بیڑھیوں سے اترنے لگے کہ گر پڑے اور سر پر شہید
چوٹ آئی۔

شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی بھائیوں سے ملاقات

کئی سال بعد بھائیوں سے حضرت شیخ الحدیث کی ملاقات کی تقریب
یوں ہوئی کہ کزنال پہنچ کر حضور شاہ سراج الحق قدس سرہ نے دیال گڑھ
حضرت شیخ الحدیث کے بھائیوں جناب حیات محمد عرف سائیں جی اور
جناب محمد اسماعیل کو خط لکھا کہ کزنال آؤ۔ ادھر اجیر میں حضرت شیخ الحدیث
کو لکھا کہ وہ بھی کزنال آئیں۔ جناب حیات محمد اور جناب محمد اسماعیل
کزنال پہنچ گئے۔

ایک روز آپ نے عصر کی نماز کے بعد ان کو فرمایا کہ
”سٹیشن پر جاؤ کہ محمد سردار احمد گاڑی سے آ رہے ہیں“

رہتا۔ مدرسہ میں بعد ظہر اسباق کی چھٹی ہوا کرتی تھی۔ مگر حضرت شیخ الحدیث استاد محترم حضرت صدر الشریعہ کے مکان پر حاضر ہوتے اور اپنی علمی پائیں بچھاتے۔

حضرت صدر الشریعہ درگاہ معلیٰ میں نماز عصر پڑھا کر مزار شریف کے قریب بیٹھ جاتے اور اس جگہ علی مذاکرات مغرب تک جاری رہتے۔ ان علمی مذاکرات میں حضرت شیخ الحدیث برابر شریک ہوتے۔ اجیر کے قیام کے آخری دور میں حضرت صدر الشریعہ کا جسم بھاری ہو گیا تو اطباء کے مشورہ پر بعد نماز عصر دولت باغ، بارہ دری اور اناسٹر کے سامنے میز کے لئے تشریف لے جاتے۔ اس وقت صدر الشریعہ کے ہمراہ حضرت شیخ الحدیث کتاب ہاتھ میں لئے ہوئے ہوتے۔

دوران سیر کتاب کا سبق جاری رہتا۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نہایت ذہین تھے۔ مطالعہ کتب آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ دوران تعلیم اجیر مقدس میں ایک بار آپ کے سر پر سخت چوٹ آئی۔ (جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے) ڈاکٹروں نے مکمل آرام کا مشورہ دیا اور کتب بینی کی سخت ممانعت کر دی۔ اس کے باوجود تکلیف کی پرواہ کئے بغیر آپ مطالعہ میں مصروف رہتے اور اسباق کا ناغہ تک نہ کرتے تھے۔

صدر الشریعہ کا درسی حلقہ

شیخ و مہربان استاد حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ نے اس جماعت کو کہ جس میں حضرت شیخ الحدیث بھی شریک تھے۔ درس نظامی

کہ جو معیار علم و فن بنے، ان کے اسمائے گرامی ملاحظہ ہوں۔

۱۔ جلالتہ العلم مولانا حافظ عبدالعزیز شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ مبارک پورہ اعظم گڑھ۔

۲۔ غیر الاذکیا مولانا غلام بزدانی شیخ الحدیث مظہر اسلام بریلی۔

۳۔ فاضل جلیل مولانا قاضی شمس الدین چیمپوری، صدر المدرس مدرسہ رضویہ حمید، بنارس۔

۴۔ شیخ الادب مولانا غلام جیلانی اعظمی، صدر المدرس مدرسہ فیض الرسول، براون۔

۵۔ فاضل جلیل مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی شارح بخاری،

۶۔ فقیہ معظم مولانا مفتی رفاقت حسین مظفر پوری احسن المدرس قدیم کلہنڈ

۷۔ مفتی معظم مولانا محمد حسن شافعی۔

۸۔ فخر اساتذہ مولانا محمد سلیمان بھگل پوری شیخ الحدیث اطہار العلم مدرسہ اشرفیہ بھگل پورہ

جامعہ معینیہ کا معیار تعلیم

حضرت صدر الشریعہ کی موجودگی میں جامعہ معینیہ عثمانیہ میں تعلیم کا معیار بہت بلند تھا۔ خود حضرت صدر الشریعہ صبح سویرے مدرسہ میں تشریف لاتے اور جب دیگر مدرسین دوپہر کو سبق ختم کر کے گھروں کو چلے جاتے تو صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ، خاص فوقانی اسباق اس وقت بھی پڑھاتے ہوتے کہ میوں میں بھی بارہ بجے کے بعد تک حضرت صدر الشریعہ کا درس جاری

شیخ الحدیث کی علمی مصروفیت

اجمیر مقدس کے قیام کے دوران حضرت دیوان سید آل رسول علی خاں (تجارت نشین آستانہ معلیٰ) کے کاشانہ اور جناب سید علی حسین علی رضوی وکیل جاوہ (کلیہ بردار درگاہ معلیٰ) کے ہاں علمی مذاکرات میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ شرکت فرماتے۔

علاوہ ازیں آپ کے ہم سبق ساتھی عرس شریف کے مبارک ایام میں آنے والے ہماں علماء و مشائخ کی خدمت کرتے کبھی بعد سبق جمعرات کو حضرت تاج الاولیاء مولانا سید عبدالشکور قادری قدس سرہ کی زیارت کے لئے نصیر آباد حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ کے ہمراہ چلے جاتے۔

شیخ الحدیث کے مشاغل

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے طالب علمی کے یہ ایام نہایت عجیب و غریب حالات سے معمور ہیں، انہماک سے مطالعہ، بلا ناغہ اسباق فارغ اوقات میں حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ سے خصوصی اکتساب فیض تبلیغ و اشاعت کے لئے تقاریر صدر الشریعہ کے فتاویٰ کی نقول اساتذہ و سادات کا کمال احترام ہی آپ کے مشاغل میں شامل تھے۔ کمر بن کا تذکرہ آج بھی آپ کے ہم سبق حضرات کمال محبت سے بیان کرتے ہیں جس کا ثبوت آپ کے ہم درس ساتھی حضرت مولانا حافظ عبدالعزیز شیخ الحدیث مدبرہ اشرافیہ مبارک پور (انڈیا) کی زبانی ملاحظہ ہو فرماتے ہیں کہ

کی متعدد اول کتب کے علاوہ علوم و فنون کی اعلیٰ ترین کتب مثلاً شرح چھینی، محقق دوانی کی غیر مطبوعہ حواشی قدیمہ و جدیدہ، شرح تجرید، اشارات و شروح امام رازی و طوسی وغیرہ کا خصوصی درس دیا۔

مجموعہ کے روز دارالعلوم میں تعطیل رتی صبح سے دس گیارہ بجے تک حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ کی سرپرستی میں محفل تقریر منعقد ہوتی۔ اسی دوران طلبہ کو مناظرہ کی مشق کرائی جاتی۔

مسک المہنت کیلئے شیخ الحدیث کی خدایت

مسک الحق المہنت کی ترویج اور اصلاح عقائد و اعمال کے لئے طلبہ مدرسہ کی ایک انجمن بنائی گئی جس کا نام انجمن معینیہ عثمانیہ اجمیر رکھا گیا۔ انجمن کے صدر جناب سید حسین علی رضوی وکیل جاوہ (مرید امام احمد رضا علیہ الرحمۃ) کلیہ بردار درگاہ مقدس تھے۔ یہ انجمن انہی کے نام سے منسوب تھی۔

اس انجمن کے زیر اہتمام طلبہ کو اندرون شہر مساجد میں اور بیرون جات دیہات میں وعظ و تبلیغ کے لئے بھیجا جاتا۔ چنانچہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کو دہاب گڑھ موتی کٹلہ میں ۲۰ جمادی الاول ۱۳۵۸ھ کو تقریر کے لئے کہا گیا۔ آپ کو تقریر کے لئے مسائل اسرار و ضوابط کا موضوع دیا گیا۔ گیارہ جمادی الآخر ۱۳۵۸ھ کو محلہ الابادیاں کی مسجد میں تقریر کے لئے مسائل نماز اور اتفاق کا موضوع دیا گیا۔ اس طرح اجمیر کے دیہات میں شبینہ تقاریر کے لئے آپ کو رکھا گیا اور آپ نے کامیاب تقاریر فرمائی۔

اور ان کے نیم سبق ساتھی ہمیشہ اعلیٰ معیار قائم فرماتے۔
چنانچہ قیامِ اجیر کے (غالباً) آخری سال ۱۹۳۲ء میں مدرسہ عالیہ رامپور
کے پرنسپل مولانا فضل حق رامپوری کو اس جماعت کے امتحان کے لئے
دعوت دی گئی۔ مدرسہ معینہ عثمانیہ کے متولی میر نثار احمد کی وسیع جوی میں
امتحان لینے کا اہتمام کیا گیا۔ علماء اور اکابر اہل سنت سینکڑوں کی تعداد میں
موجود تھے۔ درسِ نظامی کی منہتی کتبِ امور عامہ وغیرہ کا امتحان لیا گیا۔ مولانا
فضل حق رامپوری علیہ الرحمۃ نے نتائج کا اعلان اس انداز میں فرمایا کہ
”جیسے طلباء یہاں موجود ہیں، پورے ہندوستان کے
مدارس میں ایسے طلباء موجود نہیں“

اس امتحان میں شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے امتیازی حیثیت حاصل کی۔
دارالعلوم اجیر کے مہتمم سید نثار احمد سے صدر الشریعہ کے
اختلافات کی بنیاد پر حجتہ الاسلام علیہ الرحمۃ نے انہیں دوبارہ دارالعلوم
منظر اسلام بریلی میں بحیثیت صدر المدرسین تدریس کی دعوت دی۔ ۱۹۳۳ء
کو صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ نے اپنے چالیس طلبہ کے ہمراہ بریلی میں تدریس
شروع کر دی۔

اس عرصہ میں حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے علومِ عالیہ کی بعض
ان کتابوں کا بھی درس لیا کہ جن سے عام طور پر طلباء ناواقف رہتے ہیں۔
یہ کتابیں قلمی تھیں، سبق پڑھنے کے ساتھ ساتھ ان کتابوں کی نقلیں بھی تیار
کرتے۔ اسی سال حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کو دارالعلوم منظر اسلام
بریلی کا مدرس و مقرر کیا گیا۔

”خوفِ الہی، خشیتِ ربانی، زہد و تقویٰ، اتباعِ سنت آپ
کی طبیعتِ ثانیہ تھی، ہر قول و فعل، تمام حرکات و سکنات،
نشست و برخاست میں اتباعِ سنت ملحوظ رکھتے تھے۔ زمانہ
طالبِ علمی میں آپ اس قدر پابندِ سنت اور منبعِ شریعت
تھے کہ آپ کے لیل و نہار، خلوت و جلوت کے تمام حالات
سنتِ کریمہ کے مطابق ہی ہوتے تھے۔“

اجیر مقدس کا پورا دور طالبِ علمی میرے سامنے ہے۔ زمانہ
طالبِ علمی میں وہ پاک اور سٹھری زندگی ہے جو ریاضت و
مجاہدہ کے بعد بھی دشوار ہے۔ کم کھانا، کم سونا، شب و روز
تحصیلِ علم میں مصروف رہنا آپ کا معمول تھا۔ سلسلہ کے ظائف
اور نماز باجماعت کے پابند تھے۔ خشیتِ ربانی کا یہ عالم تھا
کہ نمازیں جب ابام سے آیتِ تہیّب سنتے تو آپ پر
لرزہ طاری ہو جاتا۔ حتیٰ کہ پاس والے نمازی کو محسوس ہوتا۔ یہ
طالبِ علمانہ زندگی کی کیفیات ہیں، اس سے آپ کی روحِ
کا اندازہ ہو سکتا ہے۔“

قیامِ اجیر کے دوران آپ نے فخر العلماء مولانا سید میر علی جمیری
علیہ الرحمۃ (مريد و خليفہ حضرت خواجہ الشد نجش تو نسوی) نائب مدرس مدرسہ
معینہ عثمانیہ اجیر سے بھی سبق پڑھے۔ صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ کو اپنے تلامذہ
کے رسوخ فی العلم پر کمال اعتماد تھا۔

حسب دستور سالانہ امتحان میں محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ

زناقت حسین مدظلہ شیخ الحدیث مولانا شاہ عبدالعزیز دارالعلوم اشرفیہ
آپ کے خصوصی رفقاء درس ہیں۔

اولیائے کرام مشائخ عظام سے — عقیدت مندی —

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کو اپنے اساتذہ کرام اور مشائخ کرام
سے ایسی عقیدت اور مربوط نسبت حاصل تھی جو عقیدت کی معراج کہلاتی
ہے۔ بے شمار قرآن و آثار اور روشن ضمیر حضرات کی شہادت ہی ہمارے
اس دعویٰ کی بنیاد ہے۔

علم طریقت کی حقیقت یہ ہے کہ انسان اتباع سنت نبوی علیہ
الصلوٰۃ والسلام اور محبت اولیاء کرام کی دولت سے بہرہ ور ہو۔ راہ سلوک
میں ہی زاد راہ ہے۔ اسی سے معرفت الہیہ کا حصول ممکن ہے۔ اتباع سنت
اور محبت مشائخ ان ہر دو میں حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ اس درجہ
ممتاز تھے کہ آپ کے مخالفین بھی اس کے معترف تھے اور قبلہ شیخ الحدیث
علیہ الرحمۃ کے مقام کو جانتے اور مانتے تھے۔ ظاہر ہے کہ عالم سلوک
کے ان اعلیٰ منازل کا حصول محض درس و تدریس اور مطالعہ کتب سے
ممکن نہیں بلکہ مردان حق و ابرار کی نگاہ عرش پناہ اور ان کے اکرام و
الطاف کی ضرورت ہوتی ہے اگر کسی مرد خدا کی روحانی شفقت و تربیت

اسی سال حضرت شیخ الحدیث اور ان کے ہم درس ساتھیوں نے
حضرت صدر الشریعہ سے علم حدیث کی تعلیم مکمل کی۔
بعض سوانح نگاروں نے اس قسم کی عبارات لکھی ہیں کہ جن سے یہ
تاثیر ملتا ہے کہ آپ نے امیر شریف ہی میں حدیث کی تعلیم مکمل کی۔ یوں ہی
بعض سوانح نگاروں کا خیال ہے کہ آپ نے دورہ حدیث حضرت حجتہ
الاسلام علیہ الرحمۃ سے پڑھا۔ یہ امر ہی خلاف واقع ہے۔ ممکن ہے۔
حجتہ الاسلام نے مدیر منظر اسلام کی حیثیت سے علوم و فنون سے فراغت
اور دورہ حدیث کی تکمیل کے بعد جمیع سلاسل طریقت اور جمیع علوم
دینیہ کی اجازت مطلقہ کی جو سند ۲۰ ربیع الآخر ۱۳۲۲ھ کو جاری فرمائی ہیں
سے یہ وہم پیدا ہوا ہو۔ یہاں علوم و فنون کی تدریس کا تذکرہ ہے۔ باقی
رہا کسی امر کی اجازت (خواہ وہ حدیث و تفسیر کی ہو یا سلاسل طریقت) وہ
اور چیز ہے۔

کیونکہ حضور شیخ الحدیث کے ہم درس مولانا محمود کانپوری اور مولانا
غلام جیلانی میرٹھی لکھتے ہیں کہ
”۱۳۲۲ھ میں صدر الشریعہ کی ہم رکابی میں مدرسہ منظر اسلام بریلی آئے
یہاں شرح چغینی اور محقق ندانی کے غیر مطبوعہ حواشی قدیم اور جدیدہ
کے ساتھ شرح تجربیہ اور امام رازی اور طوسی کی شروح کے ساتھ اشارات
کا سبق لیا۔ ۱۳۲۳ھ میں مدرسہ کے سالانہ جلسہ میں حضرت حجتہ الاسلام
نے دستار فضیلت باندھی اور سند دی۔“
راقم السطور کے والد ماجد پیر و مرشد و امین شریعت مولانا شاہ

بریلی کے قیام کے دوران عاشق رسول خدا حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے احوال و آثار سے واقفیت کا قریبی موقع ملا۔ اگرچہ آپ کے بریلی قیام سے قبل ہی امام احمد رضا کا وصال ہو چکا تھا اور ان سے براہ راست استفادہ و استفادہ کا موقع نہ ملا۔ تاہم عشقِ مصطفیٰ کے حوالہ سے حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے ایسی عقیدت پیدا ہو گئی کہ ہر کردار سے آپ کو نائبِ اعلیٰ حضرت کے لقب سے پہچانتا ہے۔

بریلی شریف کا احترام کرنا۔

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ بریلی کو ہمیشہ بریلی شریف کہا کرتے تھے اور اعلیٰ حضرت کی نسبت کے حوالہ سے ان سے نسبت رکھنے والوں سے آپ عقیدت و محبت سے پیش آتے تھے۔

مجاہد ملت حضرت علامہ مولانا حبیب الرحمن علیہ الرحمۃ صدر المدرسین مدرسہ سبحانیہ الہ آباد (بھارت) آپ کی نسبت روحانی کے حوالہ آپ کے پیرانِ طریقت کا حال اس طرح بیان کرتے ہیں کہ

”ہمارے حضرت حجۃ الاسلام رضی اللہ عنہ کا رنگ بہت

زیادہ غالب تھا۔ بظاہر حضرت کی محبت میں وہ ہر گز

اور کچھ کے کچھ ہو گئے۔ لیکن فقیر کے خیال میں حضرت کی قادر

نظر کچھ ایسی گہری تھی کہ اس نظرِ کیمیاء اثر نے ان کو جوہر

الجاہر بنا دیا تھا۔“

اسی حقیقت کو حضرت مولانا قاری محبوب رضا خاں قدسی کراچی نے

حالِ میسر نہ ہو تو محض عقلی قوت روحانی درجات کو پالنے سے قاصر ہے۔ چونکہ اس نعمت کا حصول ذوق اور حال سے وابستہ ہے اور ذوق و حال کا تقاضہ یہ ہے کہ اپنے روحانی مربی کی رضا کے حصول کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔ اسی حصولِ رضا کی کوشش میں ایک مقام ایسا بھی آتا ہے کہ طالب اپنے مطلوب و محبوب کے احوال میں گم ہو جاتا ہے اس کی ہی صفات پیدا کر لیتا ہے۔ اپنے احوال و صفات کو ایسا گم کر دیتا ہے کہ مطلوب و محبوب کے احوال و صفات ہی اس کی بقا کے ضامن بن جاتے ہیں طریقت میں ایسے مقام کو فنا فی الشیخ کہتے ہیں۔

شیخ الحدیث کے روحانی مربی۔

یہ حسن اتفاق ہے کہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے جن آسانہ کرام سے علوم دینیہ کا اکتساب کیا ہے آخر وہی آپ کے روحانی مربی ہیں انہیں سے آپ نے سلوک کی منازل طے کیں۔ اس شہبازِ لامکانی نے ابتداءً عمر میں قدوة الاولیاء حضرت خواجہ شاہ محمد میراج الحق چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے شرفِ بیعت حاصل کیا۔ شیخ نے اپنے وصال سے قبل آپ کو اپنی خلافت سے ممتاز فرمایا۔

تعلیم و تدریس بریلی کے دوران حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خان اور مفتی اعظم حضرت مولانا محمد مصطفیٰ رضا قدس سرہما اپنی روحانی توجہات سے آپ کو مشرف فرماتے رہے اور آپ کو جملہ سلاسل طریقت میں مجاز و مازون فرما دیا۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی زندگی کے لمحات محبت و عقیدت
مشائخ سے معمور تھے۔ آپ کا ایک ایک سانس محبت مشائخ کا منظر
ہوتا تھا۔ آپ کی سیرت کے تمام واقعات کا احاطہ ممکن نہیں، صرف چند
شواہد حاضر ہیں۔

اعلیٰ حضرت کی زیارت ایک عظیم نیکی ہے۔

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کا وصال ۱۹۲۱ء میں ہوا اور حضرت
شیخ الحدیث تعلیم کے لئے ۱۹۲۲ء کے لگ بھگ بریلی شریف حاضر ہوئے۔
اس طرح امام احمد رضا کی زیارت و ملاقات کا موقع نہ مل سکا۔
اس کا زندگی بھر احساس رہا۔ اس کا اظہار یوں ہوتا ہے کہ بارہا آپ حضرت
حاجی کفایت مرحوم (مرید و خادم اعلیٰ حضرت) سے فرمایا کرتے کہ
”میری زندگی کی تمام نیکیاں بے لہو اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ
کی ایک زیارت جیسی نیکی کا ثواب دے دیں؟“

خالوۃ اعلیٰ حضرت کا احترام۔

حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمۃ کا معمول تھا کہ کرم
آٹھ بجے آپ مسجد میں تشریف لاتے اور مجلس ذکر و عمل کے بعد آستانہ پر
تشریف لے جاتے۔ زمانہ تدریس بریلی کے دوران حضرت شیخ الحدیث،
علیہ الرحمۃ نہایت استقام سے حضرت حجۃ الاسلام کی تعلیم اٹھا کر مسجد کے
ایک کونہ میں رکھتے اور واپسی پر خود ہی تعلیم لاکر سامنے رکھتے۔ آپ نے

اپنے الفاظ میں یوں بیان کیا ہے کہ
”اسلامیان ہندو پاک محراب جانتے ہیں کہ خالقہ رضویہ
(بریلی) کا سر پائے دین و ایمان محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ہے۔ اسی لئے تو کہتے ہیں کہ

”جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں!“

اور حق یہ ہے کہ پاکستان میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے
صحیح جانشین حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ تھے۔ حالت یہ
ہوئی کہ جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسم گرامی آتا آنکھوں
سے نور عشق و محبت کے ساغر چھلک پڑتے۔ اس
لئے میں تو یہ کہتا ہوں کہ

”ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ“

اعلیٰ حضرت سے شیخ الحدیث کو ذالہانہ عشق و عقیدت تھی اور یہ
واقعہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کی تعلیمات سے شیخ الحدیث اس قدر متاثر ہوئے
کہ ان پر بھی عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلبہ نظر آتا تھا اور انہوں نے
اپنے مریدین و متوسلین، تلامذہ اور معتقدین میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم کی ایک حسین ترپ پیدا کر کے ان کی فکری اور اعتقادی زندگی
میں ایک اجتماعی یک جہتی پیدا فرمادی اور اس ناری دور میں روحانیت
کا وہ پرچار کیا کہ اہل باطن بھی ان کے عزم مصمم و یقین حکم اور عمل بہیم کی داد
دیئے بغیر نہ رہ سکتے۔“

وہیت کے مطابق غسل دینے، تجہیز و تکفین اور قبر میں اتارنے میں آپ شریک رہے۔

امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ سے عقیدت و محبت کا یہ عالم تھا کہ ان سے متعلق ہر فرد کا بے حد احترام کرتے تھے۔ مولانا تحسین رضا اور مولانا ریحان رضا خاں (بنیرگان اعلیٰ حضرت) نے اگرچہ آپ سے علمی استفادہ کیا مگر آپ ان صاحبزادگان کا ادب اس طرح کرتے تھے کہ گویا یہ مخدوم زادے نہیں بلکہ خود مخدوم ہیں۔

حضرت سید حسین علی رضوی وکیل جادوہ کلید بردار حضرت نوابہ غریب نواز علیہ الرحمۃ اخیر شریف فرماتے ہیں کہ

”چونکہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف سادات کی بہت قدر فرماتے تھے وہی طریقہ مولانا سردار احمد صاحب برتتے تھے۔ (میں اعلیٰ حضرت سے ۱۹۰۹ء میں بیعت ہوا) میں تالبدار تھا مگر اعلیٰ حضرت قدر فرماتے تھے جو میری تالبدارانہ حیثیت کے منافی تھا۔ میں سمجھتا تھا کہ اسی طرح مولانا سردار احمد صاحب مجھ سے محبت فرماتے تھے“

وکیل جادوہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے متعلق مزید لکھتے ہیں کہ

”پاکستان سے ہر سال میرے پاس آنے والوں کے ہاتھ نذرانہ بھیجتے تھے اور جب میں پاکستان گیا اور پیر صاحب پاٹکارہ کے ہاں یہاں تھا۔ اس وقت وہاں مولانا تقدس میاں صاحب بھی تھے۔ ان کے لڑکے کا انتقال ہو گیا تھا۔

اس معمول میں کبھی ناغہ نہ ہونے دیا۔

اس طرح شیخ الحدیث جب کبھی کراچی تشریف لے جاتے تو حضرت مفسر قرآن مولانا محمد ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں کے داماد جناب شوکت میاں کے ہاں ضرور جاتے تھے۔ آخری ایام علالت میں کراچی میں ہونے کے باوجود نقاہت کے باعث آپ جناب شوکت میاں صاحب کے ہاں نہ جاسکے اور وصال سے چند روز قبل جناب شوکت میاں صاحب تشریف لائے باتوں باتوں میں انہوں نے عرض کیا کہ ”حضور! اس مرتبہ آپ میرے گھر تشریف نہ لاسکے“

چنانچہ آپ نے مولانا معین الدین کو فرمایا کہ ”کل النساء اللہ ہم ان کے ہاں چلیں گے“

نقاہت اتنی تھی کہ چلنا مشکل تھا بظاہر آپ کا یہ وعدہ پورا ہوا مشکل تھا۔ مگر دوسرے روز آپ ان کے ہاں تشریف لے گئے۔ اس طرح شیخ طریقت کے متعلقین سے مل کر آپ نے روحانی مسرت محسوس کی۔

یہی میاں شوکت حسین فرماتے ہیں کہ

”مولانا محمد سردار احمد صاحب واحد شخص ہیں کہ بریلی

شریف کی پوری زندگی میں ان سے کوئی خلاف سنت حرکت

بھی نہ ہوئی تھی۔ بریلی شریف کی ہر فضیلت انہیں حاصل تھی۔

حتیٰ کہ حضور حجۃ الاسلام کا جواز بھی آپ نے پڑھایا“

یاد رہے کہ حضور شیخ الحدیث حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں بریلوی کے وصال ۱۳۶۱ھ کے وقت آپ ان کے پاس موجود تھے۔

کا عرس ہونا تھا۔ میں نے عرس کے لئے کچھ دن پہلے ان مولوی صاحب کا نام لے کر عرض کی کہ حضور! اب کی مرتبہ ان مولوی صاحب کو عرس میں بلایا جائے تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ

”مولانا! کراچی میں انہوں نے صاحبزادگان اعلیٰ حضرت کے خلاف باتیں کی ہیں جب تک ان سے توبہ نہ کریں ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ اعلیٰ حضرت سے ہماری نسبت مضبوط ہے ہم تو وہاں کی خاک کا بھی ادب کرتے ہیں تو آپ کی اولاد کے خلاف باتیں ہم کبیں طرح برداشت کر سکتے ہیں“

اسی طرح ربیع الاول ماہ ستمبر ۱۹۶۱ء میں ایام علالت میں بغرض تبریلی اب دہوا ہری پور تشریف لے گئے۔ انہیں ایام میں خاندان رضویہ کے ایک فرد حضرت مولانا حکیم محمد حسنین رضا بریلوی سے ملاقات کے لئے ایبٹ آباد تشریف لے گئے حکیم موصوف سے ملاقات کی اور حضرت مائی صاحبہ (اہلیہ حکیم صاحب) کو بھی نذرانہ پیش کیا۔

حکیم محمد حسنین رضا بریلوی بھی حضرت شیخ الحدیث کو خاندان رضویہ کا ایک فرد تصور کرتے تھے حکیم موصوف اپنے خاندانی اور گھریلو معاملات میں آپ سے ہمیشہ مشورہ طلب کرتے تھے۔

آپ مولسری کا پھول بہت پسند کرتے تھے۔ اس پسندیدگی کی وجہ یہ تھی کہ یہ پھول بریلی شریف کی مسجد نبی جی مرحومہ کے صحن میں موجود تھے۔ بریلی شریف میں کسی پھول کا آگ جانا ہی آپ کی پسند کا باعث بن

ان سے ملنے تشریف لائے تو مجھ سے ملاقات ہو گئی حسب قاعدہ جاریہ نذرانہ دیا۔

مولانا تقدس علی خاں صاحب انا لیت پیر پاکارہ شیخ الحدیث جامعہ

قادریہ راشدیہ پیرکوٹھ فرماتے ہیں کہ

”مولانا سردار احمد صاحب خاندان رضویہ اور بریلی شریف کے ہر مسلمان کا احترام کرتے تھے جب آپ ہجرت کر کے لائل پور آ گئے تو بریلی شریف سے آنے والے ہر مسلمان کا عقیدت سے ہاتھ جوڑ لیتے تھے“

شہزادہ اعلیٰ حضرت کی گستاخی کا اثر

محبت کا تقاضا ہے کہ جو شخص اس شیخ طریقت کے بارے میں حسن ظن نہ رکھتا ہے یا ان کے خلاف باتیں کرتا ہو اس سے مقاطعہ کر لیا جائے خواہ وہ شخص کتنا بڑا ہی کیوں نہ ہو۔ اس نوعیت کا ایک واقعہ مولانا حافظ محمد احسان الحق کی زبانی سنئے فرماتے ہیں کہ

”کچھ عرصہ پہلے کی بات ہے کہ کراچی میں تقریر کے دوران ایک مولوی صاحب نے اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی تعریف کرتے ہوئے آپ کے صاحبزادگان کی شان میں کچھ بددینی کی باتیں سبقت لسانی سے کہہ دیں حضرت شیخ الحدیث کو اس کی اطلاع لائل پور پہنچی تو بہت غمگین ہوئے“

اس واقعہ کے چند ماہ بعد لائل پور میں سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ

شفقتوں سے نوازا تھا۔
 ”کیوں نہ ہو وہ بارگاہِ رضویت ہی کے پروردہ تھے۔ لوگ
 انہیں خاندانِ رضوی کا ہی ایک فرد تصور کرتے تھے۔“
حضور اعلیٰ حضرت سے عقیدہ مندی

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ امام المسند اعلیٰ حضرت الشاہ احمد
 رضا خاں بریلوی سے اس قدر عقیدت رکھتے تھے کہ اعلیٰ حضرت سے
 ملاقات کرنے والوں سے اکثر پوچھا کرتے تھے کہ اس مسئلہ کے بارے
 میں اعلیٰ حضرت کیا فرماتے تھے۔ (حالانکہ حضور اعلیٰ حضرت صنی اللہ عنہ کے
 ملفوظات مرتبہ موجود ہیں۔ آپ کی تحریریں بھی مطبوعہ وغیر مطبوعہ آپ کی نظر
 میں ہیں مگر پھر بھی عقیدہ پوچھا کرتے تھے) اس سلسلہ میں آپ افرجانی
 کفایت اللہ بریلوی سے استفسار فرمایا کرتے تھے کہ حاجی صاحب اعلیٰ
 حضرت کے پیش کار تھے۔

اعلیٰ حضرت کے ملنے والوں سے عقیدت

سید قناعت علی قادری بریلوی ایک مدت تک حضور اعلیٰ حضرت
 کے پیش کار رہے۔ ان کے پاس حضور امام احمد رضا بریلوی علیہ
 الرحمۃ کا ایک استعمال شدہ عمامہ سبز رنگ کا موجود تھا۔ سید قناعت علی
 قادری بریلوی ایک موقع پر لائل پور شریف لائے اور وہ دستار بھی ساتھ
 لائے۔ اور حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے حضور پیش کی اور ساتھ ہی

گیا۔ بریلی شریف کی محبت کی وجہ سے آپ آیامِ علالت میں فرمایا کرتے
 تھے کہ۔

”میرے کمرے کی سمندر کی جانب والی کھڑکی کھول دو۔ اس
 طرف سے مجھے بریلی شریف کی خوشبو آتی ہے۔ پھر فرماتے
 تھے کہ

اگر مجھے بریلی شریف کا پانی پینے کو مل جائے تو میں صحت
 ہو جاؤں۔“

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ اپنے مشائخِ عظام سے کس قدر
 محبت رکھتے تھے۔ آپ کی مجلس میں حاضر ہونے والے ایک عقیدت مند
 کے تاثرات ملاحظہ ہوں کہ

”مرانا محترم دارا احمد چشتی قادری علیہ الرحمۃ کو ایک بار
 ان کے دولت کدہ پر لے گیا تو آپ کی عجیب کیفیت
 تھی۔ وہ اپنے دست مبارک میں ایک خط لے کر بیٹھے
 تھے۔ کبھی اپنا عمامہ اٹھا کر اس خط کو اپنے سر مبارک
 پر رکھتے ہیں کبھی جوہرے ہیں کبھی آنکھوں سے رگا
 رہے ہیں اور کبھی اپنا کرتہ مبارک اٹھا کر اپنے سینہ
 انور سے لگا رہے ہیں یہ یہ سوز منظر دیکھ کر عرض کیا کہ

حضور! یہ کیلئے ہیں بھی زیارت کروادیں فرمایا کہ
 ”میرے حضور مفتی اعظم کا خط ہے یہ شہزادہ اعلیٰ حضرت کا مکتوب
 گرامی ہے جس میں آپ کو آپ کی عظیم خدمات پر بے پناہ دعاؤں اور

درخواست عرض کی کہ
”حضور! وعدہ کیجئے کہ بروز قیامت جب آپ جنت میں داخل ہوں تو فقیر کو نہ بھول لے گا۔ اُس مشکل گھڑی میں مجھ فقیر کو یاد رکھیے گا۔“

پس شیخ الحدیث ابدیدہ ہو گئے اور فرمایا کہ
”جنت میں داخلہ تو آپ کے نانا جان اور آپ کے طفیل ہی ملے گا۔ اور پھر یہ کہ آپ تو حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی زیارت اور خدمت کرنے کا شرف رکھتے ہیں اور خود آپ کا جس گھر نے سے تعلق ہے اُسی کے صدقے سب کو جنت میں داخلہ نصیب ہوگا۔“

آپ اسی قسم کی باتیں کرتے جاتے اور جناب سید قناعت علی صاحب اپنی درخواست پر اصرار کرتے جاتے۔ یہ منظر حاضرین کے لئے بڑی رقت کا باعث بنا اور اس کے آپ نے عامہ شریف کے کلام اہلسنت اعلیٰ حضرت کی طرز پر باندھا۔

یوم رضا کا انعقاد کرنا۔

اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کی خدمات کا اعتراف اور آپ کی تجدیدی، علمی و ملی خدمات کے تعارف کے لئے برصغیر کیا بلکہ پوری دنیا میں اب تو جا بجا یوم رضا منفق کیا جا رہا ہے۔ ایک وقت

تھا کہ دشمنوں کے پروپیگنڈے کا یہ اثر تھا کہ اعلیٰ حضرت کا نام لینا ہی مشکلات کو دعوت دینا تھا۔ قیام پاکستان کے وقت آپ کا عرس مبارک منعقد نہیں کیا جاسکتا تھا مگر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے اہل یور قیام کے ساتھ ہی عرس قادری رضوی کے نام سے حضور اعلیٰ حضرت کا عرس مبارک منعقد کرنا شروع کیا اور ہر سال باقاعدہ ۲۳، ۲۵ صفر المنظر کو اہل یور (فیصل آباد) میں عرس منعقد فرماتے جس میں خود وعظ فرماتے اور دیگر علماء کرام و مشائخ عظام کو دعوت دے کر بلا لے اور ان کی تقاریر اور اپنے مشائخ کی خدمات جلیلہ کی اشاعت کرتے۔ (یہ سلسلہ آج بھی آپ کے وصال کے بعد آستانہ عالیہ رضویہ فیصل آباد میں جاری ہے اور آپ کے صاحبزادگان ان تقاریب کو نہایت عقیدت اور محبت سے منعقد کرتے ہیں)۔

دستورِ طریقت کے مطابق حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ اپنے اساتذہ کرام اور اپنے مشائخ طریقت کو ہمیشہ نذرانہ پیش کرتے تھے۔ بلکہ خاندان رضویت سے متعلق حضرات اور سلسلہ طریقت عالیہ قادریہ حضور امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ سے متوسل حضرات کو حسب قاعدہ نذر پیش کر کے چنانچہ ایک موقع پر جب چند احباب بریلی حاضری کا قصد فرما رہے تھے۔ آپ نے ان کے ہاتھ حضرت مفتی اعظم قدس سرہ کے لئے دیگر نذرانوں کے ہمراہ جہتہ کے لئے بہترین کچرا خرید کر روانہ کیا۔

حضرت مفتی اعظم مولانا محبت مصطفیٰ رضا بریلوی قدس سرہ نے اپنے ایک مکتوب میں آپ کے سلسلہ تحائف کی وصولی کی اطلاع دی۔ آپ لکھتے ہیں۔

کے قریب ایک ہوٹل سے چائے لے کر حاضر ہوا۔ تو آپ نے دریافت فرمایا۔ اُسے بندہ خدا میں تو بریلی شریف کے تصور میں بیٹھا ہوں، چونکہ بریلی شریف میں چائے کتب خانہ کے پاس سے آیا کرتی تھی۔ اس لئے میں اس تصور میں تھا۔

صوفی محدث بشیر مذکور بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد آپ نے چند واقعات اور بیان فرمائے جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ لائل پور میں ہوتے ہوئے مجھے بریلی شریف میں موجودگی کا تصور رہتا تھا۔

فہمائے ہیں کہ ایک مرتبہ غلام محمد آباد (محلہ فیصل آباد) میں جلسہ کے بعد رات کو واپس آتے ہوئے میں نے تانگہ والے کو بریلی شریف کے محلہ سردا گران کا نام لیا کہ مجھے وہاں چلنا ہے۔

آپ کو اپنے مشائخ عظام سے کس قدر محبت و عقیدت تھی اس کا اندازہ اس ایک واقعے سے کیا جاسکتا ہے کہ ایک مرتبہ ایام علالت میں مولانا محمد بشیر صاحب ساہیوال سے عیادت کے لئے حاضر ہوئے دوران گفتگو آپ نے مولانا محمد بشیر سے فرمایا کہ

”آپ کے صاحبزادے سراج الحق.....“

اتنا ہی کہہ پائے کہ زار و قطار آنسو جاری ہو گئے۔

دراصل آپ مولانا کے صاحبزادے کا حال معلوم کرنا چاہتے تھے مگر یہ نام تو آپ کے مرشد گرامی کا نام تھا۔ مولانا کے صاحبزادے کا نام بھی سراج الحق تھا۔ آپ نے خود ہی اپنے مرشد گرامی کے نام کی مناسبت سے رکھا تھا۔ مگر ایام علالت میں قلب مقدس ایسا رقیق ہو گیا تھا کہ

”آپ کی محبت و عنایت کا شکر گزار ہوں، حضرت مولانا بریلوی الحق نے جیل پور میں آپ کے ٹحفے دیشے تھے۔ سبح اور پکڑے۔“

اپنے مشائخ عظام کے حوالے سے بریلی شریف سے آپ کو ایک ایسا تعلق پیدا ہو گیا تھا جس کا بیان الفاظ میں مشکل ہے۔ اکثر و بیشتر اوقات بریلی کے درو دیوار اور کوچہ و بازار کے تصور میں غرق رہتے۔

شعبان المعظم ۱۳۸۰ھ جنوری ۱۹۶۱ء میں جلسہ دستار فضیلت فیض دارالعلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام کے اختتام پر جب حضرت مولانا مفتی احمد یار خاں بالوئی گجراتی آپ سے اوداعی ملاقات کر رہے تھے تو حضرت مفتی صاحب سے اپنے اور اپنے دارالعلوم کے احوال بیان کرتے ہوئے جو کچھ فرمایا۔ اس سے بریلی شریف سے آپ کا تعلق ظاہر ہوتا ہے۔ فرمایا:

”مولانا جب میں مدرسہ میں ہوتا ہوں تو محسوس کرتا ہوں کہ بریلی شریف میں ہوں اور جب گھر کی چار دیواری میں داخل ہوتا ہوں تو احساس ہوتا ہے کہ میں لائل پور میں ہوں۔“

بریلی شریف سے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی وابستگی کے احوال بیان کرتے ہوئے جناب صوفی محدث بشیر ساکن چک نمبر ۱۷۶ گٹ تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ الحدیث اکثر رات گئے تک علمی کام میں مصروف رہتے۔ ایک رات دو بجے مجھے فرمایا کہ صوفی صاحب چائے لاؤ۔ اس وقت بازار کے قریبی ہوٹل بند ہو چکے تھے۔ میں گھنٹہ گھر

دوسری طرف امام اہلسنت مجدد ملت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کے فرزند ارجمند حضرت جتہ الاسلام الشاہ حامد رضا خاں علیہ الرحمۃ جیسے عظیم علمی گوہر کے شاگرد تھے۔ اور ایک طرف آپ صدر الشریعہ حضرت علامہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ جیسے عالم کامل کے تلامذہ میں شامل ہیں تو دوسری طرف حضرت مفتی اعظم ہند حضرت الشاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کے بھی شاگرد درشد ہونے کا شرف رکھتے ہیں اور انہی بزرگ ہستیوں کی نگاہ فیض کا کمال شیخ الحدیث حضور محمد سرور احمد علیہ الرحمۃ کی شکل میں عالم باعمل کی صورت میں بنا۔ اور انہی گوہر نادر ہستیوں کے سایہ میں رہ کر ایک ایسے گوہر کی پرورش ہوئی۔ کہ جس کی شان یہ ہرٹی کہ جو اس گوہر نادر کی بارگاہ میں آیا وہ بھی گوہر بن گیا۔



مرشد گرامی کا نام زبان پر آنے سے ہی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ آپ اپنے مشائخ کا نام بھی بڑے ادب سے لیتے تھے۔

رہانہ طالب علمی میں اجمیر مقدس کے اندر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے ایک مباحث پر اپنا نام اپنے شیخ طریقت حضرت شاہ سراج الحق کے حوالہ سے یوں لکھا کہ

”فقیر حقیر سر ایا تقصیر خادم العلماء والفقراء سر دار احمد غفرلہ
لاحد الصمد گور داسپوری طالب حضرت قدوة السالکین و
زبدۃ العارفین شاہ محمد سراج الحق قادری چشتی صابری
کرنالوی ثم گور داسپوری

بے شک اہل علم و عرفان و بزرگ اولیاء کرام کا فرمان ہمارے کہ بڑوں کا ادب و مشائخ عظام سے عقیدت انسان کو بڑا بنا دیتی ہے اور اسی مقدمے کی صحیح تصویر حضور شیخ الحدیث ہیں کہ جنہوں نے اپنے اساتذہ کرام اور مشائخ عظام کا اس قدر احترام کیا اور آپ کے دل میں بے پناہ عقیدت تھی۔ اور اسی عقیدت و احترام کے طفیل خداوند قدوس نے آپ کو وہ اعلیٰ مقام عطا فرمایا کہ آج پورے پاکستان کی بلکہ بیرون ملک بھی حضور شیخ الحدیث کے چرچے ہیں اور ہر کوئی آپ کو محدث اعظم پاکستان کہہ کر یاد کرتا ہے اور ہر طرف آپ کی شہرت ہے اور آج بھی جامعہ حضور منہار اسلام اور سنی رضوی جامع مسجد آپ کی عظمت کے منہ بولتے ثبوت ہیں ایک طرف تو آپ شیخ طریقت و معرفت حضرت شاہ محمد سراج الحق قادری چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے سلسلہ طریقت سے وابستہ تھے۔ تو

قیام پاکستان لال کوہ کو روانگی

جب ۱۹۴۷ء کو حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ اپنے خاندان کے لوگوں کو ملنے کے لئے گودا سپور میں تشریف فرما تھے تو اعلان ہوا کہ پاکستان کا قیام عمل میں آچکا ہے اور جو یہاں رہتے وہ پاکستانی جو دوسری طرف رہتے وہ ہندوستانی رہتے مگر آپ کو اپنے اساتذہ کی محبت نے پھر بریلی پہنچا دیا کہ آپ نے بریلی پہنچ کر پھر درس کا آغاز فرما دیا۔

شیخ الحدیث کے شہید مونیکی خبر

جب آپ گودا سپور میں تشریف فرما تھے تو اچانک شریک دہلی کے بریلی شریف میں یہ خبر پھیلادی کہ شیخ الحدیث مولانا سردار احمد علیہ الرحمۃ شہید ہو گئے۔ یہ خبر بریلی میں جنگل کی آگ کی مانند پھیل گئی اور ہر طرف اضطراب کی کیفیت طاری رہی ہر طرف پریشانی کا عالم رہا۔ حجت الاسلام الشاہ حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ نے پریشانی کے عالم میں حضرت صدر الشریعت علامہ امجد علی اعظمی صاحب کو خبر کی جب آپ کو یہ خبر ملی تو آپ کی از حد صدمہ ہوا۔ آنکھوں سے آنسو نہ بھرتے تھے ہر وقت آپ کا ذکر زبان پر جاری رہتا تھا۔

چنانچہ صدر الشریعت علیہ الرحمۃ نے ایک خاص شخص کو ضلع گودا سپور میں یہ معلوم کرنے کے لئے بھیجا کہ واقعہ اصل کیا ہے۔ جب آپ کا مخصوص

حضور شیخ الحدیث کی تدریسی مہم

جب حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے اپنے اساتذہ کرام سے علم کے دہاؤں سے فیض حاصل کرنے کے بعد سند فراغت حاصل کی تو وہیں جامعہ رضویہ منظر اسلام میں بطور مدرس تدریس کا کام شروع کر دیا۔ اور منظر اسلام میں قیام پاکستان تک تقریباً ۵۰۰ طلباء کو دورہ حدیث شریف میں درس دے چکے تھے اور آپ کے تلامذہ میں حضرت علامہ رسول رضوی (مصنف تفہیم البخاری) اور حضرت علامہ مولانا عبدالرشید رضوی جھنگوی جیسے جید علماء کرام شامل ہیں۔

حضرت حجت الاسلام شہزادہ اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ حامد رضا خاں صاحب حضرت شیخ الحدیث پر خاص شفقت و نظر عنایت فرماتے تھے۔ اپنے دارالعلوم منظر اسلام میں بطور مدرس رکھا اور نہ صرف مدرس بلکہ اپنی خلافت و نیابت سے نوازا فرمایا۔

حضرت مفتی اعظم ہند شہزادہ اصغر اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ مصطفیٰ رضا خاں ٹوہڑی کی حضرت شیخ الحدیث پر بے پناہ شفقت تھی اور اسی شفقت و عنایت کے باعث آپ نے جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف میں قائم کیا اور وہاں آپ کو شیخ الحدیث اور صدر المدرسین کے عظیم عہدے کے لئے منتخب فرمایا جہاں آپ نے بے پناہ محنت و خالص فانی سے طلباء کو درس و تبلیغ کر کے ایسے سپوت پیدا کئے کہ جو تمام کے تمام شیخ الحدیث کے بلند مرتبے

الطی آیا تو دیکھا کہ حضرت صاحب سامنے موجود ہیں، فرط عقیدت سے گلے ملے اور جھوٹی خبر کی اطلاع دی۔

اب وہ شخص واپس جا کر شیخ الحدیث کی غیرت کی اطلاع صدر الشریعت کو دیتے ہیں تو حضرت امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ کی خوشی کی انتہا نہ رہی اور فوراً تردید ہی نشر شائع کی اور آپ کو خط لکھ کر اپنے پاس بلوایا جب حضرت شیخ الحدیث تشریف لائے تو خود صدر الشریعت اسٹیشن پر تشریف لے گئے اور آپ کو سینے سے لگا کر خوب دل کو تسلی دی۔

مفتی اعظم ہند کی طرف سے پاکستان جابہی اجازت

چنانچہ جب فسادات بہت زیادہ بڑھ گئے اور ہر طرف قتل و غارت گری کا بازار گرم ہونے لگا۔ تو حضرت مفتی اعظم ہند حضرت الشاہ مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمۃ نے حضور شیخ الحدیث کو حکم فرمایا کہ مولانا آپ پاکستان جا کر وہاں دین مصطفیٰ کی خدمت کریں۔ وہاں آپ کی زیادہ ضرورت ہے۔ چنانچہ اپنے مرشد کامل کے ارشاد پر وہاں سے روانہ ہوئے اور سارو کی ضلع گوجرانوالہ کے اطراف میں اپنے اہل و عیال کے ہمراہ قیام فرمایا اور وہاں دین کی خدمت کا کام شروع کیا۔ مگر آپ کے دل میں یہ خواہش تھی کہ استاد محترم حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے پاکستان جانے کا ارشاد تو فرما دیا ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ اگر مقام بھی واضح فرما دیتے کہ میں اپنے استاد محترم کی منشا کے مطابق قیام کرتا۔

چنانچہ آپ نے اساتذہ کی رائے معلوم کرنے کی غرض سے ایک خط

امیر شریف حضرت صدر الشریعت کی جانب ارسال فرمایا اور چونکہ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ زیارت حرمین الشریفین کی غرض سے سعودیہ میں تشریف فرما تھے وہاں آپ نے مدینہ شریف کی جانب دوسرا خط لکھا۔

لائل پور کی طرف جانے کا حکم

چونکہ صدر الشریعت حضرت علامہ امجد علی اعظمی صاحب ۱۹۳۸ء میں صال فرما چکے تھے۔ اس لئے وہاں سے تو جواب نہ آیا مگر مدینہ شریف سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے مفتی اعظم کی جانب سے خط کا جواب ملا چونکہ حضور شیخ الحدیث نے دوشہروں کا نام لکھ کر دریافت فرمایا تھا کہ

”اے میرے استاد محترم! آپ کے حکم کی تکمیل کی غرض سے یہ خط لکھا کہ مجھے حکم فرمائیں کہ میں سارو کی یا لائل پور میں قیام پذیر ہو جاؤں“

اس استفسار کے جواب میں حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمۃ نے خط کے اوپر ہی جہاں سارو کی کا نام لکھا تھا وہاں دائرہ لگا دیا اور لائل پور کا نام ویسے ہی رہتے دیا۔ جب وہ خط حضرت شیخ الحدیث کے پاس پہنچا تو دیکھ کر فرماتے لگے کہ

”دوستو! سارو کی کا کھانا پینا ہمارے لئے بند ہو چکا چونکہ سارو کی پر دائرہ لگا تھا۔ اور لائل پور جانے کا حکم ہو چکا ہے اس لئے تیاری کرو لائل پور جانے کے لئے تیار ہو جاؤ“

اور اب بھی حیات میں وہ تسلیم کرتے ہیں کہ
عشق رسول میں ڈوبی ہوئی دھیر سوز تقریر دل و دماغ کو معطر کرنے
والی تقریر تھی کہ جس کے نقوش قیامت تک نہ مٹ سکیں گے۔

گول باغ کے نزدیک قیام فرمانا۔

چنانچہ آپ وہاں سے جھنگ بازار گول باغ کے نزدیک قیام
پذیر ہوئے اور وہاں پر نہایت بے سرو سامانی کی حالت میں آپ نے
نماز باجماعت کی ادائیگی کا بندوبست کیا اور حالت یہ تھی کہ ہر طرف اغیار کا
گھیرا تھا۔ مگر شیخ الحدیث بے خوف و خطر نیلے آسمان کی چھت تلے قیام
فرماہیں اور سر پر چھت نہ تھی مگر دین کی تبلیغ کا فریضہ ادا کرنا تھا۔ چنانچہ
تبلیغ شروع کر دی اور گول باغ میں جمعہ ادا کرنا شروع کر دیا۔ اور یہ وہی جگہ
ہے کہ جہاں آج جامعہ رضویہ مظہر اسلام جیسی مرکزی عظیم الشان عمارت
قائم ہے۔

شاہی مسجد کا قیام۔

جب آپ کا قیام گول باغ میں ہوا وہاں شامیانے کے نیچے
نانا لدا ہونے لگی۔ انہی دنوں ایک نزدیکی جگہ پر (کہ جہاں اب ارشد مارکیٹ
ہے) ایک مسجد کی تعمیر ہو رہی تھی کہ جسے علاقے کا بہت بڑا ڈاکو شاہو
تعمیر کر رہا تھا کہ شاید اسی کی نسبت سے میری معذرت ہو جائے۔
چنانچہ لوگوں نے حضرت سے درخواست کی کہ حضور یہاں نماز ادا کرنے

شیخ الحدیث کا لائل پور میں ورودِ نمود۔

قیام پاکستان کے وقت لائل پور (فیصل آباد) کی حالت ناگفتہ بہ
تھی ہر طرف جہالت و گمراہی کی گھاٹوں پر اندھیری چھائی تھی بے دینی و
لا اعلیٰ کی جہالت کا امیر تھا مسلمان مزایہ حجت و عقیدت اولیاء سے
محروم تھے اور اسلام سے دور ہوتے جا رہے تھے۔
یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پکار سننے کو کان ترس چکے تھے۔
گیارہویں شریف کی بہار دیکھنے کو آنکھیں ترستی تھیں۔
شرک و بدعت کی مشینیں ہر طرف حملہ آور تھیں۔
یارسول اللہ و یا علی و یا غوث اعظم پکارنے والے کو مشرک
کہا جاتا۔ میلاد النبی، گیارہویں شریف کرانے والے کو بدعتی کہا جاتا۔ ہر
طرف ظلم و جبر کے اندھیرے چھلٹے ہوئے تھے۔

لائل پور پر خد کا کرم۔

ایسے پُر فتن دور میں حضرت شیخ الحدیث کا لائل پور (فیصل آباد) میں
آنا ایک نعمتِ خداوندی سے کم نہ تھا اور آپ کے آنے سے ظلم
کے جہالت کے اندھیرے چھٹنے لگے اور ظلم کی شمع روشن ہو گئی چنانچہ
حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ اپنے پیرو مرشد و استاد گرامی کے حکم
پر لائل پور کی طرف روانہ ہوئے اور یہاں پہنچ کر سب سے پہلے مسجد
نور طارق آباد میں آپ نے پہلا جمعہ ادا فرمایا، جن لوگوں نے یہ جمعہ پڑھا

نزدیک سے آتے اور ہزاروں کا مجمع ہونے لگا۔ مگر حاسدین کو یہ بات بھی کھٹکی چنانچہ دہائیوں دیوبندیوں نے حکام سے شکایات کیں کہ ”باغ پر قبضہ ہو رہا ہے۔ حاسدین نے پردہ بگڑا دیا کہ گول باغ میں ایک مشرک (نعوذ باللہ) آیا ہوا ہے جو کہ غلط عقائد کی تبلیغ کرتا ہے اور لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے۔ (نعوذ باللہ) آپ کی زیارت سے بدعتیہ سنور گئے۔“

حاسدین کے دادیلا کو سن کر لوگ یہ دیکھنے آتے کہ وہ کون ہے کہ جس کا اس قدر شور مچا ہے۔ مگر جب آپ کے حضور حاضر ہوتے اور آپ کی زیارت سے مشرف ہوتے تو دیکھتے ہی پکار اٹھتے کہ ”واللہ! اس قدر نورانی شکل والا بزرگ مشرک نہیں ہو سکتا اور آپ کی زیارت سے ہی کئی بدعتیہ تائب ہو کر خدام بن گئے۔“

جامعہ ضویہ مظہر اسلام کی بنیاد

پچانچہ ماہ نور شہر السود بارہ ربیع الاول شریف ۱۳۶۹ھ ۲ جنوری ۱۹۵۰ء بعد از نماز عصر اجاب اہلسنت کے عظیم اجتماع میں آپ نے دارالعلوم جامعہ ضویہ مظہر اسلام کا سنگ بنیاد اپنے دست مبارک سے رکھا اور دعا فرمائی کہ اس دارالعلوم سے ہزاروں طالب علم فیض یاب ہوں۔ اور ہر سے ہیں اور آپ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ

کی بجائے اُس زیر تعمیر مسجد میں نماز ادا کی جائے کہ آپ کی برکت سے وہ علائق آباد ہو جائے۔ آپ وہاں سے اُس مسجد میں آگئے۔ مگر دوسری طرف حاسدین نے شاہ کو جا کر شکایت کی کہ جیسے تیرا خرچ ہو رہا ہے مگر وہ تو بریلی سے آئے ہوئے مولوی صاحب کی زیر نگرانی ہو چکی ہے۔ جب شاہ ہونے لگا تو سخت غصے میں آیا اس لیے چونکہ حضرت صاحب کی زیارت نہ کی تھی مگر جب غصے میں دیکھنے آیا اور اگر جب آپ کے چہرے پر نظر پڑی تو فوراً سارا غصہ فرو ہو گیا اور عرض کرنے لگا کہ

”سرکار! آپ کی کرم نوازی کہ آپ نے اس غریب کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے یہاں قدم رنجہ فرمایا۔ آپ کی نوازش ہے آپ یہاں رہیں اور نمازوں کے ساتھ جمعہ بھی ادا فرمائی۔“

شاہ کی نسبت شاہی مسجد

پچانچہ جب آپ نے اُس شاہزادہ کو کی اتنی عقیدت دیکھی تو فرمایا کہ ”اے برادران اسلام! چونکہ اس کی تعمیر میں شاہ کا پیسہ خرچ ہوا۔ اور اس کی یہ خدمت دین کر اُس نے مسجد تعمیری چنانچہ اس کا نام زبور رکھنے کی خاطر اس مسجد کو بھی شاہی مسجد کا نام دیا جاتا ہے۔“

پچانچہ دہائی قیام کے بعد آپ نے جمو کا آغاز فرمایا اور وہاں تدریس کا آغاز بھی کر دیا اور پنجاب سرحد اور کشمیر ہاؤس پور سے طلباء آنے شروع ہو گئے۔ کافی عرصہ یہ سلسلہ جاری رہا اور دیکھتے ہی دیکھتے کافی تعداد میں طلباء ہو گئے اور آپ کے واسطے سننے کے لئے لوگ دور و

”دوستو! کوئی پڑے کا کارخانہ لگاتا ہے۔ کوئی چینی کا کارخانہ لگاتا ہے۔ مگر الحمد للہ! ہم نے مولوی بنائے کا کارخانہ لگادیا ہے۔ کہ جہاں سے انشاء اللہ تعالیٰ ہزاروں علماء بن کر پڑے ملک میں جائیں گے۔ دارالعلوم کی تعمیر کا کام بفضلہ تعالیٰ بہت تیزی سے ہوا اور آپ کی حیات ظاہری میں تقریباً ۲۲ نہایت خوبصورت حسین و جمیل کمرے اور پرکشش بلڈنگ بن چکی تھی۔ دارالعلوم کے وسیع و عریض بلند و بالا دروازے پر یہ شعر لکھا تھا کہ

سہ احمد رضا کے فیض کا در ہے کھلا ہوا
ہے قادری فقیر دل کا جھنڈا گھڑا ہوا

اور درمیان میں بہت موٹا جامعہ رضویہ منظر اسلام دارالعلوم اہلسنت والجماعت و یادگار رضا پاکستان لکھا ہوا تھا۔ ایک دروازہ جامعہ رضویہ میں واقع شاہی مسجد کے مشرقی سمت ہوتا تھا۔ بعد میں جنگبائلاہ کی طرف کی دوسری سمت دارالعلوم کے کمرے کے نیچے دوسرا دروازہ تعمیر کیا گیا اور پھر کچھ عرصہ بعد سنی رضوی جامع مسجد کے تالاب پر وسیع دارالحديث تعمیر کیا گیا۔ آخری سالوں میں درجہ حدیث میں سو سو سے بھی زائد طلباء ہوتے تھے اور لاڈا اسپیکر پر دورہ حدیث پڑھایا جاتا تھا۔

سنی رضوی جامع مسجد کی تعمیر

جامعہ رضویہ منظر اسلام میں واقع شاہی مسجد میں جب جگہ تنگ

ہونے لگی اور نمازی زیادہ ہوتے گئے تو ملک کے اُس پار بھی لگا کر چھپر ڈال کر کچے عارضی پل کھڑے کر کے جمعہ پڑھایا جانے لگا۔ ہر جمعہ میں حضرت محدث اعظم پاکستان کی اقتداء میں کم انکم سولہ ستر ہزار کا مجمع ضرور ہوتا تھا۔ لوگ عوام تو عوام علماء کرام صوفیا اور اہل الشہد دور دراز علاقوں سے آپ کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا کرنے آتے تھے۔

نمازیوں کی زیادتی کے پیش نظر گیارہ ربیع الاول شریف ۱۳۷۲ھ ۸ نومبر ۱۹۵۲ء بروز پیر سنی رضوی جامع مسجد کا سنگ بنیاد حضرت محدث اعظم پاکستان سے اپنے مبارک ہاتھوں سے رکھا اور دعائے خیر فرمائی۔ مسجد کے پڑے مال کمرے کی لمبائی ۱۸۰ فٹ ہے۔ چوڑائی ۵۲ فٹ، برآمدہ سے ملحقہ ڈیوڑھی کی لمبائی ۱۱۶ فٹ مسجد کے برآمدے کی چوڑائی ۱۶ فٹ ہے۔ مسجد کے ۱۹ دروازے ہیں۔ مسجد کے فلک بوس میناروں کی لمبائی چوڑائی کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ مینار کے ایک رومے میں اڑھائی ہزار اینٹ لگی ہے۔ سنی رضوی جامع مسجد کے مینار کی لمبائی زمین سے ۲۱۱ فٹ ہے کہ جو بادشاہی مسجد لاہور سے ۲۵ فٹ زیادہ اونچا ہے۔ مغربی سمت سنی رضوی جامع مسجد اور شمالی جانب حضرت محدث اعظم پاکستان کا مزار پر الوار و سدا بہار اور سنگ مرمر کا گنبد اور خانقاہ محدث اعظم کے برآمدے سے فرار شریف سے مشرق میں اور تالاب پر دارالحديث گویا کہ

سہ خوشامیہ مسجد و مدرسہ خانقاہ ہے

کہ دروے بود قیل و قال محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور محدث اعظم پاکستان درس حدیث میں مشغول تھے اور دارالحدیث شریف میں کلاس کو پڑھا رہے تھے۔

جب اس کمشنر نے آپ کو عربی میں پڑھاتے دیکھا تو بہت متاثر ہوا اور آپ کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا کہ۔

”مجھے اس بزرگ کا یہ کام بہت پسند آیا ہے یہ جو چاہیں کرتے رہیں۔ میں ان کے مصلیٰ میں کسی قسم کی کاروائی کرنے کو تیار نہیں۔“

یوں ان حاسدین کو بڑی شکست ہوئی اور منہ کی کھانی پڑی مگر حضرت صاحب اسی طرح درس حدیث میں مشغول رہے اور ذرا بھی حدیث شریف سے توجہ نہ ہٹائی۔

مخالفین کی دوسری ناکام کوشش

اسی طرح ایک دفعہ ۱۹۵۲ء میں حضرت قبلہ محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ ورضوان پر یہ ناپاک الزام تراشی کرتے ہوئے ان مخالفین نے آپ کو بدنام کرنا شروع کر دیا اور اسی الزام تراشی کا چرچا کرنے کی غرض سے لمبا چوڑا پروپگنڈا شائع کیا کہ

”آپ نے مرزاؑ کی وزیر خارجہ طغہ اللہ خاں سے ملاقات کی ہے اور آپ دہرہ مرزاؑ میں تلواریں لے کر آئے ہیں۔“

(لعنۃ اللہ علی الکاذبین)

حاسدین کی دروغ گوئی

جب حضور شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے جامعہ ضریعہ منظر اسلام خلیفہ عظیم الشان تعلیمی مرکز کی بنیاد ڈالنے کے بعد رشتی رضوی جامع مسجد حبیبی عظیم الشان مسجد کاسمبھار کی بنیاد رکھا تو حاسدین شیخ الحدیث کو آپ کی ترقی ایک آنکھ نہ بھائی اور آپ کی مخالفت میں اور طرح طرح کے جیلے بنانے کرتے ہوئے تنگ کرنے لگے۔

حتیٰ کہ ان حاسدین نے بہت شور مچانا شروع کر دیا کہ مولوی سردار احمد تو آب سرکاری اراضی پر قابض ہونے لگے ہیں اور اسی اعتراض پر لحاظ کو پیش نظر رکھتے ہوئے انگریز ڈپٹی کمشنر کو جاکر شیخ الحدیث کے خلاف بھڑکایا کہ وہ ناجائز قابض ہو رہے ہیں۔ انہیں روکا جائے اور رکائی اراضی و اگزار کرانی جائے اس کمشنر نے پہلے تو اعتراض سُن لیا اور پھر کہنے لگا کہ میں ایک طرف طور پر کیسے کاروائی کر سکتا ہوں۔ دہاں جاکر موقع دیکھ لوں پھر کوئی ایکشن لوں گا۔

چنانچہ حاسدین بڑے خوش رہے۔ اب میدان ہمارا ہے یہ جاکر انہیں ڈر لگے گا وہ خاموش ہو جائیں گے۔ چنانچہ یہ مخالفین آنے کا وعدہ لے کر واپس آ گئے اور اطمینان کو مجھے تھے کہ اب خیر ہے۔

انگریز کمشنر کا فیصلہ

چنانچہ جب مقررہ تاریخ پر وہ ڈپٹی کمشنر صاحب مع ان حاسدین کے

”اس دوروغ گوئی اور الزام تراشی کو حقیقت کا رنگ دینے کی غرض سے ایک بڑا جلسہ اور بڑی بے شماری اور ڈھٹائی کے ساتھ حضرت محدث اعظم پاکستان پر بار بار یہ الزام لگایا کہ ”مولوی سردار احمد پروردہ مرادیت نواز ہیں“

صداقت رنگ لے آئے

مگر چونکہ قدرت کو یہ منظور تھا کہ حضرت صاحب کی عزت دو بالا ہوگی۔ اسی واسطے ان مخالفین کو پید کیا تھا۔ ان کی الزام تراشی کا گواہ بھی ڈپٹی کمشنر کوٹھہر لایا گیا کہ وہ گواہ ہیں کہ حضرت قبلہ شیخ الحدیث صاحب نے وزیر خارجہ مرزائی سے ملاقات کی ہے۔ جب ڈپٹی کمشنر کو یہ خبر ہوئی تو اُس نے اسی ناکام ڈرامے کا پردہ چاک کرتے ہوئے ایک میٹنگ بلائی کہ جس میں معززین شہر اور تمام اکابرین میٹنگ میں موجود تھے اس نے پھر بے اجتماع میں یہ اعلان کیا کہ

”جہاں تک میری سرکاری اور غیر سرکاری اطلاعات کا

تعلق ہے تو میں واضح کاف الفاظ میں یہ بتا دینا چاہتا

ہوں کہ مولانا سردار احمد صاحب نے وزیر خارجہ پاکستان

کے ساتھ قیام الہ پور کے دوران کوئی ملاقات نہیں کی“

اس سرکاری وضاحت کے ساتھ ہی ان حاسدین کے منہ لٹ گئے اور ایک بار پھر اپنی شکست فاش کا اعتراف کرنا پڑا اور اس شکست کے بعد ان لوگوں نے اپنے لگائے ہوئے اشتہار خود اپنے اہل قلوب سے

پھاڑ ڈالے کہ اب یہی اشتہار ان کی شکست کا منہ بولتا ثبوت ہے۔
حجاز مقدس کی طرف سفر کی تیاری

لیجئے جناب! ساری زندگی حضور نبی کریم ﷺ کو فوج و جیم سرکار دو عالم، اور مجسم شفیق معظم، حضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے فرمانان عالیشان حدیث پاک کی خدمت کرنے والے اس محدث اعظم پاکستان کو سرکار مدینے کے تاجدار آقا مئے نامدار غمخوار آقا کی بارگاہ بیکس پناہ سے بلاد آگیا کہ

”اے سردار احمد! تم تیری زیارت کے مشتاق ہیں“

مدیر شریف سے منظوری ملنے کے بعد کاغذات کی تیاری کا وقت آیا۔ جس کے لئے تصویر بنوائی تھی۔ مگر آپ کے پیش نظر اپنے عظیم استاد حجت الاسلام الشاہ حامد رضا خاں صاحب کے والد محترم مجدد دین و ملت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کا وہ فرمان عالیشان ابھی تھا کہ ”تصویر بنوانا شرعاً حرام ہے“

پہنانچہ اسی فتویٰ مبارکہ کو مد نظر رکھتے ہوئے حضور قبلہ محدث اعظم پاکستان نے تصویر بنوانے سے انکار کر دیا کہ ہم اپنے پیر و مرشد کے مخالفت و نافرمانی نہیں کر سکتے۔ اس کے لئے چاہئے کچھ بھی ہو مگر چرخہ پاسپورٹ کے لئے تصویر ضروری تھی اس لئے حکام نے عرض کی سرکار تصویر لازمی ہے۔ مگر آپ نے جواب دیا کہ ”تصویر لازمی نہیں بلکہ آپ نے مرشد گرامی کے ارشاد پر عمل لازم ہے“

ارد گرد کے حاجیوں نے دیکھا تو کہنے لگے کہ
”حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے کہ جو مسجد
حرام میں ایک نماز جماعت کے ساتھ ادا کر لے تو اسے
ایک لاکھ باجماعت نازوں کا ثواب دیا جاتا ہے۔“
مگر آپ ہیں کہ باجماعت ادا کرنے کی بجائے اپنی جماعت کرواتے
ہیں اس کی کیا وجہ ہے۔

شیخ الحدیث کا جواب

حضور شیخ الحدیث قبلہ محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ نے
اس انوکھے سوال کے جواب میں یوں ارشاد فرمایا کہ
”اے سوال کرنے والو! سنو! کہ ساری زندگی میرے پیرو مشد
اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی
رحمۃ اللہ علیہ ان بدعقیدہ لوگوں کا رہا کرتے رہے اور ان
کے پیچھے نماز پڑھنے کو حرام قرار دیا ہے۔“
”اے بندہ خدا! یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ان کی ظاہری
تحریرات کو گستاخانہ کو دیکھتے ہوئے اور اپنے استاد محترم
کے فتوے کو دیکھتے ہوئے ہم ان کے پیچھے نماز پڑھیں یہ
ناممکن ہے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ ایک طرف تو ہم ان
کو گستاخ و کافر کہیں اور دوسری طرف ان کے پیچھے نماز
پڑھیں یہ ناممکن ہے۔“

حکومت پاکستان کا خصوصی اجازت نامہ

پہنچنا آپ کی شخصیت کے پیش نظر حکومت پاکستان نے قبلہ
محدث اعظم پاکستان کے لئے خصوصی اجازت نامہ بصورت پاسپورٹ
بلا تصویر ارسال کیا کہ تاریخ پاکستان میں غیر سرکاری شخصیت کے لئے
صرف آپ کو یہ اعزازی اجازت نامہ دیا گیا۔ ورنہ کسی اور کو نہ ملا ہے نہ
ملے گا۔

پہنچنا بلا تصویر پاسپورٹ ملنے کے بعد مدینہ شریف کی حاضری
کے لئے اور سرکار مدینہ کے روضہ مطہرہ کی زیارت کی غرض سے عرب شریف
کے سفر کی تیاری شروع ہو گئی کیونکہ حج کا تو ایک بہانہ تھا۔ اصل مقصد
تو زیارت گنبد خضریٰ ہی ہے کیونکہ حضور اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت
الشاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کا جو فرمان ہے کہ

”ان کے طفیل رب نے حج بھی کرا دیئے
اصل الاصول حاضری اس پاک دہ کی ہے

پہنچنا مدینہ شریف کی زیارت کا تصور باندھ کر سفر شروع کر دیا۔
اور مدینہ شریف پہنچ کر آپ نے پہلے حضور پر نور نبی کریم منشور کے روضہ
اطہر کا طواف کیا اور حج کے لئے مکہ شریف کی جانب نصف سفر باندھا۔
پہنچنا آپ مکہ شریف پہنچ گئے اور وہاں جا کر سب سے پہلے
طواف عمرہ ادا کیا اور اس کے بعد علیحدہ اپنی نماز باجماعت ادا فرمائی۔

تو وہ ان بابرکت شخصیات کے روشن چہرے دیکھتے ہی احترام کے لئے کھڑے ہو گئے اور نہایت ادب کے ساتھ بٹھایا اور حضرت صاحب مختلف موضوعات پر سوالات کئے کہ جن کے حضرت قبلہ شیخ الحدیث نے نہایت جرأت مندانہ انداز میں مدلل و مسکت جواب دیئے۔

حَاسَنِینِ کو ایک اور شکست

حَاسَنِینِ قبلہ شیخ الحدیث کا تو خیال تھا کہ اُدھر پاکستان میں کوئی کچھ نہ بگاڑ سکتا تھا مگر اُدھر سعودیہ میں آپ بے یار و مددگار نہ کوئی یار نہ کوئی مددگار لہذا اب ان کی غیر نہیں مگر آپس یہ علم تھا کہ وہ شمع کیا مجھے جسے روشن خدا کرے

کہ اس کا کوئی بال بیکانہ کر سکے گا کہ جس کی حفاظت خود خدا نے اپنے دستے لی ہو اور حضرت قبلہ محدث اعظم تودین مصطفیٰ کی خاطر زندگی وقف کر چکے تھے تو آپ کی حفاظت خدا کرتا تھا۔

چنانچہ نہ کوئی مقدمہ چلا نہ کوئی گرفتاری اور دشمنوں کو مکہ میں بھی جھوٹا اور رسوا ہونا پڑا۔ حضرت صاحب نے اطمینان سے فریضہ حج ادا کیا اور گیارہ روز حج سے پیشتر، پینتالیس روز حج کے بعد شبِ اسری کے دو لہانہ پیارے ہمارے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربارِ گہر بارہ سے دلی پیاس بجھاتے رہے۔

ادبِ شیخ کا اعلیٰ نمونہ حضور شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ ادب

چنانچہ آپ نے جتنا عرصہ بھی مکہ شریف میں قیام فرمایا۔ اپنی علیحدہ جماعت کروائی اور دورانِ حج بھی اپنی علیحدہ جماعت کرواتے رہے اور کبھی بھی اُن کے پیچھے نماز ادا نہ فرمائی۔

مخالفین کا حکومت کو شکایت کرنا

چنانچہ حضور محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کا یہ طرزِ عمل دیکھتے ہوئے پاکستانی دیوبندیوں کو موقع مل گیا مخالفت کرنے کا۔ چنانچہ انہوں نے جاکر حکام بالا کو شکایت کی کہ

”پاکستان سے ایک مولوی سردار احمد صاحب حج کے لئے آئے ہیں مگر اُن کا عمل یہ ہے کہ وہ امامِ حرم کے پیچھے نماز ادا کرنے کی بجائے علیحدہ اپنی جماعت کرواتے ہیں ان کے اس عمل کا نوٹس لیا جائے“

محدث اعظم علیہ الرحمۃ کے مدلل جواب:

چنانچہ جب نجدی حکومت کو قبلہ صاحب کے خلاف رپورٹیں ملنے لگیں تو انہوں نے آپ کو اپنے پاس بلوایا۔ وہاں اُس وقت پاک و ہند کے اور دوسرے ممالک کے کثیر التعداد علماء و احباب موجود تھے کہ جن کی موجودگی ہی سُنیت کی فتح کا سبب بن گئی ویسے تو حضرت قبلہ محدث اعظم پاکستان کی شخصیت ہی بہت رعب دار و بادِ جاہلیت تھی مگر ساتھ ایسی بالوشخصیات تھیں کہ جن کے دیکھتے ہی کئی بد عقیدہ راہِ راست پر آ گئے۔ چنانچہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ ان احباب و مریدین کی معیت میں نجدی حکام کے پاس پہنچے۔

و عقیدت کے اعلیٰ محترم تھے اور مشائخ عظام کا ادب تو آپ میں کوٹ
کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ اسی ادب کی ایک جھلک اس واقعہ میں ملتی
ہے کہ

جب آپ حج مبارک و زیارت روضہ رسول سے
واپس وطن پہنچے تو آپ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت آپ
میں اس سے پہلے بھی حج کیا ہے غالباً اس نے آپ کے
ساتھ مفتی اعظم ہند سید شہزادہ اعلیٰ حضرت الشاہ مصطفیٰ
رضا خاں صاحب بھی گئے تھے اور زیارت روضہ رسول سے
بھی مشرف ہو چکے ہیں؟

شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کا ایمان افروز جواب

اس سوال کے جواب میں حضرت قبلہ محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ
نے جوابات ارشاد فرمائی وہ سنہری حروف میں لکھنے کے قابل ہے۔ آپ
فرماتے ہیں کہ

”اے نبی خدا! مفتی اعظم ہند الشاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب میرے
ساتھ نہیں گئے تھے بلکہ میں مفتی اعظم کے ہمراہ گیا تھا کیونکہ ہمیشہ چھوٹوں کی
بڑوں سے نسبت کی جاتی ہے تاکہ بڑوں کی چھوٹوں سے اس لئے وہ
میرے ہمراہ نہیں بلکہ میں اُن کے ہمراہ گیا تھا“

حضور شیخ الحدیث کا تدریسی معمول حضرت سیدی و مرشدی قبلہ

محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کا تدریسی معمول آج کل کے مدرسین کے
لئے بلاشبہ قابل تقلید ہے حضرت محدث اعظم پاکستان کا ہر وقت سنت
کی ادائیگی میں گزرتا تھا اور آپ ہر نماز باعامہ مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا
فرماتے تھے اور طلباء خود آپ کی اتباع کو اپنا نذر سمجھتے اور آپ کی اتباع
میں ہر نماز عمار کے ساتھ باجماعت ادا کرتے تھے۔

نماز کے بعد صاف و درست بوسی کا شرف حاصل کرنے والوں کا
اور سلسلہ عالیہ قادریہ چشتیہ صابریہ میں داخل ہونے والوں کا ہجوم ہوتا
آپ بخوبی دست بوسی نہ کراتے اور جب کوئی دست بوسی کرتا تو آپ
ہاتھ کھینچ لیتے۔ صبح نماز فجر کے بعد اوراد و وظائف و معمولات سے
فارغ ہو کر ناشتہ فرماتے اور جامعہ رضویہ کے صحن میں تلاوت قرآن کریم
کے بعد

صبح طیبہ میں مہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
سے آغاز کرتے تو تمام طلباء و مدرسین کی حاضری لگتی۔ دعا
خیر ہوتی۔ طلباء اور اساتذہ اپنی اپنی کلاسز میں پہنچ جاتے اور قبلہ محدث
اعظم علیہ الرحمۃ اپنے دولت کردہ کے اندرونی حصہ سے سیڑھیوں کی مدد
سے بالائی دارالحدیث میں رونق افروز ہوتے اور تلاوت کے بعد قصیدہ
نور شریف سے تعلیمی سلسلہ کا آغاز ہوتا۔ آپ خود اور تمام طلباء و مدرسین
مترنم آواز میں

صلی علیٰ بدر التمام.....
مل کر سرور و کیف کے ساتھ پڑھتے اور کبھی کبھی قصیدہ نور پڑھا جاتا۔

پھر آپ نبردِ دارِ تمام طلباء کو کتبِ احادیث سے عبارات پڑھنے کا حکم فرماتے۔ عربی عبارات کی قرأت و تلفظ کا بہت خیال رکھتے جس حدیث پر کچھ ارشاد فرمانا یا وضاحت کرنا ہوتی تو ہاتھ کے اشارہ سے حکم دیتے۔ کتاب پر گہری نظر رکھتے اور آپ کی سیاد و غیر روشن و بالور ریش مبارک کتبِ احادیث سے پس ہوتی رہتی۔ دورانِ درس کبھی کاغذ تک سے ٹیک نہ لگاتے اور دورانِ درس خواہ کوئی بڑے سے بڑا آجاتے۔ سلام کا جواب تو ضرور دیتے مگر نہ گفتگو کرتے اور نہ درس کا سلسلہ منقطع کرتے نہ کسی کی طرف متوجہ ہوتے۔

کتبِ احادیث پر کوئی دوسری کتاب نہ رکھتے اور نہ ہی قلم رکھتے تھے۔ بارہ ایک بجے دن تک پڑھاتے اور مسلسل پڑھاتے۔ طلباء کے سوال کا جواب ضرور ارشاد فرماتے۔ ایک ایک حدیث پر حسبِ ضرورت ائمہ احادیث کے اقوال و حوالہ جات کثرت سے ارشاد فرماتے۔ کتاب کے حاشیہ پر نوٹ لکھتے جاتے طلبہ کو تاکید ہوتی کہ احادیث کی اپنی کتب ضرور خریدیں اور کاپیوں پر نوٹ لکھتے جاتے تھے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سنت کا ہر آن خیال رکھتے اور جہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قسم فرمانے کا ذکر ہوتا تو خود بھی مسکراتے اور طلباء کو بھی یہی حکم ہوتا کہ تم بھی مسکراؤ۔ بعض مقامات پر گریہ فرماتے کہ آسٹرون سے ریش مبارک اور رونال تر ہو جاتا۔ طلباء کو بے لوث خدمت دین کا درس دیتے اور مجاہدانہ زندگی بسر کرنے کی تلقین فرماتے تھے۔ مذاہبِ باطلہ میں سے ہر بے دین فرقہ اور جدید فتنوں کا شدید

تبلیغ فرماتے، اتحادی فتنوں، صلح کلی مولویوں کا فرقہ تبلیغ فرماتے جوئے ارشاد ہوتا کہ

”جو چوکیدار پیردار چوروں سے مل جائے وہ غدار ہے۔ علما اہلسنت دین کے چوکیدار پیردار ہیں جو مولوی بے دینوں بد مذہبوں سے مل جائے وہ بے غیرت اور دریغ کا غدار ہے اس سے ہر قسم کا مقاطعہ کیا جائے حتیٰ کہ وہ بد مذہبی چھوڑ دے“

صبح سے بارہ ایک بجے تک پڑھاتے اور پھر ٹھٹھی ہوتی آپ اپنے دولت کدہ پر کھانا کھاتے اور طلباء مطبخ کا رخ کرتے کچھ دیر قیلولہ فرماتے اور پھر نماز ظہر یا جماعت ادا فرماتے پھر مصافحہ کرنے اور بیعت ہزنیوالوں کا جوڑم ہو جاتا اور آپ جلدی دار الحدیث میں رونق افروز ہوجاتے اور اسباق شروع ہوجاتے اور نماز عصر تک اسباق کا سلسلہ جاری رہتا اور جب کبھی بہت زیادہ ضرورت دینی کے تحت جلسہ میں باہر کہیں دھڑک شہروں میں جانا ہوتا تو راست کو واپسی پر درس حدیث ہوتا جو رات کو ایک بجے تک جاری رہتا۔

بعض طلباء سوئے لگتے تو فرماتے کیا وقت ہے عرض کیا جاتا ایک بجہ ہے تو فرماتے۔ ارے بندہ خدا! ابھی ایک بجہ ہے اور تم لوگ سوئے لگے ہو اور عام معمول یہ تھا کہ دن میں درس و تدریس اور رات کو مقامی طور پر شہر کے مختلف محلوں اور کمرچوں و علاقوں میں محفل میلاد و عظم و تبلیغ میں شمولیت فرماتے۔ وعظ میں شانِ رسالت، عظمت و شانِ ولایت اور

پیر مفسوطی سے قائم رکھے
آمین
والسلام والرحمۃ
البر الفضل محمد بن دار احمد غفرلہ

بد مذہبوں و بے دینیوں کا رد و الجبال

جس طرح روزِ ازل سے یہ بات چلی آتی ہے کہ جہاں حق ہوتا ہے وہاں باطل بھی موجود ہوتا ہے۔ جہاں نیکی ہوگی وہاں بدی بھی ہوگی۔ جہاں مذہب ہوگا وہاں بد مذہبی ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء و مرسلین کو مبعوث فرمایا۔ جہاں انہوں نے اللہ تعالیٰ کے دین حق کی تبلیغ کی وہاں باطل کا بھی رد فرمایا اور غیر مذہب کا قلع قمع کیا۔ اسی طرح امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ کام اولیاء اللہ کے سپرد کر دیا۔ کہ جنہوں نے اپنے کو دار و گفثار سے اور اپنے اخلاق سے بے راہ لوگوں کو دین کا پیغام دیا اور ساتھ ہی ساتھ بد مذہب اور بد عقیدہ لوگوں کے ساتھ بھی مقابلہ کیا اور ان کے عقائدِ فاسد کو ختم کر دیا اور یہ پروگرام انبیاء و اولیاء کی میراث ہے۔ اسی پروگرام کی ایک کڑی حضور شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ تھے کہ جنہوں نے ہمیشہ ساری زندگی بے دینیوں اور گستاخ رسول اور بے ادب

عقائدِ اہلسنت کا بیان ہوتا اور بد مذہب بے دین فرقوں کا بھرپور رد و الجبال ہوتا اور اصلاحِ اعمال پر توجہ دلائی جاتی۔

مغربیت، فیشن پرستی، فرنگی تہذیب کا رد ہوتا۔ خاص طور سے سیدنا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ مولانا حسن رضا خاں صاحب اور صوفی جیل القل کی لعینیں پڑھنے کا حکم دیا جسے عصر کے بعد اجاب سے ملاقات کے لئے اپنے دارالمطالعہ کتب خانہ سے اور شاہی مسجد سے متصل مین کے سائٹان کے نیچے رونق افروز ہوتے۔ تمام مہالوں، شہری و مقامی اجاب سے ملاقات ہوتی اور ڈاک بھی ملاحظہ فرماتے اور اگر وقت ہوتا تو ڈاک کے جواب بھی لکھواتے تھے۔

لوگ اجاب سلسلہ عالیہ قادریہ چشتیہ صابریہ میں بھی داخل ہوتے حضرت علامہ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم قدسیہ حضرت مولانا مفتی نواب الدین رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا مفتی محمد مختار رحمۃ اللہ علیہ مختلف استفسار و کمالات کے اپنے اپنے جوابات پر تصدیق کرتے اور اصلاح لیتے۔ یہ کام بسا اوقات مغرب اور عشاء کے بعد ہی ہوتا۔ اہم و ضروری استفسار کے جوابات آپ خود لکھواتے۔ ہر قسم کی ڈاک کا جواب ضرور عنایت فرماتے۔ اکثر خطوط کا جواب خود تحریر فرماتے آپ بہت اچھے خوش نویس تھے آخر میں یہ دعا ضرور ہوتی کہ

”مولیٰ عزوجل اپنے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ جلیلہ سے دین و ایمان روزی و کاروبار میں ترقی عطا فرمائے اور مذہب حق مہذب اہلسنت مسلک اعلیٰ حضرت پر

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی خصوصیات

حضرت قبلہ محدث عظیم پاکستان علیہ الرحمۃ بے شک اولیاء کاملین ہیں سے تھے اور آپ کی شخصیت میں وہ تمام خوبیاں بدرجہ اتم موجود تھیں کہ جو ایک شاہکار قدرت اور آقا مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام میں ہونی چاہئیں۔ چنانچہ آپ کی شخصیت کی چند چیدہ چیدہ خصوصیات کا بیان کیا جا رہا ہے کہ تمام لکھنے کے لئے دفتر درکار ہوں گے۔

بلندیِ کردار: شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے کردار کو بلندی میں وہ

علوم مرتبت حاصل ہئے کہ اس سے زیادہ بلندی کا تصور فی زمانہ کیا نہیں جاتا۔ ان کی اس خصوصیت نے اسلامیات ہندو پاکستان کو ان کا گرویدہ بنا دیا ہے۔ جن خوش نصیبوں کو قریب سے ان کا مطالعہ کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ قبلہ شیخ الحدیث اس زمانہ میں زہد تقویٰ میں اپنی مثال آپ تھے۔ طفل سے آخر دم تک کردار کی بلندی قبلہ حضرت صاحب کی استیاری خصوصیت رہی ہے اور ان کے پاکیزہ دامنِ کردار پر ان کا مطالعہ کرنے والے کو کوئی دتبہ بھی نظر نہیں آسکے گا کہ آپ کا دامنِ کردار بالکل سفید و بے داغ تھا اور نہایت اُجلا بھی تھا۔

نصب العین کی پختگی حضرت قبلہ شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ

مسائل پر گفتگو کر دیا کہ جو ان کی کتابوں میں غلط لکھے ہیں اور جن غلط عقائد باطلہ کی میں نے جلسوں میں تردید کی ہے ان مسائل پر ضرور بات کر دیا گا۔

وہ لوگ کہنے لگے اچھا حضرت پھر آپ نہ تشریف لائیں اور اپنا دعوت نامہ واپس لے گئے۔



بریلوی اور اسماعیل قتیل دہلوی نے بڑی مکاری اور عیاری سے بچایا تھا اور بعد میں دیوبندی الشیخ کے بڑے بڑے جگاڑی ایکٹروں نے اس کو اور زیادہ زین دوز کر دیا تھا۔ اس میں اب دیکھ لگ چکی ہے اور وہ لکھوٹے کھوٹے ہو چکے ہیں۔ اس کے اب کھوٹے ہو کر ہی رہیں گے۔

پناہ خانہ ان کے چھوٹے بڑے دائیں بائیں شیخ الحدیث کے خلاف صف آرا ہو گئے اور مخالفت برائے مخالفت کا ناپاک و مکروہہ ڈرامہ اسٹیج کرنے لگے۔ مگر زمانے نے دیکھا کہ شرار البولہبی کی یہ ستیزہ کاریاں بھی چراغ مصطفوی کی نور پاشیوں کی کمی کا باعث نہ بن سکیں اور باطل کی چھونکوں سے اس کی لو اور بھڑکت اٹھی اور اس کی روشنی مزید تیز تر ہو کر روشنی کرنے لگی اور زمانہ کو اس نے روشن سے روشن تر کر دیا۔

شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کو اگر مجسمہ اخلاق کہا جائے تو بجا ہے ان کی تمام تر جدوجہد کا محرک اصلی ان کا خلوص تھا۔ جس کی وجہ سے ان کی شخصیت کے معنوی خدوخال نکھر تے چلے گئے اور اسی خلوص کی تقاضا تھی کہ جس نے پاکستان کے گوشہ گوشہ سے متلاشیان حق و صداقت کو ان کے گرد لا کر جمع کر دیا۔ قدرت نے ان کی ذات میں وہ وجاہت و ولایت فرمائی تھی کہ جو بہت کم لوگوں نے پائی ہے۔

حالت یہ تھی کہ پہلی نظریں مخالف پر ان کا رعب اتنا پڑ جاتا تھا کہ وہ ان کے سامنے اپنے آپ کو بہت حقیر و کمتر سمجھنے پر مجبور ہو جاتا تھا۔ اور دوستوں پر ان کی وجاہت کا یہ اثر ہوتا تھا کہ وہ ان کو دیکھ کر اپنے اندر

اپنے نصب العین پر نہایت خشکی کے ساتھ آخر دم تک ڈٹے رہے اس معاملے میں وہ ایک کوہ وقار تھے۔ حواشیات زمانہ اور نامساعد حالات بھی حضرت صاحب کے پایہ استقلال میں لغزش نہ لاسکے بلکہ لغزش تو کجا جنبش تک نہ پیدا کر سکے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ قیام پاکستان کے بعد سے آج تک جس مرد مجاہد نے زیادہ مؤثر انداز سے میدانِ دغا میں قدم بڑھا کر اہل باطل کو لٹکایا اور جس ادب خورہ محنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سرزمین مملکتِ خداداد جمہوریہ اسلامیہ پاکستان میں اپنے عصا کلیبی کی پیہم ضربات کاری سے اُردو دھڑے طلسم توہب کی سرکوبی کی۔

جس عاشقِ رسول نے فیصل آباد میں بیٹھ کر اپنی سیفِ لسانی سے تصویرِ توہب میں ہندو پاک سے لے کر نجد تک زلزلے برپا کر دیئے۔ لاریب وہ مسلمانانِ پاک و ہند کا امام و رہنما شیخ الحدیث علامہ ابو الفضل الحاج محمد سردار احمد صاحب علیہ الرحمۃ تھے اور یہ اسی پیکر ایمان کی مجاہدانہ کوشش کا اثر اور اس کے لعرۃ یا رسول اللہ کا غلغلہ تھا کہ جس نے نہ صرف مسلمانانِ پنجاب میں عشقِ رسول کے جذبہ خواب راہ کو بیدار کیا بلکہ پاک و ہند کے گوشہ گوشہ میں اہلسنت و الجماعت کے اعتقادی و ایمانی شرائطِ محبت و عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دم تازہ رواں کر کے فیضِ اسلامی کو پھر سے پھیلایا اور اہل باطل بالخصوص دہلیویوں سے دلیو بند سے لے کر نجد تک یہ محسوس کیا کہ وہ دو گام ہم رنگ زمین جس کو عرب میں محمد بن عبد الوہاب نجدی نے اور ہندوستان میں اس کے پیروں سید احمد رائے

اور بالآخر زمانہ کو بعد از غرابی بسیار ان کی اصابت رائے کا قائل ہو پڑا۔
تحریک ختم نبوت اور شیخ الحدیث

تحریک ختم نبوت کا زمانہ ہے۔ تحریک اپنے شباب کے دور میں داخل ہو چکی ہے۔ غازی کشمیر علامہ ابوالحسنات صاحب صدر تحریک ختم نبوت اپنے رفقاء کار کے ساتھ کراچی میں گرفتار ہو چکے ہیں قوم جذبات کے طوفان میں بہتی چلی جا رہی ہے۔ غیر تو غیر اپنوں کا سخت اصرار ہے کہ پلیٹ فارم مشترک ہونا چاہیئے۔

بعض جوشیلے نوجوان بضد ہیں کہ دوسری جماعتوں کے ساتھ مل کر تحریک چلائی جائے مگر شیخ الحدیث اپنے اٹل فیصلہ پر نہایت خود اعتمادی کے ساتھ عمل پیرا ہیں اور فرماتے ہیں کہ

”ہم غیروں کے ساتھ اشتراک عمل کو مناسب خیال نہیں کرتے ہم مطالبات کی پوری حمایت کرتے ہیں مگر گرفتاریاں اپنے پلیٹ فارم سے دیں گے اور دوسرے اپنے پلیٹ فارم سے گرفتاریاں دیں۔ ناموس رسالت کی حفاظت کے لئے اپنے نون کا آخری قطرہ تک بہانا ہمارے واسطے باعث فخر و مباہات ہے مگر ہم اہانت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرنے والوں سے اشتراک عمل کسی طرح بھی پسند نہیں کریں گے“

چنانچہ آپ اپنے اس فیصلہ پر آخر دم تک ڈٹے رہے اور

ایک طاقت و توانائی محسوس کرتے تھے اور ان کو اپنا پشت پناہ تصور کرنے لگ جاتے تھے۔ اور دل میں ان سے دل کر پہلے سے زیادہ محبت ان کے لئے محسوس کرنے لگ جاتے تھے۔

منکسر المزاجی
 حضور قبلہ شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ فطرۃ نہایت متواضع اور منکسر المزاج واقع ہوئے تھے۔ حاضر ہونے والوں سے نہایت خندہ پیشانی اور محبت سے پیش آتے تھے اور آنے والے کا حسب مراتب لحاظ رکھتے انداز گفتگو نہایت معتد مگر متانت آمیز مہیا تھا جس کی وجہ سے مخاطب متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا اکثر نیچی نظریں کر کے گفتگو فرماتے جس میں تلف و عطف کا رنگ پھیلا رہتا۔ طنز و مزاح سے اجتناب فرماتے۔ احباب آپس میں مزاح کرتے تو لطف اندوز ہوتے تھے۔

اصابت رائے

حضور محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ نہایت صائب الرائے تھے۔ پر معاملے میں غور و فکر کے بعد کوئی فیصلہ فرماتے تھے اور جب فیصلہ فرما چکے تو پھر اس پر ڈٹ جاتے۔

احباب سے مشورہ بھی طلب فرماتے اور مفید مشوروں کو قبول بھی فرما لیتے تھے۔ زمانہ کی نظروں نے بار بار ان کی اصابت رائے کا حسن خداداد دیکھا ہے۔ بعض مرتبہ بڑے بڑے راہنما ایک فیصلہ کرنے میں خطا کا شکار ہو گئے مگر شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ اپنے فیصلہ پر ثابت قدم رہے

حق گوئی

شیخ الحدیث علامہ مولانا ابوالفضل محمد نیر دار رحمۃ اللہ علیہ نے تمام عمر حق گوئی کو اپنا شعار بنائے رکھا اور نازک سے نازک موقع پر بھی مصلحت بینی یا زمانہ سازی کے بنماداغ سے اپنا پاکیزہ دامن بچائے رکھا۔ اور ہمیشہ بلا خوف و خطر لومۃ لاثم اعلام کلمۃ حق فرماتے رہے۔

حالانکہ اس حق گوئی کی وجہ سے آپ کو بڑی صعوبتوں اور ڈیواروں کا سامنا کرنا پڑا۔ بار بار خان کا خطرہ پیدا ہوا۔ اور بار بار مالی نقصان برداشت کرنا پڑا۔ بعض جلسوں میں مخالفین نے حملہ آور ہو کر آپ کو قتل کرنا چاہا۔ مگر ہمیشہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی تقسیم ملک کے بعد جب پاکستان میں تشریف لائے تو مخالفین نے سوچی سمجھی سکیم کے تحت آپ کے گھر میں چوری کو رادی اور تمام جمع لوہی چوروں کی نذر ہو گئی اور آپ نے نہایت بے سروسامانی اور تنگی کے عالم میں وقت گزارا مگر کسی سے مدد نہیں مانگی اور ہمیشہ صابر و شاکر ہو کر اس مصیبت سے نجات پائی۔

بڑے بڑے آڑے مواقع پر بھی ٹوکل کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ آپ کی حق گوئی کی شکایت ہر باطل فرقہ کو رہے۔ آپ اپنی تقریر اور تحریر میں حق گوئی و بے باکی سے کام لیا کرتے تھے۔

آپ نے چالیس سال تک پاک و ہند میں علماء کلمۃ اللہ کیا اور مذہبی بداعتقادوں کے خلاف سینہ سپر رہے اور اہل باطل کا ڈٹ کر

جامعہ رضویہ کے پلیٹ فارم سے ہی گرفتاریاں جاری نہیں کاش دیگر علماء اہلسنت نے بھی شیخ الحدیث کی طرح غیروں سے اپنے پلیٹ فارم کو پاک رکھا ہوتا تو تحریک اس طرح ناکام نہ ہوتی۔

شیخ الحدیث نے اس نازک موقع پر مصلحت بینی سے قطعاً کام نہ لیا اور اپنے مسک سے سر مو الجھاف نہیں کیا۔

بالآخر ان کی اصابت رائے کو ان لوگوں نے مانا جو اس وقت اس رائے سے سخت اختلاف رکھتے تھے وہ لوگ یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ

”شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ حق فرماتے تھے اور حق پر تھے“

رویت ہلال اور حضرت کی صائب لائی

اسی طرح رویت ہلال کے بارے میں کئی مرتبہ فیصل آباد میں اختلاف ہوا مگر شیخ الحدیث کی رائے صائب مان لی گئی۔ اور مخالفین کو بھی ان کی اصابت رائے کا قائل ہونا پڑا۔ حتیٰ کہ بعض مرتبہ حکومت وقت اور دوسرے مکاتب فکر کے نمائندے ابن الوقتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پوری طرح شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی مخالفت پر صاف آرا ہو گئے مگر شیخ الحدیث اپنے فیصلہ پر ثابت قدم رہے اور زمانہ کی نگاہوں نے دیکھا کہ حق ان کے ساتھ اور وہ حق کے ساتھ ہیں۔ کیونکہ

سہ آئین جو ائمہ دین حق گوئی و بیباکی اللہ کے پیروں کو آتی نہیں رو باہی

مقابلہ کرتے رہے۔ باطل پرستوں، دیوبندیوں، غیر مقلدوں، مودودیوں، قادیانیوں، رافضیوں، چچوالیوں، پیچیرلیوں وغیرہم نے بداعتقادی کی جو مسموم فضا پیدا کر کے عظمت و حرمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمانوں کے دلوں سے محو کرنے کی منظم و مشترک تحریک چلائی تو حضور کریم الخیرین ان کے خلاف صاف اٹھ کر گئے اور ہر محاذ پر ان کی لڑکائی۔

بریلی شریف، ہریانہ فیصل آباد، یوپی، ہریانہ، پنجاب، ہندوستان، ہریانہ، پاکستان، ہریانہ، بستی میں بلا واسطہ یا بالواسطہ بد مذہبوں کو لڑکائی کرتے رہے اور قریہ بہ قریہ شہر بہ شہر باطل کی راہ میں رکاوٹ بن کر کھڑے ہو گئے اور مسلمانوں کو ان کے باطل دجل و فریب سے آگاہ کرتے رہے اور ان کی بداعتقادیوں کے منکروہ چہروں سے نقابیں کھینچ کھینچ کر مسلمانوں کو ان سے خبردار کرتے رہے۔

بد مذہبوں کی گندی اور کفریہ عبارتوں کا پرسٹ مارٹم کرتے رہے۔ اور ان الفاظ کی سمیت سے مسلمانوں کو آگاہ کرتے رہے اور بذریعہ تحریر و تقریر مناظر سے کر کر کے بد مذہبوں کے جوئی کے مناظر کو مشکموں کو عبرت ناک شکستیں دے کر ان کا ناطقہ بند کرتے رہے اور عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نعرہ اس قوت و جرأت کے ساتھ بلند کرتے رہے کہ ملک کے گوشے گوشے سے اس کی گونج سنائی دے رہی ہے۔

اور وہ فیصل آباد، جہاں محافل میلاد پاک اور جلسے جلسے صلوٰۃ

سلام مع القیام اور نعرہ ہائے رسالت بد مذہبوں کی سعی ناموفق سے متروک ہو چکے تھے وہاں آج صلوٰۃ و سلام اور نعرہ ہائے رسالت کی ایمان افروز صداائیں آپ ہی کی وجہ سے بلند ہوئیں یہ صرف وہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ جس کا اعتراف شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے بذریعہ الخیرین کو بھی ہے۔

اس دور الحاد و زندقہ میں کہ جہاں اہل باطل امانت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بذریعہ تحریر و تقریر کر رہے تھے کوئی کہتا تھا کہ ”محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے جیسے ناکارہ بشر ہیں“ (نَعُوذُ بِاللّٰہِ)

کوئی کہتا تھا کہ ”اُن کا مرتبہ بڑے بھائی سلب ہے بلکہ اس سے بھی کم ہونا چاہیے“ (نَعُوذُ بِاللّٰہِ)

کوئی کہتا تھا کہ ”وہ اللہ کی شان کے آگے چار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں“ (نَعُوذُ بِاللّٰہِ)

”اُن کا خیال اگر نماز میں آجاتے تو وہ گدھے یا بیل کے خیال سے بدتر ہے“ (نَعُوذُ بِاللّٰہِ)

کوئی کہتا تھا کہ ”آپ کا علم جانین و بہائم سے بھی کم ہے“ (نَعُوذُ بِاللّٰہِ)

حکم طبعی

اگر میں یہ دعویٰ کر دوں کہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ سے زیادہ میں نے علیم الطبع شخص نہیں دیکھا تو بے جا نہ ہوگا اللہ تعالیٰ کی فیاض قدرت نے یہ جنس گھراں یعنی حکم غریب عطا فرمائی تھی اور آپ سے قریبی تعلق رکھنے والے احباب میری تائید فرمائیں گے۔

یہ واقعہ ہے کہ کبھی غصہ کی حالت میں آپ کو بے قابو نہیں دیکھا گیا۔ خلاف مزاج بھی اگر کوئی بات ہوئی تو اظہار ناراضگی نہیں فرماتے تھے احباب کی زیادتیوں کو خوف و ہشاشنی سے برداشت کرتے اور کبھی تلخ جواب نہ دیتے۔ اگر اختلاف بھی فرماتے تو اظہار اختلاف میں نہایت نرم و لطیف انداز استعمال فرماتے۔

اکثر باتوں میں نعم اور طیب آپ کا تکیہ کلام تھا۔ لیکن یہ تمام نرمی و تحمل احباب کے لئے تھا۔ اور وہ بھی ذاتی معاملات و گفتگو میں تھا۔ اگر کوئی ذہنی معاملہ ہوتا تو پھر آپ متشدد و متصلب اور نہایت راسخ پلٹے گئے۔ کیونکہ دین کے معاملے میں کوئی گفائشی نہیں ہے۔

بے دینیوں اور بد مذہبوں کے ساتھ نہایت سخت تھے اور جہاں ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سوال ہوتا تو بد مذہبوں خصوصاً دیوبندیوں کے مقابلے میں تیغ بزاں تھے۔ برقی خاٹک ضیغم اسلام تھنک کے نامور علماء کو قبلہ محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کی ان خصوصیات کا ہمیشہ اعتراف رہا آپ امراء کی محبت سے ہمیشہ مجتنب اور غریب سے شریف رہے۔ طلباء پر والدین سے زیادہ شفقت و مہربان تھے۔

کوئی کہتا تھا کہ

”شیطان و ملک الموت کو ان سے زیادہ علم ہے“ (العود باللہ)

کوئی کہتا تھا کہ

”یہ محفل میلاد کنیا کے جنم کے سوارنگ کی مانند ہے“ (العود باللہ)

کوئی کہتا تھا کہ

”اگر خدا چاہے تو محمد جیسے کروڑوں پیدا کر دے“ (العود باللہ)

غرضیکہ بد مذہبوں نے بد اعتقادی کا اور ہم مچار کھا تھا۔ شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے اللہ تعالیٰ کی نصرت سے ہر اہل باطل کو لٹکارا، اسٹیجوں پر لٹکارا، اخبارات میں لٹکارا، ہر جگہ لٹکارا، گاؤں گاؤں اور قریہ قریہ میں بالواسطہ یا بلاواسطہ لٹکارا اور ان کے جقاتر باطل کو بیان کر کے مسلمانوں کو ان کے شر سے بچانے کی جس قدر کوشش فرمائی وہ قابل داد ہے اور اس سعی سعید کے طفیل تمام مسلمانان پاک و ہند آپ کے ممنون و مشکور ہیں۔

بلا مبالغہ ہزاروں بد عقیدہ مسلمانوں کی آپ نے اصلاح فرمائی اور آپ نے ان کو صحیح العقیدہ بنائی بنادیا اور سینکڑوں کو مسلمان کیا یہ بھی حضور شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی امتیازی خصوصیات ہے کہ آپ کے حلقہ اثر کے لوگ بھی آپ کی نسبت سے متصلب اور حق گو اور بے باک ہیں۔

ظہر قبول حق ہیں فقط مرد حق کی تکمیر میں!

آپ نے کبھی قرآن و حدیث کے ترجمے میں اثنائے تقریر شعر پڑھا اور روایت و سلسل کا یہ عالم کہ الفاظ کی صنیں گویا سامنے حاضر ہیں۔ دلائل و براہین کی بارش ہر جہ سے ہے۔ آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ اور آئمہ دین کے اقوال کے حوالہ جات اسی قدر روانی اور بے تکلفی سے پیش کرتے کہ گویا یہ مضامین آپ کو از بس ہیں۔ زبان میں تیزی اور فصاحت و بلاغت کے ساتھ ساتھ تیز طرار بھی ہوتی۔ آواز میں گونج اور کڑک ہوتی۔

مضامین کی آمد آمد ہوتے اور گویا حضور شیخ الحدیث و جد کے عالم میں ہیں اور سامعین پر بھی وجد کی کیفیت طاری ہوتے۔ شان پاک جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان میں وہ سماں بندھتا کہ سامعین اپنے ماحول و اطراف کو فراموش کر کے گویا خود کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار گوہر بار میں پامے اور قبلہ شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ و عشق رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سمندر میں اپنے ساتھ ساتھ سامعین کو بھی بہاٹے لئے چارہمے ہیں۔

نکتہ بنیاں فرماتے جاتے۔ بات سے بات پیدا کر کے روند و دقائق کو نہایت آسانی اور روانی سے بیان فرماتے اور اپنے دعوے کو دلیل سے اس قدر تقویت پہنچاتے کہ مخالف بھی زیر اثر ہونے پر مجبور ہو جاتا اور یہی معراج خطابت ہوتے۔



حضور شیخ الحدیث بحیثیت مقرر

اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص کرم و فضل سے قبلہ محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ زبان میں ایسی مٹھاس رکھی تھی کہ کوئی کتنا ہی سخت اور پختہ دل کیوں نہ ہو وہ آپ کی گفتگو سے متاثر نہ ہونے بغیر نہ رہ سکا ہر طرف آپ کی زبان کی چاشنی محسوس ہوتی تھی اور ہر دل پر اس کا اثر ضرور ہوتا تھا۔

آپ کے انداز تقریر میں

رعد کی گونج — نادل کی گونج — بجلی کی کڑک
نسیم کی خنکی — شبنم کا رس — کلی کا رنگ
غنجوؤں کی مسکراہٹ — بلبل کا ترنم — نرگس کی نظر
گلاب کا اثر — شمع کا سوز — پروانے کا جذبہ
عاشق کی آہ — آفتاب کی چمک — ماہتاب کی دمک
آبشار کی روانی — سمندر کی گہرائی — لہروں کا مد و جز

ان سب خوبیوں کا نہایت حسین امتزاج تھا کہ جو سب مشائقین کو اپنی طرف اس زور سے کھینچتا ہے کہ وہ دوسری طرف اپنی طرف توجہ کو منعطف و مہذول کر ہی نہیں سکتے محاکمات کا عالم پیش کر کے سامعین کے آذان کو مسخر کر لیتے تھے۔

مَضْرُوبِ قَبْلہ شیخ الحدیث بحیثیت عالم

علمی دنیا میں شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کا مقام کسی توصیف و تعارف کا محتاج نہیں۔ حضرت صاحب نے تقریباً چالیس سال تک اس میدان میں رو کر وہ کارنامے نمایاں انجام دیئے کہ مبتدی و منتهی اپنے اور بیگانے دوست اور دشمن بھی آپ کے تبحر علمی کے مدح ہیں۔

آپ نے اپنی ایک زندگی علمی زندگی اپنی فکری و اعتقادی سربلستہ و مروت کر کے یہ ثابت کر دیا کہ اگر انسان کے اعتقاد و عمل میں یگانگت ہو تو اس کے نتائج نہایت حسین و امید افزا برآمد ہوتے ہیں۔ آپ نے اپنے حسن اخلاق و خوبی کردار کے واقعاتی استحکام، اخلاقی کمالات اور کلیتہً و جامعیت کو نہایت مؤثر انداز میں پیش کر کے اسلامیات پاکستان کو روحانیت کا وہ سبق دیا کہ اس کی وجہ سے مذہب مہذب الہیست والجماعت کا چودہ سو سال پرانا سفینہ علم و عرفان جو کہ مادیت کے متلاطم سمندر میں غرق ہونے لگا تھا اسے ہال بال بچالیا۔

آپ نے ساری زندگی عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ادبِ رسول کا ہی درس دیا کہ یہی وہ لطیف و مگو قوی تر رشتہ ایمان ہے کہ جس سے کامیابی کی کنجی اور دنیاوی و دُنیوی کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ آپ نے اپنے علم کے دور سے قرۃ ارض پر بکھرے ہوئے منتشر

مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر مجتمع کر دیا کہ وہ سوادِ اعظم الہیست والجماعت کہ جو کچھ عرصہ پہلے شیرازہ بندی کا شکار تھے، اب ایک مضبوط و مستحکم جامعیت بن چکی ہے کہ جس کی بنیادیں حضور قبلہ شیخ الحدیث نے اپنے علمی فیضان سے مضبوط کیں۔

قبلہ محدث ام پاکستان بحیثیت منظر اسلام

قبلہ شیخ الحدیث حضرت علامہ ابوالفضل محمد سرمد راجہ احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو فارغ التحصیل ہوئے ابھی ایک ہی سال ہوا تھا۔ اور مدرسہ منظر اسلام میں مدرس تھے کہ علامہ دیوبند کے امام المناظرین مولوی منظور سبکی سے ۱۳۵۲ھ میں ایک فیصلہ کن تاریخی مناظرہ ہوا۔

منظر سبکی کی بد زبان کا یہ عالم تھا کہ جبکہ حضرت حجت الاسلام علامہ مولانا حامد رضا خاں صاحب، حضرت صدر الافاضل مراد آبادی حضرت صدر الشریعت اور حضرت مفتی اعظم جیسے اکابر الہیست کو چیلنج دے رہا تھا اور وہ اس بد زبان کے منہ میں نہ آنا چاہتے تھے۔

ہوائیوں کہ کسی نے حفظ الایمان کی کفریہ عبادت کے بارے میں قبلہ محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے شرعی حکم دریافت کیا تو آپ نے دلائل کی روشنی میں اس کا کفر واضح فرما دیا۔ مولوی منظور کو اس شرعی حکم سے خاص صدمہ ہوا تو بریلی میں مناظرہ کا چیلنج دے دیا۔

حضرت قبلہ محدث اعظم علیہ الرحمۃ نے اس چیلنج کو قبول

فرمایا۔ اور اجری جامع مسجد ربی شریف میں ۲۰ تا ۲۳ محرم الحرام متواتر چار روز تک مناظرہ ہوا۔

منظور تین روز تک تو تھالوی کی گستاخی بارگاہ رسالت میں بے غبار ثابت کرنے کی کوششیں کرتا رہا۔ آخر جب ناکام رہا تو فاتحہ اور ایصال ثواب کو موضوع بنا کر بچھنے لگا کہ

”منظور تو کم نعت ہے اسے فاتحہ کے کھانے کہاں

نصیب دہ تو مجھ کو مارتا ہے اور اس کے آثار رسول

اللہ بھی مجھ کے مرا کرتے تھے۔ (ایما ذاب اللہ) ان کفریہ

اور گستاخانہ کلمات سے مجمع میں اشتعال پیدا ہو گیا۔

اور صدر مجلس مولانا حبیب الرحمن صاحب نے اسے

زبان بندی کے لئے کہا اور توبہ کا مطالبہ کیا خود اس کے

دوستوں نے بھی اسے برا جانا اور توبہ کا مطالبہ کیا تو

باجود اصرار کے اس نے توبہ نہ کی بلکہ اپنا جعبہ و قبا چھوڑ

کر میدان مناظرہ سے فرار ہو گیا۔ فضائعہ تبخیر، نعرہ رسالت

اور مناظرہ اہلسنت کے نعروں سے گویا بج اٹھی۔ بریلی کے

سیکڑوں افراد ہر مذہبیت سے توبہ کر گئے حضرت

صدر الشریعت کو بھی خوشی ہوئی۔ آپ کی دستار بندی فرمائی

اور تاج الفتح پیش کیا۔ حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد

حامد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو اس وقت بالوال

میں راولی افروز تھے۔ انہوں نے فتح اہلسنت کا اثر جان لیا

سن کر بے حد خوشی کا اظہار فرمایا اور مکتوب مبارکبادی
بنام حضرت قبلہ محدث اعظم پاکستان ارسال فرمایا۔ جس
میں حسب ذیل مرقوم تھا:

۴۸۹

مولانا المکرم عزیزم محترم مولوی سردار احمد صاحب کلمہ و دیگر
خدام الرضا۔

بعد سلام مسنون و ادعیہ خلوص و سحرین فقیر اس فتح نمایاں کی مبارک
باد دیتا ہوں۔ مولیٰ تعالیٰ ہمیشہ اعداء دین پر آپ کو مظفر و منصور رکھے۔
آپ کا بول بالا اور اہل باطل کا منہ کالا کرے۔ بریلی میں اس فتح مبین
کا سہرا آپ کے سر رہا۔

والسلام

فقیر محمد حامد رضا غفرلہ ۲۴ محرم الحرام ۱۳۵۲ھ

مولانا مفتی اعجاز ولی خان صاحب الرضوی فرماتے ہیں کہ حضرت حجۃ
الاسلام نے عظیم خوشخبری سن کر فوراً فرمایا:

قَدْ نَزَلَ مَنْظُورٌ بِحَقِيقِ بَہَا کا منظور۔

دمتی دن منظور۔ منظور کا بھانڈا اچھوٹ گیا۔

عدد نکالنے پر معلوم ہوا کہ یہی منظور کی فراہم کی تاریخ ہے یعنی ۱۳۵۲ھ

حضور مفتی اعظم قبلہ مدظلہ العالی بغرض علاج علی گڑھ میں راولی افروز

تھے اہلسنت کی فتح مبین کی خبر سن کر یکے بعد دیگرے مبارکبادی کے

دو تار ارسال فرمائے اور واپسی پر جلسہ مبارکبادی منعقد کرایا اور قبلہ
شیخ الحدیث کو دستارِ فضیلت پہنائی اور شربت اور دُعا پر جلسہ ختم
ہوا۔ مولانا مفتی محمد میاں صاحب مارہروی، حضرت مولانا شاہ حکیم آل
مصلطہ صاحب مارہروی، صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی
حضرت مولانا ابوالخامس سید محمد صاحب کچھوڑی، حضرت علامہ محمد
حسین علی خان صاحب رضوی، مفتی محمد نضر صاحب نعیمی، علامہ ابوالبرکات
سید احمد صاحب لاہوری، مفتی رفاقت حسین صاحب، علامہ غلام
جیلانی صاحب میرٹھی، حافظ عبدالعزیز صاحب مبارک پوری، حافظ محبوب علی
صاحب رضوی، مولانا مولوی غلام رسول صاحب رضوی بہاولپوری وغیرہ نے
مکتوبات مبارکبادی ارسال فرمائے اور سارے ہندوستان میں فرحت
مست کی لہر دوڑ گئی۔

احمد آباد شریف میں مناظرہ

احمد آباد میں بدعتیہ لوگوں نے اودھم مچا رکھا تھا اور سادہ
روح سنیوں کو خواہ مخواہ مغرب کیا جا رہا تھا۔ حضرت محدث اعظم پاکستان
رحمۃ اللہ علیہ میں دہاں رونق افروز ہوئے۔ مخالفین کا مایہ ناز مولوی سلطان
حسن سنہیلی مناظرہ کے لئے نکلا۔ اپنے رُٹے ہوئے چوٹی کے اعتراضات
کئے لیکن حضرت صاحب نے اس کی جہالت کا پردہ قرآن و احادیث کی
روشنی میں چاک کیا اور اعتراضات کے دندانِ رشک جوابات دیئے
مناظر مخالف آپ کی علمی تحقیق کے سامنے عاجز رہا اور لوگوں پر دیوبندیت

کی اصلیت واضح ہو گئی۔ بھلی ضلع گجرات میں منظر

قیام پاکستان سے قبل دارالعلوم محمدیہ رضویہ بھلی کے سالانہ
اجلاس میں حضرت محدث پاکستان کی تقریر تھی۔ وہاں کے ایک مولوی
سلطان محمود کو اپنی استعداد اور فنِ درس و تدریس پر بہت ناز تھا
اور کہتا تھا کہ میں چوبیس سال دہلی میں حدیث پڑھا چکا ہوں۔ وہ کتابیں لے
کر جلسہ گاہ میں پہنچ گیا اور مناظرہ کا چیلنج دیا۔

حضرت قبلہ شیخ الحدیث نے چیلنج منظور فرمایا۔ جلسہ "یا رسول اللہ"
حاضر و ناظر اور اختیارات رسالت مآب پر مناظرہ شروع ہوا۔ لیکن آپ
کی محققانہ و فاضلانا اور مدلل گفتگو اور اعتراضات کے مدلل جوابات
سے عاجز آکر فرار ہو گیا۔ جب مخالف نے کہا کہ حضور کو ذرہ بھی اختیار
نہیں اور اپنی جان بچانے کے لئے بھی نفع و نقصان کے مالک نہیں
تو اس موقع پر موجودہ سکتوں نے اس وہابیہ کے مایہ ناز مدرس و
محدث سے کہا کہ اگر واقعی تمہارا نبی ایسا ہی ہے تو پھر مجھ سے ساتھ
رہ جاؤ۔ کیونکہ مجھ پر بھی یہ عقیدہ ہے۔ لوگوں پر اہلسنت کی حقانیت کا اظہار
ہو گیا اور مفتی عبدالباری صاحب فرنگی محل نے اپنا توبہ نامہ شائع کیا۔ اور
مصالحات کی۔

حضرت حجۃ الاسلام اور حضور مفتی اعظم بہت خوش ہوئے اور مفتی
صاحب کو فتاویٰ رضویہ کی پہلی جلد پیش کی۔

کے دور دراز علاقوں سے بھی شائقینِ علم دفنِ کچے چلے آتے تھے۔
حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کا سلسلہ بیعت:

حضور محدث اعظم علیہ الرحمۃ ایام طفولیت میں ہی شرفِ بیعت حضرت سیدنا شاہ محمد سراج الحق قادری چشتی صابری سجادہ نشین حضرت ابوعلی قلندر پانی پتی و خلیفہ مجاز حضرت صوفی محمد حسین مراد آبادی چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے حاصل کر چکے تھے۔

اور سلسلہ قادریہ میں سیدنا امام حجتہ الاسلام شہزادہ اعلیٰ حضرت مولانا محمد حامد رضا خاں صاحب اور حضور سیدنا مفتی اعظم ہند مصطفیٰ خاں صاحب اور صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ اور حضور سیدنا شیخ المشائخ شاہ علی حسین اشرفی علیہ الرحمۃ سے اجازت و خلافت حاصل تھی۔

قادریت و رضویت کا رنگ غالب تھا۔ آپ کے مریدین کی تعداد لاکھوں میں ہے۔ اور سینکڑوں خوش قسمت اجازت و خلافت سے مشرف ہیں آپ اپنے مریدین کو احباب اور شاگردوں کو فاضل جامعہ ضریہ فرمایا کرتے تھے۔



حضور محدث اعظم پاکستان کا علمی فیضان

جب شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے فیصل آباد میں اپنا قیام فرمایا تو یہاں کی علوم کو علم جیسی دولت سے دل سے محروم پایا اور ہر طرف جہالت کے گھٹا ٹپ اندھیرے دیکھے تو آپ کو بہت دلی دکھ ہوا۔

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے اس علمی کمی کو محسوس کرتے ہوئے اہلیانِ حق اور سوادِ اعظمِ اہلسنت والجماعت کو مضبوط کر کے لے لے اور اپنے تبلیغی مقصد کو پورا کرنے کی غرض سے ہی جامعہ ضریہ منظرِ اسلام فیصل آباد جیسی عظیم الشان بنیاد رکھی کہ جس کے اساسی محلِ یعنی تعلیم و تربیت کا واحد نصب العین اور معنی کر دیا بالفاظِ دیگر اندوونی عقیدہ جس کی روحِ رواں اخلاقی نمہ گیری باطنی للہیت اور حوثی جامعیت ہو۔ مجتہد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرار دیا۔

اور اس دورِ الحاد و زندہ میں ٹیچر کو فیصل آباد میں تدریس و افتاء کا جو بے مثل کارنامہ انجام دیا وہ بے شک آپ کے شایانِ شان ہے اور یہ آپ کے ہی لئے بدرجہ اتم فضیلت کا مقام تھا۔

آپ کی شانِ تدریسی کا یہ عالم تھا کہ پیچیدہ مسائل کو بڑی سادگی سے تکلفی اور نہایت دلنشین پیرایہ میں بیان فرماتے تھے کہ طالبِ علم کی تسکین ہو جاتی۔

لفس شدہ ذہن نشین ہو جاتا اور آپ کی تقریر سننے کے بعد سوچے سمجھے اعتراضات خود بخود رفع ہو جاتے یہی وجہ تھی کہ پاکستان

- ۱۵۔ مولانا محمد شریف صاحب شیخ الحدیث ملتان۔
- ۱۶۔ یعقوب شاہ صاحب منڈی پھلوال۔
- ۱۷۔ سید جلال شاہ صاحب جھکھی۔

ان کے علاوہ آپ کے ادرعی بہت سے خلفاء کرام ہیں جن کا ذکر آپ کی مکمل سیرت "ذکرہ محدثہ اعظم پاکستان" دو جلد مصنف جلال الدین امجدی قادری ناشر مکتبہ قادریہ رضویہ میں آئے گا۔

کرامات محدث اعظم

حضرت قبلہ محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ عالم شریعت اور پیر طریقت تھے شریعت کی اتباع ہی سے درجہ ولایت میں اضافہ ہوتا ہے چنانچہ آپ ایسے عالم تھے کہ جو زیور عمل سے بھی آراستہ ہوتا ہے آپ عالم باعمل بھی تھے اور ولی کامل بھی تھے۔

جیسا کہ حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف "کشف المحجوب" میں یہ لکھا ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک ولی نہیں بن سکتا کہ جب تک وہ شریعت مطہرہ پر عمل نہ کرے۔ اسی لئے۔

اگر کوئی ہوا میں بھجھے اڑ کر دیکھا ہے
اگر کوئی پانی پر بھی چل کر دیکھا ہے

مگر وہ شریعت کا پابن نہ ہو تو وہ ولی نہیں ہو سکتا۔ اور کوئی اس

مختصر تاریخ الحدیث کے چند خلفاء اہم گرامی

- ۱۔ حضرت مولانا علامہ ابوداؤد محمد صادق صاحب نگران اہل رضا مصطفیٰ گورنر اہل
- ۲۔ مولانا علامہ محمد عنایت صاحب سائیکل بل (مرحوم)
- ۳۔ علامہ شبیر المصنعت عبد القادر صاحب احمد آبادی لائبریری (مرحوم)
- ۴۔ مولانا حافظ محمد احسان الحق صاحب مدرس دارالعلوم فیصل آباد
- ۵۔ مولانا حافظ منظور حسین صاحب خطیب مسجد راجہ چوک فیصل آباد
- ۶۔ مولانا ابوسعید محمد امین صاحب مفتی جامعہ رضویہ دہانی امینیہ رضویہ فیصل آباد
- ۷۔ مولانا علامہ غلام رسول رضوی صاحب صدر المدرسین جامعہ رضویہ اوار القرآن ملتان۔
- ۸۔ مولانا ابوالسلیم محمد اسلم صاحب علوی قادری رضوی (مرحوم) خطیب مسجد نوری حنفیہ دھاکوٹ روڈ فیصل آباد
- ۹۔ مولانا معین الدین صاحب رضوی بانی جامعہ قادریہ فیصل آباد (مرحوم)
- ۱۰۔ حافظ وقاری علامہ مولانا عبدالرشید عجمگوئی خطیب سنی رضوی جامعہ مسجد فیصل آباد
- ۱۱۔ حافظ فضل احمد صاحب خطیب جامع مسجد امام صاحب سیالکوٹ۔
- ۱۲۔ مولانا اکبر جان صاحب۔
- ۱۳۔ مولانا شبیر شاہ صاحب۔
- ۱۴۔ مولانا عبداللہ شاہ صاحب ملتان۔

وقت تک کامل نہیں ہو سکتا کہ جب تک اُس کے دل میں حضور نبی
کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا عشق راسخ نہ ہو جائے اور وہ ہر چیز سے
زیادہ حضور سے محبت نہ کرے تو۔

میرے دوستو اور بزرگو!

حضور کا ناگہج بخشش علیہ الرحمۃ کے اس اصول کے تحت اگر
دیکھا جائے تو حضرت قبلہ شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ صرف پابند شریعت
ہونے کے ناطے ولی ہی نہ تھے۔ بلکہ وہ عشقِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)
کی دولتِ لازوال سے مالا مال ہونے کی نسبت سے ایک ولی کامل
بھی تھے۔

اور اسی عشقِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ساری زندگی درس دیتے
تھے کہ جس کے دل میں عشقِ رسول اور ادبِ رسول نہیں وہ مسلمان تو
کیا انسان کہلانے کے بھی لائق نہیں۔

چنانچہ قبلہ محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کی سب سے بڑی کرامت
یہ ہے کہ آپ نے ساری زندگی کوئی کام بھی خلافِ استجابت بھی نہیں کیا۔
ساری زندگی فرائض و واجبات سن و نوافل کی ادائیگی کرتے تھے اور
بھی استجابت کے مخالف بھی نہ چلے۔

حضور شیخ الحدیث قبلہ سردارِ احمد رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات
اندازِ شمار سے باہر ہیں مگر یہاں اختصار کے پیش نظر چند ایک
واقعات پیش کئے جاتے ہیں کہ جو حضرت قبلہ شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ
کے ولی کامل اور عاشقِ رسول ہونے کا منہ بولتا ثبوت ہیں اور جن سے

آپ کی محبت رسول کی جھلک نظر آتی ہے۔
مجاہد کے نعرے کافر شتوں کے ساتھ دیا۔

چنانچہ ایک مرتبہ قیامِ پاکستان سے قبل جب مسلم ہندو فسادات
میں ہندوؤں نے منظم طریقہ سے جامعہ رضویہ مظہرِ اسلام مسجد نبی جی
کے طلباء پر حملہ کر دیا اور پوری مسجد کو گھیرے میں لے کر فساد شروع
کر دیا۔ تمام طلباء تو اپنی جان بچانے کی خاطر ڈر کے مارے کمروں میں
چھپ گئے مگر شمعِ مصطفیٰ کے پروانے نے بلند آواز سے بارگاہِ
انداز میں ”اللہ نہو“ کا نعرہ لگایا تو تمام ہندو بھاگ کھڑے ہوئے ان
حملہ آوروں میں سے کئی ایک نے بعد میں بتایا کہ

”ہمیں ایسا معلوم ہوا کہ ہمارے مقابلے میں ہزاروں
لشکرِ تلواریں لٹے اور نعرے لگاتے ہوئے آ رہے
اس لئے ہم اپنی جان بچاتے ہوئے بھاگ نکلے“

کیونکہ وہ مجاہدین و ملتِ شمعِ رسول کے پروانے حضور شیخ الحدیث
تھے اور آپ کے نعرہ کے جواب میں فرشتوں نے بسیک بکتے ہوئے
ساتھ دیا اور دشمنوں کے چھکے چھوٹ گئے۔

نورانی شکل والے بزرگ کا پہرہ دینا۔

چنانچہ انہی فسادات کے دوران جب شورشِ زیادہ ہوئی اور

شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے اپنے پیر و مرشد اور خلیفہ اصغر اعلیٰ حضرت
دشہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند الشاہ مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمۃ
کی معیت میں مدینہ منورہ کی حاضری کئے لئے سعودیہ کا سفر کیا اور میں نے
شریف پہنچ کر اپنے کریم و جیم آقا کے روضہ مبارک کی زیارت کی اور
نوب خوب نظر سے کئے۔

مدینہ شریف کے قیام کے دوران ایک روز قبلہ شیخ الحدیث
علیہ الرحمۃ نے مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کی خدمت میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت
الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مبارک شعر پیش کیا کہ

ہم سے فقیر بھی اب پھیری کو اٹھتے ہو گئے
اب تو غنی کے در پر بستر جادہ بیٹھے ہیں!

تو مفتی اعظم علیہ الرحمۃ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ مولانا پھر تو
آپ بھی سرکار کے روضہ مبارک پر بستر بچھا دیں۔

پہنچے آپ کے ارشاد کے مطابق قبلہ محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ
نے باب جبریل کے نزدیک بستر گادیا۔ اور وہیں قیام فرمایا اور اس
دروازے کی یہ شان ہم سے کہ وہاں پر جبریل امین وحی لے کر آیا کرتے
تھے!..... اس نیت سے کہ میں اب یہیں پر رہوں گا۔ اور جب
مک یہاں رہوں کہیں نہ جاؤں گا۔

غیب سے آپ کیلئے پانی بھیجا گیا۔ چنانچہ گرمیوں کا موسم تھا اور

قل وغارت کا اندیشہ بڑھا تو اس وقت کی حکومت نے مسجد نبی
جی کی حفاظت کے لئے پہرہ لگا دیا اور روزانہ دو پہرے دار جامعہ
ضریہ مسجد نبی جی کی حفاظت پر مامور کر دیئے۔

ان پہرے داروں میں مسلم ہندو سپاہی شامل ہوتے تھے اور
ہر رات دو سپاہی پہرہ دیتے تھے!

ایک رات ایک ہندو سپاہی پہرہ دے رہا تھا۔ وہ بیان
کرتا ہے کہ

”رات بھر پہرہ دینے کی وجہ سے بوقت سحر مجھے اوجھ
آگئی تو میں نے دیکھا کہ ایک نورانی شکل کے بزرگ عمامہ
پوشاک پہنے اور سفید عمامہ باندھے گھوڑے پر سوار
مسجد کے ارد گرد چکر لگا رہے ہیں اور میں نے یہی چار
دفعہ ان بزرگوں کو دیکھا۔“

اس خواب کا ذکر اس نے اپنے ساتھیوں سے کیا اور اگلے روز
اس پہرے دار سپاہی نے قبلہ شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی زیارت
کی تو بے ساختہ پکار اٹھا کہ
”یہ تو وہی نورانی شکل والے بزرگ ہیں کہ جو رات کو گھوڑے
پر سوار مسجد کے ارد گرد پہرہ دے رہے تھے۔“

حضور نبی کریم کی خصوصی نظر رحمت چنانچہ ایک مرتبہ قبلہ

گرمی شدت سے پڑ رہی تھی اور رات کا وقت ہوا تو قبلہ شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مجھے سخت پیاس محسوس ہوئی مگر میرا دل نہ چاہا کہ یہاں سے اٹھ کر جاؤں کیونکہ نیت ہی تھی کہ یہاں سے نہ جاؤں گا۔

چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ میں اسی سیرج میں گم تھا کہ سامنے سے ایک لڑائی شکل و صورت والے بزرگ رونما ہوئے اور ان کے ہاتھ میں ایک مشکینہ تھا اور دوسرے ہاتھ میں مٹی کا پیالہ تھا اور مجھے فرمایا کہ

”اے سردار احمد! تو میرے نبی کے درپر بیٹھا پیاس میں مبتلا ہے۔ میں تجھے پانی پلا دیتا ہوں لو پانی پیتو!“

حضور قبلہ محدث اعظم فرماتے ہیں کہ میں نے ان کے ہاتھ سے پانی کا بھرا پیالہ لیا تو جب میں نے پانی پیا تو اتنا میٹھا اور لذیذ پانی کہ میں نے کبھی نہ پیا تھا اور ٹھنڈا بھی بہت تھا۔ چنانچہ میں وہ ایک ہی پیالہ پی کر میر ہو گیا اور وہ بزرگ مجھے پانی پلانے کے بعد اچانک غائب ہو گئے اور پھر کبھی مجھے نظر نہ آئے۔

بیٹا فوت ہو نیکی خبر ملتے۔

چنانچہ آپ کی سوانح میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ جس دور میں آپ بریلی شریف میں واقع جامعہ رضویہ مظہر اسلام میں صدر المدرسین کے عہدے پر فائز تھے اور بطور شیخ الحدیث بھی ڈیوٹی ادا فرما رہے تھے

اچانک ایک دن آپ نے رحمت سفر باندھ لیا۔ طلباء و احباب نے عرض کی کہ حضور! کدھر جانے کا ارادہ ہے۔

تو آپ نے فرمایا کہ ہمارا پتہ فضل رحیم فوت ہو گیا ہے۔ اس لئے اپنے گھر موضع دیال محلہ جارہوں۔ طلباء و احباب حیران ہوئے کہ آپ کو بغیر خط یا پیغام ملنے کے کیسے علم ہوا کہ پتہ فوت ہو چکا ہے۔ حالانکہ نہ کوئی پیغام ملا نہ کوئی خط موصول ہوا ہے۔

ادھر اہل خانہ نے سوچا کہ بریلی شریف سے آپ اتنی جلدی نہ آسکیں گے کیونکہ فاصلہ زیادہ ہے۔ اس لئے پہلے بچے کو دفن کر لیا جائے پھر اطلاع کریں گے اور آپ کو مطلع کر دیا جائے گا۔ مگر ابھی آپ کے بھائی صاحب تجنیز و تکفین میں مشغول تھے کہ آپ پہنچ گئے اور صاحب کچھ کوجیلان ہو کر پوچھنے لگے کہ آپ کو بچے کے انتقال کی خبر اتنی دور کس نے پہنچائی۔ حالانکہ ہم نے کوئی پیغام بھی نہ بھیجا تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ

”اے بندہ خدا! میرا مولا تعالیٰ آپ لوگوں کے توسط کے بغیر بھی بتلا سکتا ہے۔“

ولی کی زیارت سے خدا یاد آجاتا ہے۔

چونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان مبارک ہے کہ ولی کی یہ شان ہے کہ اس کا چہرہ دیکھتے ہی خدا یاد آجاتا ہے۔ کیونکہ اس کے

غصہ سے پاگل ایک طالب علم

چنانچہ اسی طرح ایک دفعہ انجمنِ رضا نے مصطفیٰ کے زیرِ انتظام ہرمِ ادب کی محفل میں صدر انجمنِ رضا نے مصطفیٰ نے ایک طالب علم کو تقریر کرنے کی دعوت دی۔

وہ صاحبِ شیخ پرکھڑے تقریر کر رہے تھے کہ اچانک صدر انجمن نے دورانِ تقریر پاس مقررہ صاحب کو کسی بات پر ٹوکا۔ اتنی ہی بات پر وہ طالب علم مشتعل ہو گیا کہ صدر انجمن نے میری توہین کی ہے۔ اور اب میں ان سے بدلہ لوں گا۔

دوسرے طلباء نے اسے قابو کرنے کی بڑی کوشش کی مگر وہ صاحب کو کسی کے قابو میں کہاں آنے دے تھے۔ معاملہ تو تکار سے ہاتھ پائی اور مرنے مارنے پر پہنچ گیا۔

ادھر صدر انجمنِ رضا نے مصطفیٰ وہاں سے نکلے اور استاد محترم کے دفتر میں چلے گئے کہ میں نے صرف ان کی غلطی کا ذکر کیا مگر وہ اسی بات پر مشتعل ہو گئے اور اب وہ قابو سے باہر ہو گئے ہیں۔ اتنے میں وہ طالب علم وہاں دفتر میں پہنچ گیا اور وہاں بھی ہاتھ پائی ہونے لگی کہ اتنے میں کہیں سے حضور شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ تشریف لے آئے اور آتے ہی اس استاد کے دفتر میں چلے گئے کہ جہاں وہ طالب علم دنگا فساد کر رہا تھا۔ آپ نے جاتے ہی اس طالب علم کا کالر پکڑ کر زور سے ہلایا اور فرمایا کہ

چہرے پر خدا کا نور پھٹک رہا ہوتا ہے اور اس کے چہرے پر عجب و وقار موجود ہوتا ہے۔ اسی فرمان کے مطابق حضرت قبلہ شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی شخصیت ایک باوقار اور عجب دارِ چہرہ کی آئینہ دار تھی اور ہمیشہ آپ کے چہرے پر نورانی بارشیں ہوتی تھیں اور آپ کی زیارت سے ایسا سرور ملتا تھا کہ جو دنیا کی کسی چیز میں نہ تھا اور اتنے عجب دار چہرے کے مالک تھے کہ بڑے سے بڑا افسر بھی آپ کے سامنے بولنے کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔

ڈپٹی کمشنر کا آنا

چنانچہ اسی طرح ایک دفعہ مخالفین نے آپ کے خلاف پروپیگنڈہ کیا تو ڈپٹی کمشنر نے ان مخالفین کے کہنے پر حضرت شیخ الحدیث سے پوچھ گچھ کرنے کا وعدہ کیا اور وہ آپ کی خدمت میں آیا تو آپ نے الحدیث میں درسِ حدیث میں مشغول تھے۔

جب وہ کمشنر آپ کے پاس پہنچا اور آپ کے نورانی چہرہ مبارک پر نظر پڑی تو تمام غصہ فو ہو گیا۔ اور بڑی لمبا جت سے عرض کرنے لگا کہ حضور! میں آپ کی بارگاہ میں سلام عرض کرنے آیا ہوں قبول فرمائیں۔ آیا تو باز پرس کرنے اور پوچھ گچھ کرنے کہ آپ کے خلاف اتنی شورش ہے اس کی کیا وجہ ہے مگر جب اس صاحبِ دجاہت چہرہ پر نظر پڑی تو دل کی دنیا میں بلبل مچ گئی اور تمام دلی منصوبے بھول گیا۔ جب کچھ بھی یاد نہ آیا تو عرض کرنے لگا کہ سلام کرنے کی غرض سے حاضر ہوا تھا۔

محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ ضلع جھنگ میں مناظرہ کی غرض سے تشریف لے گئے تو وہاں چوہدری قطب الدین صاحب کے ہاں قیام پذیر ہوئے جو کہ خود بڑے عالم باعمل اور پختے تھے مسلمان تھے مگر بدبختی سے ابھی قطب الدین کے صاحبزادے عبدالرشید صاحب دیوبندوں کے ہتھے چڑھ گئے اور ان کے ساتھ رہنے سے ابھی کارنگ چڑھنے لگا۔ اور گھر میں بھی الٹی سیدی، بحث و مباحثہ کرنا شروع کر دیا۔

جب آپ وہاں گئے تو ان قطب الدین صاحب نے حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ سے عرض کیا کہ حضرت صاحب میرے اس لڑکے پر نظر کرم کریں کہ یہ بے دنیوں کے ہتھے چڑھ گیا ہے۔ اسے سمجھائیں آپ نے اس لڑکے کو اپنے پاس بلوایا اور اس کو کان سے پوچھ کر فرمانے لگے کہ

”اے بندہ خدا! کیا ایسے لوگوں کے ساتھ رہتے ہو کہ جنہیں اپنے اور نبی کے مقام میں فرق نظر نہیں آتا اور جن کے دل میں نبی کریم کا ادب نہیں ہے ان کے ساتھ رہنے سے وہ تیرے دل سے بھی ادب نکال دیں گے“

آپ کا اتنا فرمانا تھا کہ وہ عبدالرشید صاحب کو جو پہلے ختم شریف و محفل میٹلا کو بُرا کہا کرتے تھے اور طرح طرح کے اعتراض کرتے تھے وہ خود ختم شریف دلوئے لگے اور پھر کرم ایسا ہوا کہ حضرت صاحب کے ساتھ ہی جامعہ رضویہ منظر اسلام میں آپ کے پاس پڑھنے لگے

”اے سردار احمد! تم یہاں سو رہے ہو ابھی تمہارے سونے کا وقت نہیں کیونکہ اگر تم اسی طرح سوتے رہے تو پھر نال پر والوں کو کون جگا دے گا“

دانا صاحب کی بارگاہ میں حضرت صاحب کا مقام

محدثِ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت دانا گنج بخش علیہ الرحمۃ سے بے حد عقیدت و محبت تھی اور ہر ماہ ایک دو مرتبہ ضرور دانا صاحب کے مزار پر حاضر ہوتے تھے۔

مدیر اعلیٰ ”رسالہ مجوب حق“ جناب حافظ محمد احسان الحق صاحب سے ایک مرتبہ اپنی حاضری دانا صاحب کا ذکر فرماتے ہوئے کہا کہ

”اب کی بار میں دانا صاحب کے دربار پر حاضر ہوا۔ آستانہ عالیہ پر دست بستہ کھڑا ہوا سلام پیش کرنے کے بعد فاتحہ معانی اور ایصالِ ثواب کیا۔ اور دعا مانگی۔ مجھے سخت پیاس لگی ہوئی تھی۔ ٹھنڈی میٹھی لسی پینے کی دل میں تمنا تھی ابھی دعا سے فارغ ہوا ہی تھا کہ ایک شخص کو اپنے پاس کھڑے پایا اور اس کے ہاتھ میں دہی کی لسی کا بھرا ہوا ایک بڑا گلاس تھا اور مجھ سے کہنے لگا کہ یہ لسی پی لیجئے میں نے وہ لسی پی لی جو بہائیت لئی ہے اور ٹھنڈی میٹھی تھی، مگر نہ میں نے اسے پہچانا اور نہ اس نے اپنی پہچان کرائی“

اپنے فرمانے سے دل کی دنیا بدل گئی ایک مرتبہ حضرت قبلہ

(رحمۃ اللہ علیہ) جو کچھ میرے بارے میں تجھے کہتا ہے وہ بالکل ٹھیک ہے۔

سائیں صاحب صبح اٹھتے ہی حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ نے انہیں دیکھتے ہی مسکرا کر فرمایا کہ "کیوں سائیں صاحب ہم نے ٹھیک کہا تھا نا۔ اب تو ان کا ردہ کرو گے"

سائیں صاحب مرحوم حیران کھڑے دیکھتے رہے کہ خواب تو مجھے آیا مگر آپ کو کس نے خبر کر دی۔

قبلہ شیخ الحدیث کا بارگاہِ مصطفیٰ میں مقام

یہ بابت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ جو مرید یا شاگرد اپنے مرشد و استاد کی خدمت کرے یا ان کا ادب کرے تو پھر مرشد و استاد اسے کبھی بھی تشنہ نہیں رہنے دیتے اور اس کی ہر طرح کی خواہش پوری کرتے ہیں اور پھر جو مرشد کامل ہو تو اسے ہر وقت حضورِ نبی کو قسم کی بارگاہِ بیکس پناہ میں خاصری کی سعادت مستیر ہوتی رہتے۔ اور جب وہ مریض ہیں تو اپنے مریدوں کو بھی وہ مقام عطا کر دیتے ہیں۔

اسی طرح قبلہ محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کے ایک شاگرد مرید کہ جو بڑے عقیدت مند تھے۔ حضرت صاحب کی بڑی خدمت کرتے تھے اور انہوں نے اپنے ذمے یہ ڈیوٹی رکھا رکھی تھی جب بھی شیخ الحدیث

پڑے اور حضرت کے خلفاء میں سے ہیں۔ اور آپ کے مشن کے صحیح جائز ہیں۔

نوسط : یہ وہی عبدالرشید صاحب ہیں کہ جو آج کل سنی رضوی جامع مسجد میں خطیب و امام ہیں۔ اور اب ناسازی طبعیت کے باعث اور جھگڑا ہی میں اپنے مدرسہ کی نگرانی کرتے ہیں اور جنہیں آج دنیا حضرت علامہ مولانا عبدالرشید رضوی جھنگوی کے نام سے پہچانتی ہے۔

قبلہ شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی والدہ کا مقام

اسی طرح جب آپ اپنے اہائی گھاؤں موضع دیال گڑھ میں قیام پذیر تھے تو ایک مرتبہ آپ کے برادرِ اکبر المعروف سائیں جی مرحوم مفتوحہ اور آپ کے درمیان والدہ محترمہ کے متعلق گفت و شروع ہوئی۔ سائیں صاحب مرحوم کا خیال تھا کہ والدہ مرحومہ عام نیک عورتوں میں سے ایک تھیں اور قبلہ شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کا اہلاد تھا کہ والدہ مرحومہ کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں زہد و تقویٰ اور عبادت و ریاضت کی بنا پر ایک خاص مقام تھا۔ گفتگو کے بعد سائیں صاحب مرحوم رات کو سوئے تو خواب میں انہیں ایک قبر نظر آئی جس کے اندر سے ایک ضعیف العمر خاتون نے سفید لباس میں ملبوس باہر تشریف لائیں اور سائیں صاحب سے فرمانے لگیں کہ

"بیٹیا میں تمہاری ماں ہوں اور تیرا چھوٹا بھائی محمد داراجہ

حضرت تبرک سے حضور نبی کریم کی زیارت ہوئی۔

پہنچا جو جب سو گئے اور تسبیح کا ستارہ چمکا تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں ایک طرف حضرت امانہ گنج بخش علیہ الرحمۃ اور دوسری طرف قبلہ محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ بھی تشریف فرما ہیں اور حضور نبی کریم قبلہ شیخ الحدیث سے فرما رہے ہیں کہ

”اے سردار احمد! اس شخص کی اصلاح تیرے ذمے ہے“ اتنی بات فرماتا تھی کہ بیدار ہو گئے اور صبح کو حضرت صاحب کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔ مگر قبلہ حضرت صاحب درس حدیث میں مشغول تھے یہ جا کر عرض کر مے ہیں کہ حضور نبی آپ سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں، مگر آپ نے فرمایا، خاموش رہو۔ دوسری مرتبہ پھر عرض کی کہ حضور میں رات کا خواب سنانا چاہتا ہوں مگر پھر آپ نے فرمایا کہ خاموش رہو۔ جب تیسری مرتبہ کہا تو فرمایا کہ

چپ رہو! یہی کہنا چاہتے ہو کہ رات کو خواب میں نبی پاک کی زیارت ہوئی اور آپ نے یہ فرمایا ہے؟

یہ سن کر میری حیرانگی اور بڑھ گئی کہ خواب تو مجھے آئی اور حضرت صاحب بیان کر رہے ہیں جس سے آپ کی کامل دلالت کا

علیہ الرحمۃ نماز کے لئے مسجد میں آئے تو وہ جوتے اٹھا کر اندر رکھتے اور جب آپ جانے لگتے تو پھر جوتا لا کر آپ کے آگے رکھ دیتے یہ مبارک ڈیوٹی تھی۔

پہنچا ایک مرتبہ مردیوں کے دن تھے ہارش ہوئی تھی اور ظاہر ہے کہ ہارش میں جوتے کچھڑے سے غراب ہو جاتے ہیں۔ جب قبلہ حضرت صاحب تشریف لائے تو آپ کا جوتا مبارک کچھڑے سے بھرا ہوا تھا اور اندر سے بھی غراب ہو گیا تھا۔

جب حضرت صاحب جوتا اتار کر اندر گئے تو اس عقیدت مند نے اپنے رومال سے اس جوتے کو اندر سے صاف کیا اور بالکل صحیح کر دیا اور وہ رومال اپنے پاس رکھ لیا۔

اس کے دل میں یہ خیال تھا کہ اللہ والوں کے تبرکات کی بڑی نشان ہوتی ہے۔ اور ان کی برکت سے زیارت رسول جیسی عظیم نعت میسر آتی ہے تو اس نے اسی خیال سے اپنی پگڑی اتاری اور وہ رومال اس میں رکھ لیا۔

حضرت صاحب آئے اور جوتا مبارک آگے رکھ دیا۔ آپ نے پہنا اور تشریف لے گئے اور وہ عقیدت مند بھی گھر چل دیئے اور گھر جا کر فطائف میں مشغول ہو گئے اور وظیفہ کرتے کرتے ہی نیند آگئی اور وہ پگڑی اتارنا بھول گئے۔

حضرت محدث اعظم علیہ الرحمۃ کا وہ تبرک بھی سر پر ہے اور نیند آگئی۔

ظہور ہوتا ہے خواب میں گستاخ کو سزا دینا

مولانا محمد شریف صاحب فاضل جامعہ رضویہ حال مقیم الیانی ضلع سرگودھا سے فرمایا کہ میں مریض حال والا ضلع گجرات میں پڑھتا تھا۔ ایک رات خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ کی بارگاہ میں حضرت محدث اعظم پاکستان اور سید نور الحسن شاہ صاحب اور ایک تیسرے صاحب رحمۃ اللہ علیہ حاضر تھے۔ محدث اعظم پاکستان نے ایک شخص کی جانب اشارہ کرتے ہوئے مجھے فرمایا کہ

”اس بد بخت کو پکڑو اور گھسیٹ کر میرے پاس لاؤ کہ اس نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان اقدس میں گستاخی کی ہے اور ہم اسے سزا دینا چاہتے ہیں“

میں حسب الحکم اسے گھسیٹ کر لایا وہ گریہ کرنے لگا اور معافی کا خواستگار ہوا۔ تو رحمت عالم نے اسے معاف فرمایا اور آیت اللہ عظمیٰ نے حکم فرمایا پھر میرا ہاتھ پکڑ کر محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کے دست مبارک میں دیا اور فرمایا کہ

”اے سردار محمد! محمد شریف کی اصلاح تمہارے ذمے ہے“

میں نے صبح اٹھتے ہی حاصل الزامہ کو چھڑا اور جامعہ رضویہ مظہر اسلام میں تعلیم حاصل کرنے کا ارادہ کر لیا۔ گھر والوں سے اجازت لے کر آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ نے دیکھتے ہی فرمایا کہ

”آؤ میرے ہاتھ پر بیعت ہو جاؤ“

میں نے خواب کا واقعہ بیان کرنا چاہا تو آپ فرماتے لگے کہ ”بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ منقریب خواب کی تعبیر پوری ہو گئی اور تم سید عالم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر حاضر ہو گئے۔ چنانچہ نبی ۱۳۸۲ھ میں جمعیت اور زیارت روضہ اقدس خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حاضر ہو گیا“

شیخ الحدیث کی دعا سے فوراً بارش ہوئی

اولیاء کاملین کی یہ شان ہوتی ہے کہ وہ بارگاہ ربوبیت میں بڑے مقبول ہوتے ہیں اور ان کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کبھی ناکام نہیں ہوتے ان کی زبان سے نکلی ہوئی ہر دعا مقبول خدا ہوتی ہے کیونکہ ان مقدس ہستیوں نے خدا کو راضی کرنے کے لئے اپنی جان بہت وقف کی ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ پھر ان کی کوئی بات نہیں موڑتا اور اپنے ولیوں کی ہر بات مان لیتا ہے۔ انہی مقدس ہستیوں میں حضور قبلہ محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کا بھی بلند مقام ہے اور آپ بھی

”میرے مالک و مولا! میں ناچیز حقیر و پر تقصیر ہوں
میرے دامن میں سوائے گناہوں کے کوئی نیک عمل
نہیں اور کوئی ایسا عمل بھی میرے سامنے نہیں کہ جس کا
میں صدقہ مانگوں ہاں میرے مالک! صرف یہ عمل ہے
کہ میں تیرے نبی کی آل کا غلام ہوں اور ان کے جڑے
رسیدہ کرنے کو اپنی سعادت سمجھتا ہوں اے
میرے مالک! انہی اولادِ نبی کے طفیل آج ہم پر
رحم فرما اور بابرانِ رحمت نازل فرما کہ تیرے کرم کا صدقہ
ہی ہمارے لئے کافی ہے۔ تو بڑا کرم فرمانے والا
کریم ہے۔“

آپ کا اتنا فرمانا تھا کہ چند لمحوں پہلے جہاں بادلوں کا نام نشان
نہ تھا۔ پتہ نہیں کہ ہر سے بادل آئے اور فوراً بارش شروع ہو گئی اور
پھر خوب بارش ہو گئی ہر طرف خوشی کے آثار نمایاں تھے اور ہر کوئی حضرت
صاحب کی تعریف میں مشغول تھا۔

اولیاءِ کاملین دلوں کے حال جانتے ہیں۔

حضورِ نبی کریم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ مومن کی فراست سے درد
تحقیق یہ اللہ کے نور سے دیکھتے ہیں۔ اسی فرمانِ بڑی کو طوطاِ خاطر
رکھتے ہوئے بزرگانِ دین فرمایا کرتے تھے کہ جب کسی عالم کے پاس

مقبولانِ خدا میں شامل ہیں کہ یہ واقعہ آپ کی بارگاہِ خداوندی میں مقبولیت
کا منہ دہشتا ثبوت ہے۔

کہ ایک مرتبہ لائل پور (فیصل آباد) میں سخت گرمی کا موسم تھا
اور بارش کا دور دورہ نہ تھا۔ لوگ آپ کے پاس
آتے کہ حضور دعائیں فرمائیں کہ بارش ہو جائے مگر آپ نے سنتِ
مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مقدم رکھتے ہوئے فرمایا کہ

”میرے آقا و مولا! تاجدارِ مدینہ کا فرمان ہے کہ نماز استقامت
پڑھو تو بارش کا نزول ہوگا۔“

چنانچہ تمام پورے پچھتے جوان میدان میں جمع ہو کر نماز استقامت
ادا کرنے کی تیاری میں ہیں۔ اور نماز استقامت بھی پڑھی مگر بارش
نہ ہوئی، لوگ پھر کہتے اور آپ سے استعاضا کی کہ حضرت اب تو
دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کرم کر دے اور بارش ہو جائے۔
جمعۃ المبارک کا دن تھا اور نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد
حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا کہ

”اس مجمع میں جتنے سیدزادے ہیں سب اٹھ کر
پہلی صف میں آجائیں۔“

جب تمام سیدزادے سامنے آ گئے تو ان سب کو ایک
جگہ اکٹھے کر کے اور ان کے دامن کو تھام کر باواز بلند لیں دعا فرمانے
لگے کہ

مصافحہ فرماتے ہوئے میرے پاس تشریف لائے تو آپ ٹھہر گئے اور فرمانے لگے کہ کیا آپ کا نام محمد اسلم ہے۔ آپ شیخوپورہ سے مسائل پوچھنے کے لئے میرے بلانے پر آئے ہیں۔

میں نے جب یہ سب باتیں تسلیم کر لیں تو آپ نے فرمایا کہ مدرسہ میں آؤ تاکہ تمہارے مسائل کا جواب دیں پھر آپ آگے چلے گئے اور میں پیچھے رہ کر سوچنے لگا کہ آپ کو میرے نام و پتہ کی کس نے اطلاع دی۔ شاید آپ کے قبضہ میں کچھ جنات ہیں اور وہ باتیں بتلا دیتے ہیں۔ آج حقیقت کا انکشاف ہونا چاہیے۔

میں چپ چاپ شاہی مسجد میں بیٹھ جاتا ہوں۔ اگر آپ ولی اللہ ہوں گے تو نور و ولایت سے خود ہی جان لیں گے اور بلا لیں گے کیونکہ میرے دلی خیالات کی جنات اطلاع نہیں پاسکتے۔

نماز عصر اور مغرب بھی میں نے وہیں باجماعت پڑھیں حضرت صاحب بھی تشریف لاتے اور نماز پڑھ کر چلے جاتے۔ نماز عشاء کے قریب تک مجھے کسی نے نہ پوچھا تو میرے دل میں اُلٹے سیدھے خیالات پیدا ہونے لگے کہ مولانا صاحب تو بڑے آدمی ہیں ہم غریبوں کے مسائل سے انہیں کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔

میں ایک مسافر یہاں پریشان ہوں اور مولانا صاحب اپنے گھر میں آرام فرما رہے ہیں۔ اس خیال کا آنا تھا کہ ایک شخص نے آواز دی کہ مولوی محمد اسلم صاحب شیخوپوری جہاں بھی ہوں حضرت صاحب کے پاس پہنچ جائیں۔

بیٹھ۔ تو اپنی زبان کو قابو میں رکھو اور جب کسی ولی کامل کی بارگاہ میں جاؤ تو دل کو قابو میں رکھو کہ یہ اولیاء اللہ دلوں کے جاسوس ہوتے ہیں اور اللہ کے لور سے دلوں کے بھید بھی جانتے ہیں۔

یہ واقعہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے ولی کامل ہونے پر دلیل ہے کہ آپ ہر آنے والے کا حال جانتے تھے اور ہر ایک سے وقت ہوتے تھے کہ

مولانا محمد اسلم صاحب علوی قادری ضوی خطیب جامع نوری حنفیہ محلہ اسلام آباد فیکٹری ایریا لائلپور کا بیان ہے کہ

”۱۹۵۱ء میں شیخوپورہ میں رہائش پذیر تھا۔ کچھ ضروری مسائل معلوم کرنے کے لئے ایک شخص کو حضرت محدث اعظم علیہ الرحمۃ کی خدمت اقدس میں بھیجا۔ آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ محمد اسلم سے کہنا کہ وہ خود کسی وقت آئیں اور ان سوالات کا جواب لے جائیں میں تقریباً ایک ماہ بعد لائلپور حاضر ہوا اور نماز جمعہ حضرت صاحب کی اقتدا میں پڑھی نماز جمعہ کے بعد حضرت صاحب گھر جانے لگے۔“

جو لوگ مصافحہ و زیارت کے لئے قطار در قطار کھڑے ہو گئے ہیں بھی قطار میں کھڑا ہو گیا۔

پیشتر ازیں آپ کی زیارت کا شرف حاصل نہ کر سکا تھا۔ جب آپ

اور حضرت شیخ الحدیث کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوا۔ آپ نے دو کپ چائے منگوائی۔ ایک کپ خود نوش فرمایا اور دوسرا مجھے مرحمت فرمایا۔

میں چونکہ چائے نہ پیتا تھا۔ اس لئے عرض کی کہ حضور! خود نوش فرمائیے۔ مجھے چائے نقصان دیتی ہے۔ آپ نے قریب بیٹھے ہوئے ایک طالب علم کو وہی کپ عنایت فرمادیا۔ معاً اس کے بعد مجھے بڑا افسوس ہوا۔ اور سوچا کہ وہ چائے حضرت صاحب کا تبرک تھی۔ اور بزرگانِ دین کے تبرک بے حد مُفید اور بابرکت ہوتے ہیں یہ میری بدقسمتی ہے کہ میں نے تبرک قبول نہ کیا۔ میرا صدمہ بڑھ گیا۔

حتیٰ کہ نمازِ عصر کا وقت ہوا اور نماز میں بھی یکسوئی حاصل نہ ہوئی اور پھر سجدہ میں بیٹھا سوچتا رہا کہ اپنا نقصان اپنے ہاتھوں کیا یہی تفکرات میں نے کر پیر کامل کے دربار میں حاضر ہوا۔ مجھے دیکھتے ہی آپ مسکرائے اور دوما لٹے بخشتے ہوئے فرمایا کہ

”اے بندہ خدا! چائے نہ پینا کوئی گناہ کبیرہ ہے کہ جس پر آتنا پریشان ہوتے۔ یہاں تک کہ نماز بھی صحیح طور پر نہ پڑھ سکے تو یہ نالائے چائے کا بدل ہیں“

میں نے نالائے لئے اور خدا کا شکر ادا کیا کہ اُس نے مجھے ایسا کامل پر عطا فرمایا کہ جو دل کی باتوں سے بھروسے آگاہ ہے۔

یہ پیغام سنتے ہی میں حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ

”مولوی محمد اسلم صاحب! آپ نے میرے متعلق غلط خیال کیا ہے۔ میں بڑا آدمی نہیں ہوں بلکہ میں تو اہلسنت کا خادم ہوں۔ نماز جمعہ سے اب تک اجاب کا ہجوم رہا۔ میں انہیں دینی مسائل بتاتا رہا۔ آرام نہ کر سکا۔ یہی سب تو نماز کے بعد ہی آپ کو بلبلا رہا لیکن آپ خود ہی نہ آئے اس میں آپ کی غلطی ہے میری نہیں“

حضرت کی یہ باتیں سن کر میں بہت نادام ہوا اور میں سمجھ گیا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ ولی اور صاحبِ کشف و کرامات بزرگ ہیں۔ رازِ دل سے درویشِ سید پر اطلاع رکھتے ہیں پھر آپ نے تمام میرے مسائل مجھے اچھی طرح سمجھا دیئے۔

اولیاء اللہ کے تبرک کی شان

اسی طرح یہ واقعہ بھی حضرت صاحب کے کشف القلوب پر دلیل ہے کہ آپ اولیاء اللہ میں کس قدر بلند مقام پر فائز تھے کہ ہر طرح کے دلی ارادے سے اُسی وقت واقف ہو جاتے تھے کہ جب سوچنے والا دل میں کوئی بات ہو چلا فوراً آپ پر کشف ہو جاتا تھا کہ انہی مولوی اسلم صاحب کا بیان ہے کہ میں دوبارہ لاپرواہ حاضر ہوا۔

کی زیارت نصیب ہو جائے تو زہد سے نصیب۔
اس مبارک مقصد کے حصول کے لئے عبادات الہیہ میں مصروف رہتا۔ اور درود و سلام کے نذرانے بارگاہ رسالت میں بکثرت پیش کیا کرتا۔

ایک رات میری قسمت کا ستارہ بلند ہوا۔ نورانی ماحول میں ایک بزرگ نورانی صفت عالم رویا میں نظر آئے۔ ان جیسی حسین و جمیل صورت میں نے کبھی نہ دیکھی تھی۔

اس پاکیزہ صورت بزرگ نے نہایت شفقت و محبت سے مجھے فرید کیا اور فرید ہوئے ہی میرے جسم کا ہر نہر بال اسہم ذات کے ذکر میں مشغول و مصروف ہو گیا۔ اور ہر جانب سے اللہ اللہ کی آوازیں آنے لگیں۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی اور طبعیت میں فرحت اور ایمان میں قوت محسوس ہوئی۔ اور دل کہہ رہا تھا کہ

”ابھی تو زیارت رسالت مآب کے قابل نہیں ہوں“

پھر میں نے خواب میں نظر آنے والے بزرگ کامل کی تلاش شروع کر دی۔ بڑے بڑے آستانوں پر حاضر ہوا۔ کئی ایک خدا رسیدہ بزرگوں کی خدمت میں گیا۔ لیکن خواب والے واصل بالند بزرگ کی صورت پاک کہیں نظر نہ آئی۔

ایک دفعہ پھر ان ضلع میالوالی کے جلسہ میں بڑے بڑے علمائے کلام اور مشائخ عظام نے شرکت کی۔

میں بھی جلسہ میں دخل سے مستفیض ہونے کیلئے وہاں پہنچا۔

شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی عطا

مولوی محمد اسلم صاحب مذکور نے ایک اور واقعہ بیان کیا کہ ایک دفعہ خواب میں حضرت صاحب نے مجھے شرف زیارت بخشا۔ اس طرح کہ آپ اپنے کمرے میں تشریف فرما ہیں خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔

آپ کے پاس سیب تھے اور مجھے آدھا سیب بخشا تیسرے روز میں لاٹاپور شریف میں حاضر ہوا تو آپ نے ایک سیب سے آدھا کاٹ کر مجھے مرحمت فرمایا اور فرماتے تھے کہ

”مولوی محمد اسلم صاحب آدھا سیب تمہیں مل چکا ہے اور آدھا یہ تمہارا حصہ باقی تھا“

میں نے وہ آدھا سیب بصد شوق قبول کر لیا اور خواب کا سارا واقعہ میری آنکھوں کے سامنے تھا اور مجھے بے حد سکون قلب اور مسرت و فرحت محسوس ہوئی کہ میرے پر کامل دلی اور کشف و کرامات کے حامل ہیں۔

حضور شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی شان بزرگی

پہلا ضلع میالوالی کے قاضی نور احمد صاحب جو بارگاہ بکس پناہ کے طالب علم بھی کہتے ہیں کہ میرے دل میں ایک مرتب خیال آیا کہ اگر خواب میں نذر انبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ایک کتا حضرت صاحب کو دیکھ کر بھاگا بھاگا آیا اور آپ کے قدموں کے درمیان پورے ادب و احترام کے ساتھ دو تین بالشت کے فاصلے پر اس نے اپنا سر رکھ دیا اور ایک آدھ منٹ ٹھہرنے کے بعد فوراً پچھلے قدم واپس لوٹ گیا۔ ہم سب حیران تھے اور یہ منظر دیکھ کر مسکراتے اور حضرت صاحب نے بھی ہنس کر فرمایا اور طیب طیب کہتے ہوئے آگے چل دیئے۔

شیخ الحدیث کے جسدِ اطہر پر نور کی بارش

کسی مومن کی حقیقی معراج یہ ہے کہ وہ موت کے وقت ایمان کے ساتھ اس فانی دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے حضرت شیخ الحدیث کو اولیاء کاملین میں سے تھے کہ جن کے وصال مبارک کا منظر بھی عجیب تھا اور پھر جب آپ کا جسدِ مبارک کراچی سے بذریعہ ٹرین فیصل آباد کے اسٹیشن پر اتارا اور آپ کے قیام کی جگہ پر لانے کے لئے پیشی سے چلے تو تمام راستے پر نور کی چھا چھم بارش ہوتی رہی۔ اور دن کی روشنی میں اس نورانی چھوہار کو سب دیکھ رہے تھے جب یہ بمثال جلوس گھنٹہ گھر پہنچا تو یکایک اس نور سے زمین چادر کی صورت اختیار کر لی اور سارا تالوت اسی میں چھپ گیا۔

پچھلے تلبے کی ہار ایک پتروں کی طرح اس نور کی سنہری کرنیں اس طرح تالوت پر گر رہی تھیں کہ ہزاروں افراد نے تعجب سے اس آسمانی رحمت کو دیکھا۔ نور کی اس لطیف بارش کا ایسا پیر انوار منظر تھا۔

اس مبارک اجتماع میں محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ بھی جلوہ فرما تھے۔ جب میری متلاشی نگاہوں نے آپ کے چہرہ نور کی زیارت کی تو آپ کا نقشہ یکدم آنکھوں کے سامنے آگیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ

”نواب میں تشریف لانے والی ہستی صرف آپ ہی ہیں
کہ جن کا میں متلاشی تھا اور آج مجھے وہ گوہر مقصود
آج حضرت صاحب کی صورت میں مل گیا“

پھر میں نے آپ سے تعلیم بھی حاصل کی اور آپ کی کئی ایک دوسری کرامات دیکھ کر میں بیعت ہو گیا۔

جانور بھی آپ کا احترام کرتے تھے۔

یہ بات شاید وعادل ہے کہ جب کوئی مومن ولی کامل کا مقام حاصل کر لیتا ہے تو پھر اللہ کریم کے حکم سے تمام مخلوقات کے دل میں اس ولی کامل کا احترام ڈال دیا جاتا ہے اور تمام مخلوق ان کے تابع ہو جاتی ہے اور ہر چیز ان کا احترام کرتی ہے۔

اسی طرح تمام جانور بھی آپ کے کلماتِ علمیہ سے واقف تھے اور ادب و احترام کو اپنے لئے باعثِ سعادت سمجھتے تھے۔

ایک دفعہ محدثِ اعظم پاکستان رضی اللہ تعالیٰ عنہ چاک ٹوانہ تشریف لے گئے۔ مولانا محمد منشاہ صاحب، مولانا سید عاشق حسین صاحب اور دیگر اصحاب بھی ہمراہ تھے۔ جب گاؤں کے درمیان میں پہنچے تو

کہ کئی مخالفین بھی دیکھ کر عیش عیش کراٹھے کہ واقعہ ہی مولانا سرور احمد صاحب نے ساری زندگی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی اور یہ اُسی خدمت کا ہی مسلک ہے کہ آج ان کے جلنے پر بھی لڑ کی ہار شہر ہو رہی ہے۔

علامت اور لقابہت

سلسلہ درس و تدریس اور وعظ و تقریر کی محنت سے حضرت قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت ناساز ہو گئی اور کمزوری بڑھنے لگی۔ لیکن تدریس و تقریر کے سلسلے میں فرق نہ آیا اور آرام کے لئے وقت نہ ملا اور صحت بے حد بگڑ گئی۔

۲۵ صفر ۱۳۸۰ھ کو عرس قادری رضوی کے موقع پر آپ کو سہارا دے کر جلسہ گاہ میں لے جایا گیا۔ حاضرین و احباب و مریدین آپ کی ناسازی طبع سے سخت مغموم ہوئے۔ اختتام جلسہ پر دوبارہ سہارا دے کر دولت کدہ پر لایا گیا۔ لیکن آپ سہارا لینا پسند نہیں فرماتے تھے اور خود آہستہ آہستہ چل کر تشریف لائے اور عرس کا تبرک صابنہ مبارکہ فضل رسول صاحب سے تقسیم کر دیا۔

عرس کے بعد آپ مری تشریف لے گئے اور مری سے ایبٹ آباد جانے سے صحت کافی حد تک درست ہو گئی اور بالکل تندرست نظر آنے لگے۔ آتے ہی آپ نے حسب سابق سلسلہ درس و تدریس شروع فرمایا اور اہل حدیث کانفرنس کے جواب میں عدیم المثال عرس اہم نظم

کرایا جو دھوبی گھاٹ کے وسیع میدان میں منعقد ہوا اور عظیم اجتماع کا حامل تھا۔ اگلے روز مرکزی سٹی رضوی جامع مسجد میں ایک بہت بڑے نئے دارالحدیث کا افتتاح فرمایا۔

تمام اکابرین نے چند ماہ مسلسل آرام کرنے کے لئے ملتان گھار شس کی اور صحت کے لئے دعائیں بھی مانگیں۔

چنانچہ آپ نے ڈیڑھ دو ماہ تک آرام بھی فرمایا درجہ حدیث شریف کے طلباء کو گاہے بگاہے درس بھی دیتے رہے۔ کچھ دنوں کے بعد جامعہ رضویہ مظہر اسلام کے سالانہ جلسہ دستاویزات میں طلباء کی دستار بندی اور مجتہد پوشی کے وقت آپ کو سہارا دے کر جلسہ میں لایا گیا تو آپ بہت مشرور تھے اور سٹی رضوی جامع مسجد کے حسین و جمیل منبر پر رونق افروز ہوئے۔ دستار بندی کے بعد نماز ادا کی گئی اور پھر آپ کو فوراً آرام کے لئے گھر پہنچایا گیا۔

کراچی میں علاج معالجہ

جب علامت نے اور پکڑا اور صحت زیادہ کمزور ہو گئی تو کراچی کے عقیدت مند اصحاب نے کراچی کے حکیم علاج کرانے کی پیش کش کی اور آپ کراچی تشریف لے گئے۔ کراچی میں ڈاکٹر کرنل شاہ کے زیر علاج رہے اور تقریباً دو ماہ بعد صحت یاب ہو کر لاہور واپس تشریف لائے۔ لاہور میں ہر طرف صحت یابی کا جشن منایا گیا۔ محافل قائم ہوئیں اور تقاریب منعقد ہوئیں۔

ایک روز توکل ٹریڈنگ کمپنی والے محمد انور صاحب تشریف لائے تو ارشاد فرمایا،

”محمد انور صاحب میں ایک مہینہ اور کراچی میں مہمان ہوں۔ آپ بھی ہمارے ہاں لائپور چلیں۔ ایک ماہ بعد محمد انور صاحب حاضر خدمت ہوئے تو فرمایا، علامہ انصاری صاحب کے اصرار پر پندرہ روز اور بڑھادیشے ہیں۔ اب پندرہ روز کے بعد روانگی ہوگی“

چنانچہ ٹھیک پندرہ روز بعد آپ کا وصال ہوا۔

وصال مبارک

۲۵ رجب المرجب تک طبیعت بہت خراب تھی۔ لیکن ایک روز نماز عصر کے بعد طبیعت خراب ہو گئی اور عدالت پھر عود کر آئی۔ کمزوری بڑھ گئی۔ اور رفتہ رفتہ یہ عالم ہو گیا کہ زبان مبارک پر سولہ شہد شہد کے کچھ نہ آتا تھا۔ آپ کی اس حالت کی خبر پاکر کراچی کے علما نے کرام و مشائخ عظام اور عقیدہ مند جمع ہو گئے۔

ڈاکٹر صدیقی صاحب نے ڈاکٹر مشتاق صاحب کو بلایا۔ جنہوں نے انجکشن دیا۔ آپ کو قے آنے لگی تو آپ نے صرف ”مولوی معین“ فرما کر پہلو بدل لیا اور پھر زبان مبارک سے اللہ ہو کا ورد جاری ہو گیا۔ حضرت قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت پر استغراق کا عالم طاری تھا۔ صرف اللہ ہو اللہ ہو کی ضربات زبان پر جاری تھیں۔

اشتیاق وصال حبیب بے حد بڑھ چکا تھا اور پھر بار بار ناقابل برداشت تھا۔ اچانک طبیعت پھر ناساز ہو گئی اور مرض مزید اضافہ ہونے لگا۔ ایسٹ آباد اور ہری پور ہزارہ برائے تبدیلی آب و ہوائے علیا گیا۔ لیکن طبیعت کو سکون نہ ہوا تو ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار عالیہ میں حاضری دیتے ہوئے لائپور تشریف لائے۔

دوبارہ کراچی میں تشریف آوری

لائپور پہنچ کر کمزوری اور بڑھ گئی تو چند اصحاب اور صاحبزادہ محمد فضل رسول صاحب کے عرض گزار ہوئے۔ ۱۹ اکتوبر ۱۹۶۲ء کو بعد نماز جمعہ بذریعہ شاہین اکیسپریس عازم کراچی ہوئے۔ ڈاکٹر یحیٰ بن عبدالغنی صاحب کے کلینک میں قیام فرمایا اور ڈاکٹر شاہ کا علاج شروع ہوا۔ چند روز کے علاج سے طبیعت پھر سنبھلنے لگی اور آپ بار بار مولانا معین الدین صاحب سے فرماتے۔

”مولوی معین مجھے ابھی لائپور سے چلو میں نہیں چاہتا کہ بعد میں تم کو لے جانے میں دشواری ہو۔ پھر جانے کا کیا مزہ جب سب اجاب کہیں کہ اب انہیں پہنچانا چاہیے“

اسی اثنا میں ڈاکٹر مشتاق احمد صاحب کا علاج شروع کر دیا گیا۔ ڈاکٹر صاحب نے بڑے خلوص اور ہمدردی سے علاج شروع کیا اور آپ کی طبیعت کچھ سنبھلنے لگی اور خود بخود اٹھنے بیٹھنے لگے۔ لیکن آپ لائپور واپسی کا اصرار فرما رہے تھے۔

آخری لمحات قریب تھے۔ مولانا معین الدین صاحب نے سورۃ یسین تلاوت کی۔ قصیدہ غوثیہ، درود تاج، شجرہ قادریہ ضویر پڑھا۔ اور کان میں آذان دی۔

ڈاکٹر مشتاق صاحب کے مشورہ پر بعد مشکل آکسیجن مہیا کی گئی۔ آکسیجن دینے سے اللہ عزوجل کی آواز دوبارہ صاف ہو گئی۔ آپ کو دو مرتبہ پانی پلایا گیا تو آپ نے بسم اللہ پڑھ کر دو ایک گھنٹہ پیشے صاحب زادہ محمد فضل رسول صاحب بھی لاٹپور سے تشریف لائے تھے۔ سید میر عبد القادر صاحب سیف عراق بھی اس وقت موجود تھے۔ آپ کی حالت اس وقت تازہ تھی۔ عقیدت مند آپ کے گرد حلقہ بنائے کھڑے تھے اور کلمہ طیبہ کا ورد کر رہے تھے۔

قاری محبوب رضا صاحب نے سورۃ یسین کی تلاوت شروع کی ابھی چند آیات مبارکہ ہی تلاوت کی تھیں کہ آپ نے آخری مرتبہ اللہ فرمایا اور وصل حبیب کی لذتوں سے ہمکنار ہوئے۔

”إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ“

یہ رجب المرجب کی آنتیسویں شب تھی اور ایک بیچ کو چالیس منٹ کا وقت تھا۔ جب شب چہار دم کا وہ مکمل جو پوری تابانی کے ساتھ عالم سنیت پر ضو پاشی اور نثرنگاں علوم کی سیرانی فرما رہا تھا۔ گہن میں آیا۔ اور اس وقت جب کہ اس ہر کمال کی پیشتر سے بڑھ کر ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ آہ آسمانِ رضویت کا وہ درخشندہ ستارہ

ٹوٹا۔ جس کی ہدایات پورے عالم اسلام کے لئے مشعل راہ تھیں آہ علی سے اہلسنت کی آنکھیں اشک بار تھیں، غلام و مریدین۔ احباب و متعلقین کے قلوب مضطرب تھیں۔ آہ آفتاب شریعت۔ ماہتاب طریقت ہماری ظاہری نظروں سے اوجھل ہو گیا اور ان کا وہ جمال آراء اور مقدس و نورانی چہرہ جس میں حقانیت اہلسنت کا آفتاب جلوہ مکن تھا ہماری نظروں کے سامنے نہیں۔

رحلت پر طریقت الامام فریاد ہے
چشم پر غم ہو ششم گم دنیا سے دل برباد ہے

کراچی میں نماز جنازہ۔

آپ کے وصال مبارک کی خبر بذریعہ ٹیلی فون لاٹپور پہنچا دی گئی۔ وہاں سے مولانا عبد القادر صاحب نے ملک کے اطراف و جواہر میں بذریعہ تار و ٹیلی فون خبریں روانہ کر دیں۔

اختیارات نے آپ کی رحلت کی خبر شائع کی۔ ریڈیو پر بھی آپ کے وصال مبارک کی خبر نشر ہوئی۔ کراچی اور کراچی کے قرب و جوار کے عقیدت مند نماز جنازہ ادا کرنے کے لئے جمع ہونے لگے جسٹ علامہ عبد المصطفیٰ صاحب ازہری، مولانا محمد معین الدین صاحب قادری رضوی، مولانا قاری محبوب رضا صاحب، محمد شفیع صاحب قادری، مولانا مفتی محمد عمر صاحب نعیمی، مولانا مفتی ظفر علی صاحب نعمانی اور صوفی اللہ رکھا

وغیرو نے بل کر غسل مبارک دینے کا شرف حاصل کیا اور مولانا محمد
معین الدین صاحب کا مدینہ منورہ سے لایا ہوا پیش کردہ کفن پہنایا
گیا۔ مفتی محمد عمر صاحب نعیمی نے کفن مبارک پر کلمہ طیبہ علامہ
عبدالمصطفیٰ صاحب انہری نے یا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ اور
مولانا محمد معین الدین صاحب نے یا غوث اعظم دستگیر پیر ماتھر کیا۔
کیونکہ قاری محبوب رضا صاحب ایک مرتبہ صوفی جلیل قادری رضوی کی
لکھی ہوئی حضور غوث پاک کی منقبت پڑھ رہے تھے جب اس
شعر پہنچے۔

سے عزیز و کر چکو تیار جب میرے جنازے کو
تو فکھ دینا کفن پر نام والا غوث اعظم کا

تو آپ نے ارشاد فرمایا:
”مولوی معین یاد رکھنا میرے کفن پر سکر غوث اعظم
کا نام ضرور لکھنا“

لاہور پہنچ کر حضرت قبلہ شیخ الحدیث کا مدینہ پاک سے لایا
ہوا کفن مقدس پہنایا گیا اور پہلے کفن کو کفن رہنے دیا۔

جنازہ تیار کر کے آرام باغ لایا گیا۔ نماز جنازہ کے فرائض جگر گوشہ
صدر الشریعت حضرت علامہ مولانا شاہ صاحبزادہ عبدالمصطفیٰ صاحب انہری
رضوی شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی مدظلہ نے انجام دیتے بغیر

عراق پیرزادہ عبد القادر صاحب گیلانی۔ علامہ مفتی محمد عمر صاحب مدظلہ
علامہ مفتی محمد ظفر علی صاحب۔ علامہ عبدالحامد صاحب بدایونی، مولانا شاہ
ضیاء القادری صاحب بدایونی اور دیگر علماء کرام نے نماز جنازہ میں شرکت
فرمائی۔ نماز جنازہ کے بعد چہرہ انور کی زیارت کرائی گئی بعدہ آپ کے
جسم اطہر کو تابوت میں رکھا گیا اور اسٹیشن کی طرف روانہ ہوئے۔ راہ
میں نعت نوحانی ہوئی۔ اسٹیشن پر صلاۃ و سلام ہوئے اور شاہین کے
ایک ریزرو ڈبے میں آپ کا تابوت مقدس رکھا گیا۔

لاہور کو روانگی

گاڑی آہستہ آہستہ لاہور کی طرف چلنے لگی جب گاڑی
کوٹری پہنچی تو عشاق کا ایک عظیم اجتماع زیارت کے لئے اسٹیشن
پر موجود تھا۔ اسی طرح حیدر آباد، شہداد پور، نواب شاہ، غیر پور
سٹیشنوں پر بھی ناظرین کے ہجوم موجود تھے جب روٹری پہنچے تو
ہجوم نے گاڑی کو گھیر لیا اور مصطفیٰ جان رحمت پر لاکھوں سلام پڑھنا
شروع کیا۔ رحیم یار خاں، خانپور اور دوسرے اسٹیشنوں پر لوگوں نے
زیارت تابوت مقدس کا شرف حاصل کیا اور تقریباً ہر اسٹیشن سے
علماء و اکابرین گاڑی میں سوار ہوتے رہے تاکہ لاہور میں نماز جنازہ
میں شرکت کر سکیں جن اسٹیشنوں پر گاڑی نہ رکی۔ ان اسٹیشنوں پر
بھی دو رویہ لوگوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگے ہوئے تھے۔ وہ لوگ
اپنے محبوب کی سواری کو دیکھ کر ہی دل کی پائیں بھانے کے لئے کھڑے

دیکھ کر عیش عیش کر لے تھے۔

بارش النوار تجلیات

جناب شیخ الحدیث کے تابوتِ مقدس پر مخصوص نور کے چھاپہم بارش ہو رہی تھی اور دن کی روشنی میں اس نورانی چھوٹا کو سب دیکھ رہے تھے۔ جب یہ بے مثال جلوس گھنٹہ گھر پہنچا تو یکایک اسی نور نے دھیر چادر کی صورت اختیار کر لی اور سارا تابوت اسی میں چھپ گیا۔ چمکیلے تانبے کے باریک پتروں کی طرح نور کی سنہری کرنیں اس طرح تابوت پر گھری رہی تھیں کہ ہزاروں نے تعجب سے اس آسمانی رحمت کو دیکھا۔ نور کی اس لطیف اور غمگین دھند میں جب جنازہ چھپ گیا تو جنازہ اٹھانے والوں کو پکار کر ایک دوسرے سے پوچھنا پڑا کہ تابوت کہاں گیا۔

چند لمحات ہی کیفیت رہی پھر پاؤں کی طرف سے کمان کی طرح نور اڑا اور لوگوں کو سب کچھ نظر آ گیا۔

اس واقعہ کے عینی شاہد ہزاروں کی تعداد میں ہیں جن میں مخالفین بھی شامل ہیں۔

ربائش گاہ میں آمد

جب آپ کا تابوت مبارک آپ کی ربايش گاہ واقعہ جامعہ رضویہ مظہر اسلام میں لایا گیا اور کھولا گیا تو کمرہ معطر ہو گیا۔ کراچی میں تابوت

تھے۔ اور چھوٹوں کے بار بونگی کی طرف پھینک رہے تھے۔

لائپور کے سٹیشن پر لوگ صبح ہی سے جمع ہو رہے تھے اور حد بگاہ تک لوگوں کا جم غفیر نظر آ رہا تھا۔ جب گاڑی سٹیشن کے قریب آئی تو رفتار دھیمی ہو گئی اور بمشتاق و مضطر لگا ہی چشم برافہیں فرما گاڑی کی طرف اٹھیں اور فضا العزمہ نکھیر و رسالت کے فلک فکاف نعروں سے گونج اٹھی۔

جب حضرت قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے تابوت مبارک والا ڈبہ سامنے آیا۔ ہر پیر و جوان کی عنانِ صبر ہاتھ سے چھوٹ گئی اور سب دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ بڑی حفاظت و احتیاط کے ساتھ تابوت کو اتار کر میت اٹھانے کی چارپائی پر رکھا گیا اور اس چارپائی کے ساتھ لمبے لمبے بانس باندھ دیئے گئے تاکہ زیادہ سے زیادہ معتقدین کو کندھا دینے کی سعادت حاصل ہو سکے۔

لاکھوں کا عظیم مجسمہ سب و ہمید اور کلمہ شہادت پڑھتا ہوا جنازہ کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ مجسمہ بالنسوں پر ٹوٹ رہا تھا۔ اور ہاتھ لگانے کی قدرت نہ رکھنے والے چھوٹوں کے ہار جنازے پر پھینک رہے تھے۔ قائد اہلسنت کا یہ عظیم شکر چلتے چلتے کچری بازار کے اندر داخل ہوا۔ سخت بھڑکی وجہ سے چلنا دشوار تھا۔

عورتیں اور بچے کھڑکیوں سے لفظا کر رہے تھے۔ اچانک لوگوں کی نظر میں تابوت کی طرف اٹھیں اور اپنے پرانے سب اس منظر کو

تین لاکھ سے زائد تھی اور زندگی بھر آپ کی مخالفت کرنے والے بھی آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کر کے طالبِ برکت و سعادت ہوئے۔
آخری زیارت مبارکہ

نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد آپ کا جسدِ مبارک سستی رضوی جامع مسجد سے ملحقہ جامعہ رضویہ کے کمرے میں رکھا گیا۔ آپ کے رُخِ انور کی زیارت کرنے والوں کا بے پناہ ہجوم تھا پولیس افسر کا ر بھی ہجوم پر قابو نہ پاسکے۔ زیارت کرنے والوں کو ایک دروازہ سے داخل کیا جاتا اور دوسرے دروازے سے نکالا جاتا۔

آپ کا مُسکراتا ہوا رُخِ انور دیکھ کر لوں محسوس ہوتا کہ ابھی حسبِ عادت طیبِ طیب کے مبارک کلمات ارشاد فرمائیں گے۔ چہرہ اقدس کا رنگ گلابی اور گلاب کے پھول کی طرح پھولوں میں گھرا ہوا تھا۔ اس حسین اور دلنواز منظر کو جو دیکھتا دیکھتا ہی رو جاتا اور ہنسنے کا نام نہ لیتا۔ مجبوراً اسے ہٹا کر دوسرے کو زیارت مبارکہ کا موقع دیا جاتا۔ اس انتظام کے باوجود ہزاروں عقیدت مند شرفِ زیارت نہ حاصل کر سکے۔

آخر کی آرام گاہ

سستی رضوی جامع مسجد کے پہلو میں نئے دارالحدیث کے زیرِ سایہ آپ کی قبرِ نورانی کی گئی۔ نمازِ عشاء کے بعد آپ کو اس

مبارک میں آپ کا جسدِ اطہر رکھنے وقت آپ کی آنکھیں بند تھیں اور جب تابوت کھولا گیا۔ اس وقت بھی موجود حضرات نے دیکھا کہ آنکھیں بند تھیں۔ لیکن جب جسدِ اطہر کو چارپائی پر رکھا گیا تو ایک آنکھ کھول اور اپنے دارالطالعہ کا مطالعہ فرمایا۔

یاد رکھئے کہ آپ نے سچ کو دکھایا کہ آپ فرمایا کرتے تھے۔
”إِن أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا يَمُوتُونَ وَلَكِنَّهُمْ
يُنتَقِلُونَ مِنْ دَارٍ إِلَى دَارٍ“

”یعنی اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے

گھر تشریف لے جاتے ہیں“ تقریباً پانچ منٹ تک آنکھ کھلی رہی اس کے بعد بند ہو گئی۔

لاٹپور میں نماز جنازہ

مکان سے دوبارہ جنازہ اٹھا کر دھوبی گھاٹ لایا گیا۔ جنازے کے ساتھ بڑے ہجوم تھا۔ لوگ جنازے کے بالنوں کو ہاتھ لگانے کو ترس رہے تھے اور مولانا عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے صاحبزادہ صاحب سے اجازت طلب کر کے دھوبی گھاٹ کے وسیع میدان میں پاکستان بھر کے مشائخِ عظام اور علماء کرام کی موجودگی میں اپنے استادِ محترم کی نماز جنازہ پڑھانے کی سعادت حاصل کی۔ اخباری اطلاع کے مطابق ابھی نمازِ جنازہ ادا ہوئی تھی کہ شہر کے لوگوں کی تعداد

عالمگیر علمی روحانی تعلیمی تبلیغی فیضان کی ایک تھلک

استاذ الاساتذہ شیخ الشیوخ علامہ ابوالفضل محمد سرور احمد صاحب قادری رضوی چشتی صابری محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قیام پاکستان سے قبل بریلی شریف کے دورِ تدریس میں اور قیام پاکستان کے بعد لاہور پاکستان میں وہ عظیم جلیل بے مثال ولا جواب تعلیمی تدریسی خدمات انجام دیں کہ آج پوری دنیا میں اس کے واضح اور نمایاں اثرات نظر آ رہے ہیں۔ پاک و ہند کا کوئی بھی بڑا چھوٹا مدرسہ علمی و دینی درس گاہ کوئی جامعہ کوئی دارالعلوم ایسا نہیں جس میں محدثِ عظیم پاکستان کے خلفاء و تلامذہ اور اب تلامذہ در تلامذہ تدریسی تعلیمی خدمات انجام نہ دے رہے ہوں چند اہم تلامذہ و خلفاء کا انتہائی مختصر اجمالی تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

سے دیکھئے جس کو وہ نجم سماں علم ہے
یہ دلہن ہوتے کہ انجم خانہ شیخ الحدیث

پنی رہے ہیں تشہ لب پیمانہ شیخ الحدیث
قادری میخانہ مینخانہ شیخ الحدیث

نبرہ اعلیٰ حضرت محدث ابراہیم رضا خان صاحب جیلانی میاں علیہ الرحمتہ
مفتی اعظم علامہ شاہ محمد ابراہیم رضا خان صاحب جیلانی میاں علیہ الرحمتہ

اپنے والد ماجد شیخ الانام محبت الاسلام مولانا شاہ محمد عابد رضا خان صاحب

آخری آرام گاہ میں لایا گیا۔
عبدالمصطفیٰ ازہری اور مولانا محمد عبد القادر صاحب اور صاحبزادہ
قاضی محمد فضل رسول صاحب دیگر احباب سے آپ کے جسم مبارک کو
لحہ شریف میں لٹایا۔ یہ منظر بشارتِ آمیز تھا اور لاکھوں آنکھیں شکبار
تھیں اور زبان پر لکھ رہی تھیں۔
آپ کا مزار پاک حضرت حاجی رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کے
زیرِ تصویر ہے۔

سے نور شاہ مسجد و مدرسہ خالقہ ہے
کہ دروے بود قیل و قال محمد
(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ایک طرف سنی رضوی جامع مسجد ہے اور دوسری طرف
دارالحدیث۔

آپ کے وصال مبارک پر قل شریف اور چہلم اور عرسِ حدیث
شیخ الحدیث کے موقع پر اخبارات نے خاص ایڈیشن شائع کئے اور ہر
مکتب لکھنے تعزیتی جلسے کئے۔



بریلوی علیہ الرحمۃ کے خلفاء اکبر و سجادہ نشین تھے۔ زبردست عالم فاضل و محقق و مفسر تھے۔ سیدنا حجتہ الاسلام کے بعد اعلیٰ حضرت کے دارالعلوم جامعہ رضویہ نظر اسلام کے ہبتم و شیخ الحدیث بھی رہے۔ امام اہلسنت حضرت قبلہ محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کے بریلی شریف قیام و تدریس کے دور میں حضرت محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کے بریلی شریف قیام و تدریس کے دور میں حضرت محدث اعظم سے شرف تلمذ حاصل کیا اور ہزاروں علماء کو فیض یاب فرمایا۔ اور ماہنامہ اعلیٰ حضرت بھی جاری فرمایا۔
(مفتی اعظم اور ان کے خلفاء صلاً و میرت مفسر اعظم مطبوعہ بریلی شریف صلاً)

حضرت علامہ تحسین رضا خان بریلوی مدظلہ کا بیان ہے محدث اعظم اپنے ساتھ اپنی سند پر بیٹھا کر پڑھاتے تھے۔

بیرہ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ محمد رضا نعمانی میاں علیہ

صاحبزادہ و خلف اصغر حضرت حجتہ الاسلام قدس سرہ قیام پاکستان تقسیم ہند کے بعد کراچی میں وصال فرمایا۔ حضرت سیدی محدث اعظم پاکستان سے بریلی شریف میں درس نظامی کی تعلیم حاصل فرمائی۔

(مکتوب سیدنا حجتہ الاسلام بنام محدث اعظم و کتابت حضرت اعظم)

فقیہ کبیر شارح بخاری علامہ مفتی محمد شریف اسحق امجدی رضوی مدظلہ العالی

حضرت صدر الشریعہ فقیہ الاعظم مولانا علامہ محمد امجد علی رضوی مصنف

بہار شریعت قدس سرہ کے مصنف اور خلیفہ ہیں۔
دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف میں حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ سے دورہ حدیث شریف دیگر علوم عربیہ کی تعلیم حاصل کی حضور حافظ مکت علیہ الرحمۃ بھی آپ کے اساتذہ میں ہیں۔
دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف جامعہ الوار القرآن، ہلام پور گوندہ یوپی میں تدریس و افتاء کے فرائض انجام دینے کے بعد آج کل جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ یوپی میں صدر دارالافتاء اور تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

بخاری شریف کی بڑی زبردست شرح نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری بھی لکھی ہے۔ نائب مفتی اعظم ہیں مدتِ تدریس سیدنا مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ کے دارالافتاء میں نائب مفتی اعظم کے فرائض انجام دیتے۔ زبردست مناظر و مصنف ہیں۔
(خلفاء مفتی اعظم ص ۲۸)

شیخ المعقول استاذ الاساتذہ علامہ رسول رضوی مدظلہ العالی

سابق شیخ الحدیث مرکزی جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد محدث اعظم قدس سرہ کے ارشد تلامذہ و خلفاء میں سے ہیں۔ دارالعلوم حزب اللہ لاہور میں صدر المدین اور جامعہ حضرت میاں شہید محمد شرف پوری۔ مدرسہ حنفیہ فریدیہ بصیر پور میں تدریس کے فرائض انجام دے چکے ہیں ہزاروں علماء آپ کے شاگرد ہیں امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان کے وصال

کے بعد جامعہ رضویہ منظر اسلام میں شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔ آج کل فیصل آباد میں جامعہ رضویہ چلا رہے ہیں۔

امام اہلسنت محدث اعظم علیہ الرحمۃ کے داماد ہیں۔
(کتاب محدث اعظم دینی آواز ناچھوڑا دیا)

بھارتی شریف کی شرح التفسیر التجاری بھی تحریر فرمائی۔
(ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ اپریل ۱۹۹۸ء)

نورالحقین بحر العلوم علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری علیہ الرحمۃ

سیدی حضور صدر الشریعہ قدس سرہ مصنف بہار شریعت کے خلف شہیر ہیں اجمیر مقدس اور بریلی شریف میں امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ اکثر درسی کتابیں اپنے عظیم المرتبت والد گرامی سیدنا صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب قدس سرہ سے پڑھیں۔ جامعہ ادھر مصر اور مدرسہ حنفیہ سعیدیہ سعیدہ کا دول علی گڑھ میں بھی تحصیل علم فرمائی۔ جامعہ اشرفیہ مبارک پور دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف جامعہ محمدی شریف جھنگ جامعہ رضویہ منظر اسلام مارون آباد اور دارالعلوم امجدیہ کراچی میں عظیم تدریسی خدمات انجام دیں سینکڑوں علماء نے آپ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔

(کتاب خلف مفتی اعظم منشا و محدث اعظم پاکستان ماہنامہ اعلیٰ حضرت
ماہنامہ لوری کون بریلی دینی آواز ناچھوڑا دیا)

استاذ العلماء علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ: بلند پایہ محدث و

مفسر و مدرس تھے حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی غفرلہ بہار شریعت اور امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان کے ارشد و قابل فخر تلامذہ میں سے ہیں۔ مقبول عام شیعہ لہ اخطیب و مصنف تھے جامعہ محمدیہ حنفیہ امر وہ۔ دارالعلوم شاہ عالم گجرات احمد آباد ہند جامعہ شریفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ اور دارالعلوم فیض الرسول برلڈن شریف ضلع سدھارت، نگر ٹوپی میں تعلیمی تدریسی خدمات انجام دیں۔ اکثر جگہ صدر مدرسین و شیخ الحدیث رہے سینکڑوں علماء نے آپ سے فیض حاصل کیا جو خود بھی استاذ العلماء بن گئے۔

(کرامات صحابہ دماہنامہ اشرفیہ مبارک پور دینی آواز ناچھوڑا
مہاراشٹر)

استاذ العلماء فاضل جلیل علامہ محمد ثناء اللہ محدث مسوقی علیہ

امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان کے ارشد تلامذہ سے تھے۔ اکثر کتب حضور سیدنا صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب غفرلہ سے پڑھیں۔ امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ کے بعد دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف میں محدث و صدر المدرسین مقرر ہوئے۔

بریلی شریف کے بعد شونا تھ بھی وغیرہ مقامات پر تدریسی خدمات انجام دیں۔ محدث اعظم سے بریلی دور میں تعلیم حاصل کی۔
(ماہنامہ دینی آواز ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ
لونی، ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف)

شمس العلماء علامہ مفتی محمد نظام الدین ہسپاری

زبردست عالم فاضل و محقق و فقیہ تھے دارالعلوم جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف میں محدث اعظم پاکستان امام اہلسنت مولانا محمد عبدالاحد صاحب قدس سرہ سے پڑھا۔ جب بریلی شریف میں منظور منجھلی سے محدث اعظم کا مناظرہ ہوا اور منظفہ منجھلی نے منطق کے موضوع پر عام چیلنج کیا تو مولانا مفتی محمد نظام الدین صاحب نے صرف ایک سوال کر کے منظفہ منجھلی کو الجواب و بدحواس کر دیا۔

آپ نے محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کے علاوہ مجاہد ملت علامہ محمد حبیب الرحمن قادری رضوی الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی تعلیم حاصل کی۔ سرسرام کے علاوہ جامعہ سبحانیہ الہ آبادیہ دارالعلوم جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف اور دیگر مرکزی اداروں میں تدریس کے فرائض انجام دیتے۔ خطیب مشرق مصنف شہیر علامہ مشتاق احمد نظامی الہ آباد جہارت آپ کے ہونہار تلامذہ میں سے ہیں۔

حافظ العلوم استاذ العلماء مولانا علامہ سید محمد حلال الدین شاہ بکھی

سیدی امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ کے بریلی شریف دور کے نہایت فاضل و محقق شاگرد رشید تھے۔ بظاہر نابینا ہونے کے باوجود علوم و فنون عمر میں کے حافظ تھے۔ جامعہ نوریہ رضویہ کے نام سے بکھی شریف ضلع گجرات میں زبردست دارالعلوم قائم فرمایا۔

ہزاروں علماء نے آپ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ آپ کے صاحبزادگان میں علامہ سید منظر قیوم شہیدی علامہ سید محمد محفوظ شہیدی سلطان المناظرین علامہ قاری عرفان احمد شہیدی زبردست عالم فاضل محقق اور متصحب سنی بریلی ہیں۔

(کتاب محدث اعظم پاکستان و ماہنامہ سنی آواز ناگپور)

استاذ العلماء علامہ محمد عبدالرشید جھنگوی

امام اہلسنت سیدی محدث اعظم پاکستان کے جلیل القدر تلمیذ ارشد ہیں زبردست مدرس و محقق بے مثال مناظر خطابت و فن تدریس کے ماہر ہیں آپ کے جلیل القدر والد ماجد علامہ محمد قطب الدین جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کو جب معلوم ہوا کہ آپ دورہ حدیث کے لئے دیوبند جانا چاہتے ہیں امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے توسط سے صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیج دیا۔

حضرت صدر الافاضل مراد آبادی قدس سرہ ان دنوں آل انڈیا سنی کانفرنس کے سلسلہ میں بہت معروف تھے۔ انہوں نے مولانا عبدالرشید جھنگوی مدظلہ کو سیدی حضرت محدث اعظم پاکستان کی خدمت میں دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف بھیج دیا اور وہیں آپ نے دورہ حدیث شریف کی تکمیل فرمائی۔ اور دستار فضیلت و سند فراغت حاصل کی اور بعد میں حضور امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی

پوری کے مدرسہ جامعہ نقشبندیہ علی پور سیدال میں صدر مدرس مقرر ہوئے۔

حکیم الامت امیر شریعت علامہ مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب قادری رضوی حضرت علامہ ابوالشاء محمد عبد القادر صاحب الہ آبادی علیہ الرحمۃ جیسے اکابر امت آپ کے شاگرد ہیں۔ بعد میں ضلع جھنگ میں جامعہ قطبیہ رضویہ قائم کیا۔ اور محدث اعظم کی مرکزی کرسی رضوی جامعہ مسجد جھنگ بازار میں خطابت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ محدث اعظم سے سلسلہ قادریہ رضویہ میں خلافت بھی حاصل ہے۔

(کتاب محدث اعظم پاکستان و ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور)

فقہیہ جلیل مفتی محمد مجیب الاسلام قادری

سیدی سندی امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ کے نامور ارشد تلامذہ میں سے ہیں، صدر الشریعت علامہ محمد امجد علی صاحب اعظمی رضوی مصنف بہار شریعت سے بھی شرف تلمذ حاصل کیا۔

۱۳۶۲ھ میں آپ نے دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف میں حضرت محدث اعظم سے دورہ حدیث پڑھا اور مدت مدید تک حضور مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں قادری علیہ الرحمۃ کے رضوی دارالافتاء کے نامور مفتی رہے۔ نہایت خوش نواہیں اور سیدنا مفتی اعظم کے کاتب بھی رہے۔ اور بریلی شریف میں محدث اعظم کے دارالعلوم مظہر اسلام میں درس و تدریس و افتاء کی خدمات انجام دیں۔ آج کل ادوی مٹوانا تھکچھن میں

تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔
(ماہنامہ نوری کرن بریلی شریف محدث اعظم پاکستان بروہی آواز ناگپور)

استاذ العلماء علامہ سید حسین رضا خان بریلوی

برادر اعلیٰ حضرت مولانا حسن رضا خان حسن بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے ہیں۔ آپ کے عظیم المرتبت والد ماجد فاضل جلیل علامہ حسین رضا خان صاحب قبلہ قدس سرہ نے آپ کو تحصیل علم و دورہ حدیث کے لئے جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور (فیصل آباد) محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بھیجا اور جامعہ رضویہ ہی سے فارغ التحصیل ہوئے۔ آپ کی دستار بندی کے جلسہ میں خود حضرت علامہ حسین رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ قبلہ نے شرکت فرمائی۔ ابتدا حضور سیدنا صدر الشریعت مولانا امجد علی صاحب اعظمی رضوی قدس سرہ مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خان صاحب بریلوی حضرت علامہ مفتی شمس الدین جنید رحمانی حضرت مولانا سرور علی خاں عزومیال بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی پڑھا۔ آپ نے دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف جامعہ رضویہ مظہر اسلام بریلی شریف میں ایک عرصہ دراز تک تعلیمی تدریسی خدمات انجام دیں۔

آج کل جامعہ نوریہ رضویہ عید گاہ بریلی شریف میں صدر المدرسین و شیخ الحدیث کے فرائض مراجم دے رہے ہیں۔
سینکڑوں علماء نے شرف تلمذ حاصل کیا۔

رحمان ملت نبیرہ علیہ السلام مفتی محمد رحمان ضیاء خان حائمی

سجادہ نشین سٹم خالقہ عالیہ رضویہ بریلی شریف، مہتمم دارالعلوم جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے خلف اکبر بانی خالقہ عالیہ رضویہ امام حجتہ الاسلام کے نبیرہ (پوتے) ہیں۔ آپ کے عظیم المرتبت والد ماجد اور سیدنا مفتی اعظم (انا صاحبانا) قدس سرہ نے آپ کو تحصیل علم و درس حدیث کے لئے امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان کے پاس لائل پور فیصل آباد بھیجا۔ آپ تین سال جامعہ رضویہ لائلپور (فیصل آباد) میں زیر تعلیم رہے۔

حضرت صدر العلماء علامہ غلام جیلانی لکھنوی اور شہزادہ اعلیٰ حضرت حجتہ الاسلام شہزادہ اعلیٰ حضرت سیدنا مفتی اعظم مولانا علامہ احسان علی صاحب جیسے حضرات آپ کے اساتذہ میں شامل ہیں۔ تین سال محدث اعظم پاکستان کے زیر سایہ تعلیم حاصل کی اپنے والد ماجد مفسر اعظم مولانا جیلانی میاں قدس سرہ کے انتقال کے بعد دارالعلوم منظر اسلام کے مہتمم و صدر مدرس و شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔

سیدنا مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کے وصال شریف کے بعد خالقہ عالیہ رضویہ کے سجادہ نشین ہوئے۔ سینکڑوں طلباء نے آپ سے استفادہ کیا۔ آپ یوپی بریلی شریف سے راجیہ مہجھا کے ایم ایل سی بھی ہوئے۔ آپ دارالعلوم منظر اسلام کو خوب ترقی دی اور مغربی یورپی ممالک اور پاکستان کے تبلیغی دورے فرمائے۔

(کتاب خلفاء مفتی اعظم مطبوعہ مبینی و ماہنامہ نورنی کرن بریلی شریف کتاب محدث اعظم پاکستان)

مفتی اعظم کو ایڈیٹر علامہ مفتی محمد وقار الدین قادری ضوی رحمۃ اللہ علیہ

پہلی صورت یوپی کے رہنے والے تھے۔ بریلی شریف میں امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سرور احمد صاحب قدس سرہ سے شرف تلمذ حاصل کیا پھر دارالعلوم منظر اسلام مسجد نبی جی صاحب بریلی شریف میں تدریس کی خدمات محدث اعظم پاکستان کے زیر سایہ انجام دیں۔ حضور سیدنا محمد الشریعت قدس سرہ سے بھی پڑھا۔ جب قیام پاکستان کے بعد سیدی محدث اعظم پاکستان فیصل آباد (لائل پور) رونق افروز ہوئے تو حضرت علامہ وقار الدین صاحب بنگال (مشرقی پاکستان) چلے گئے۔ بنیت مسکٹ اعلیٰ حضرت کی بے مثال خدمات انجام دیں اور دارالعلوم رضویہ قیام فرمایا۔ سقوط مشرقی پاکستان کے بعد حضرت علامہ مفتی محمد ظفر علی نعمانی ضوی مدظلہ العالی کی رہائش پر دارالعلوم امجدیہ کراچی رونق افروز ہوئے۔ نائب شیخ الحدیث اور مفتی کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیں۔ امیر اہلسنت بانی دعوت اسلامی مولانا محمد الیاس صاحب قادری ضوی نے آپ سے ہی شرف تلمذ اور سلسلہ قادریہ رضویہ میں اجازت و خلافت پائی۔

(رفیق علم دارالعلوم امجدیہ کراچی ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ سنی آواز ناگپور)

(کتاب خلفاء رفیع المقام و کتاب محدث اعظم و ماہنامہ اعلیٰ حضرت)

امیر شریعت حکیم الامت الحاج ابو داؤد محمد صادق صاحب قادری رضوی

امام اہلسنت سیدی محدث اعظم پاکستان قدس سرہ کے ارشد خلفاء و کبار العلماء سے ہیں اور اس شرف میں منفرد ہیں کہ امام اہلسنت محدث اعظم کے خلیفہ اول و خلیفہ بلا فصل ہیں، علم و فضل و زہد و تقویٰ و اتباع شریعت اور جذبہ تبلیغ سنیت و اشاعت مسلت اعلیٰ حضرت میں اپنے زمانہ کے فرد یگانہ ہیں، گوجر والہ کسی زمانہ میں غیر مقلدین و ہامیہ نجدیہ و دیابنہ کا گڑھ تھا۔ آج بفضلہ تعالیٰ آپ کی بے مثال مساعی جمیلہ سے سنیت و رضویت و مسلت اعلیٰ حضرت کا مثالی مرکز بنے نہ صرف پاک و ہند ممالک اسلامیہ بلکہ مغربی یورپی ممالک تک آپ کا علمی و روحانی فیض پہنچا۔

بیشتر ممالک میں آپ کے تلامذہ و مریدین اہلسنت کی نمایاں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آپ کی سرپرستی میں جریدہ حمیدہ اہلسنت کے مقرر و موثر ترجمان رضا مصطفیٰ نے عالمگیر شہرت و مقبولیت و محبوبیت حاصل کی نہ باطل فرقہ ہر جدید فتنہ کا رد و ابطال آپ کا وظیفہ ہے۔

گوجر والہ میں بنام جامعہ حنفیہ رضویہ تدریج العلوم ایک زبردست دارالعلوم قائم فرمایا جہاں سے سینکڑوں مقتدر علماء و خطباء اور شعلہ نوا دلیر و مجاہد مقررین و مبلغین فارغ التحصیل ہوئے۔ متبع سنت و شریعت بزرگ خلوص و ایشار محبت و مروت کا پیکر ہیں، بہر نور مسلت اعلیٰ حضرت پر کار بند رہتے ہیں۔

مناظر اعظم شیر اہلسنت لانا محمد عنایت اللہ قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ

امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان بریلی دور کے ارشد تلامذہ و خلفاء میں سے تھے۔ سیدنا حجتہ الاسلام بریلوی سے شرف بیعت اور محدث اعظم سے خلافت پائی۔

بریلی شریف کے دارالعلوم میں محدث اعظم سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ امرتسر مشرقی پنجاب ہند میں تحصیل پورہ کی جامع مسجد میں امام و خطیب مفتی و مدرس رہے۔ غیر مقلدین کے مناظر اعظم ثناء اللہ امرتسری کو بار بار شکست فاش دی مخالفین اہلسنت کے بڑے بڑے مناظرین کے برح الٹ دیتے۔

دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں بھی مدرس رہے۔ مغربی یورپی ممالک میں تبلیغی دورے اور مناظرے فرمائے۔ سالنگہ میں جسامہ نقشبندیہ رضویہ کے نام سے عظیم الشان دارالعلوم قائم فرمایا اور ایک انتہائی خوبصورت و دلکش جامعہ مسجد تعمیر کرائی جو فن تعمیر کا نادر نمونہ ہے جس کے بلند و بالا مینار پر شجرہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کے مشائخ کرام کے اسماء مبارکہ لکھے ہیں اسی جامعہ مسجد میں آپ کا مزار پڑاوار ہے۔

محقق زباں علامہ سید محمد زبیر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بھی حضرت سیدی محدث اعظم کے فاضل و محقق ارشد تلامذہ میں سے

نئے مولوی سلطان حسن منجھلی کو مناظر میں شکست فاش دی۔ مولانا مفتی لطیف اللہ صاحب اگر دی کچھ عرصہ بعد محدث اعظم کی خدمت میں بریلی شریف حاضر ہو کر آپ کے حلقہ درس میں شامل ہو گئے اور دارالعلوم بریلی شریف سے فارغ التحصیل ہوئے۔

آگے متھرا کے علاقہ میں نمایاں خدمات انجام دے رہے ہیں۔

مخدوم ملت علامہ سبطین رضا خالص صاحب بریلوی

برادر اعلیٰ حضرت مولانا حسن رضا حسن میاں بریلوی علیہ الرحمۃ کے پوتے اور فاضل جلیل علامہ حسین رضا خالص صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلف اکبر ہیں۔ آپ نے بریلی شریف میں حضرت سیدنا محدث اعظم پاکستان اور حضور سیدی صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ سے شرف تلمذ حاصل کیا کچھ کتابیں اپنے والد ماجد اور کچھ کتابیں سیدنا صدر الشریعہ کے بھتیجہ شیخ العلماء مولانا غلام جیلانی عظمیٰ رضوی شمس العلماء علامہ قاضی شمس الدین جونپوری سے پڑھیں۔ سیدنا مفتی اعظم شہزادہ اعلیٰ حضرت شرف بیعت و خلافت حاصل رہے۔

آپ جامعہ عربیہ اہلسنت ناگپور و مہاراشٹر میں بھی مدرس رہے آج کل مدرسہ فیض الاسلام کانپور کشیکل ضلع لیتر بھارت میں دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اپنے استاد محترم محدث اعظم پاکستان کے جانباز و عاشق زاد ہیں گھنٹوں آپ کی جلالت علمی کا تذکرہ فرماتے رہتے ہیں۔

شیخ الحدیث مفتی محمد اعجاز ولی الرضوی رحمۃ اللہ علیہ سیدنا امام اہلسنت

تھے۔ مدلول دارالعلوم رحانیہ اسلامیہ ہری پور ہزارہ میں صدر المدرسین و شیخ الحدیث کے فرائض انجام دیتے۔ سینکڑوں علماء کو فیضیاب کیا۔ بعد میں جکوال میں عظیم دارالعلوم اہلسنت جامعہ اسلامیہ ٹوٹہ کے نام سے قائم کیا۔ زبردست محققانہ پرجوش خطاب فرماتے تھے آپ کا دورہ تفسیر القرآن بہت مشہور تھا۔

استاذ العلماء فقیر شہیر علامہ حافظ محمد احسان الحق قادری رضوی علیہ

زبردست محقق و مدرس بے مثال مناظر اور فن تدریس کے ماہر تھے۔ جامعہ رضویہ مظہر اسلام میں صدر المدرسین نائب شیخ الحدیث کے منصب عظمیٰ پر بھی فائز رہے۔

محدث اعظم علیہ الرحمۃ جامعہ رضویہ سے مناظروں کے لئے اکثر علامہ حافظ احسان الحق قادری رضوی کو بھی بھیجتے تھے ہر باطل فرقہ کے رد و البطل کا ملکہ حاصل تھا۔ بد مذہبوں کے رد میں بڑے محققانہ مضامین لکھتے تھے۔ امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان سے شرف بیعت شرف تلمذ بھی حاصل تھا۔ جامعہ رضویہ سے ہفت روزہ محبوب حق بھی جاری فرمایا۔

فقیر العصر علامہ مفتی لطیف اللہ صاحب آگرہ

محدث اعظم پاکستان قدس سرہ کے بریلی دور کے ارشد تلامذہ سے ہیں۔ آگے ہندوستان میں امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان

میں امام اہلسنت محدث اعظم سے شرف تلمذ حاصل کیا یہ بات اہل حق نے خود فقیر سے ایک خط میں بتائی اور حضرت محدث اعظم پاکستان کے نامور تلامذہ میں حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی سابق شیخ الحدیث دارالعلوم فیض الرسول برائون شریف امد مولانا مفتی محمد جہانگیر راجستھان سے بھی کدی تعلیم حاصل کی مولانا نسیم بدوی دارالعلوم فیض الرسول کے نامور مدرس اور ماہنامہ فیض الرسول کے چیف ایڈیٹر تھے۔

شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی مجددی۔

زبردست مدرس و محدث اعلیٰ درجہ کے مقرر و مصنف تھے کرامات صحابہ نامی کتاب میں آپ نے خود ذکر فرمایا اور تحریر کیا کہ بریلی شریف دارالعلوم منظر اسلام میں حضرت محدث اعظم پاکستان سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ اور متعدد کتابیں پڑھیں صدر الشریعہ کے وطن گھوسی شریف کے رہنے والے تھے۔ صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ سے دورہ حدیث پڑھا۔ مدرسہ محمدیہ خفیفہ امر وہ ضلع مراد آباد دارالعلوم شاہ عالم کجرات دارالعلوم فیض الرسول میں شیخ الحدیث کے فرائض انجام دیتے۔

عالمی مبلغ اسلام علامہ محمد ابراہیم خوشتر رضوی۔

محدث اعظم پاکستان قدس سرہ کے ارشد تلامذہ و خلفاء سے ہیں جمال پور بہار کے رہنے والے ہیں، بریلی شریف میں زیر تعلیم رہے۔ قیام پاکستان کے بعد امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان کے ہمراہ فیصل آباد

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مقدس خالوادہ عالیہ سے تھے۔ بریلی شریف میں امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان سے متعدد درسی کتب پڑھیں۔ شرف تلمذ حاصل کیا۔ اپنے گھر سے بھائی حضرت علامہ مفتی تقدس علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بھی کچھ کتابیں پڑھیں اور بالائی کتب دورہ حدیث جامعہ حافظہ سعیدہ دادوں علی گڑھ میں حضور سیدنا صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا۔ جامعہ نعیمیہ لاہور۔ جامعہ نعیمیہ لاہور میں درس و تدریس فرمائی۔ لاہور جامعہ گنج بخش اور کوشن نگر جامعہ حامیہ رضویہ قائم فرمایا۔ مرکزی جمعیت العلماء پاکستان مفتی اویس رضا روزہ جمعیت لاہور کے نگران رہے۔

حضرت مولانا قاضی محمد شفیع مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ

عظیم عربی سنی یونیورسٹی جامعہ اشرفیہ مبارک پور ضلع اعظم گڑھ یوپی کے ناظم اعلیٰ اور اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک تھے بہترین منتظم تھے ضروری دارالعلوم جامعہ منظر اسلام بریلی شریف میں امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان کے زیر سایہ تعلیم حاصل کی تکمیل حضور حافظ ملت علامہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے فرمائی۔

(فتاویٰ رضویہ دیباچہ مطبوعہ کراچی)

حضرت علامہ محمد صابر القادری رضوی نسیم بستوی۔

نئے رضوی دارالعلوم جامعہ منظر اسلام مسجد نبی جی صاحبہ بریلی شریف

مُربین کا حلقہ وسیع ہے۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

شیخ الحدیث مفتی عبد القیوم قادری رضوی

مرکزی جامعہ رضویہ مظہر اسلام سے تعلیم حاصل کی، مفتی پاکستان علامہ سید ابوالبرکات سید احمد قادری رضوی کے بعد امام اہلسنت محدث عظم پاکستان سے شرف تلمذ حاصل کیا اور دورہ حدیث شریف پڑھا۔ امام اہلسنت محدث عظم ہی سے شرف بیعت حاصل کیا۔ بہت سی کتابیں شیخ المعقول، شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی مدظلہ سے پڑھیں۔ مدت مدید سے مرکزی تنظیم المدارس اہلسنت کے مرکزی ناظم اعلیٰ کے فرائض انجام دے رہے۔ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کو بامعروفیت پر پہنچایا ہے۔

شیخ القرآن شیخ الحدیث علامہ فیض احمد اویسی رضوی

بانی جامعہ اویسیہ رضویہ بہاول پور محدث عظم علیہ الرحمۃ کے نامور فاضل و محقق تلامذہ سے ہیں۔ زبردست محقق و محدث مفتی و مناظر اور پاکستان کے صوبہ سے بڑے مصنف ہیں، گھر سے رضوی بریلری رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔ سینکڑوں علماء کے استاد ہیں۔ مدرسہ اوار العلوم ملتان میں غزالی زماں علامہ احمد مسجد کافلی کی خدمت میں دورہ حدیث پڑھنے آئے تھے۔ اس سال اوار العلوم میں دورہ حدیث نہ ہوا تھا۔ حضرت غزالی زماں علیہ الرحمۃ نے فرمایا لا پور میں ہمارے بریلی شریف

لا پور آئے۔ اور مدت العمر محدث عظم سے تحصیل علوم میں مشغول رہے گوہر خان راولپنڈی منٹگری سہا میواں میں رضوی دارالعلوم اور جامعات قائم کئے سیلون بری لنکا کے بعد آج کل پورٹ لوتھینس فالیشس اور ناچٹر لندن برطانیہ میں کئی رضوی دارالعلوم اور انٹرنیشنل کئی رضوی سوسائٹی کے ذریعہ مسلکی دینی خدمات انجام دے رہے ہیں، عالمی مبلغ اسلام و شیخ طریقت ہیں۔

شیخ الحدیث مفتی محمد حسین قادری رضوی سکھری

امام اہلسنت محدث عظم پاکستان کے نہایت رکی اور فاضل تلامذہ میں سے تھے۔ اندور بھارت کے رہنے والے تھے۔ حضرت علامہ مفتی محمد رضوان الرحمن رضوی مفتی اندور مالوہ سے پڑھ رہے تھے۔ پاکستان کا قیام عمل میں آیا آپ کا سارا خاندان اور برادری پاکستان کو اچھی آگوشی آپ بھی بحیثیت مہاجر کراچی آئے۔ اب تادم حضرت علامہ مفتی محمد ظفر علی نعمانی رضوی کے دارالعلوم امجدیہ میں پڑھے اور پھر دورہ حدیث اور بالائی کتب کی تحصیل کے لئے امام اہلسنت کی خدمت میں جامعہ رضویہ مظہر اسلام لا پور فیصل آباد آئے سکھر بندھ میں پہلے جامعہ قادریہ رضویہ اور پھر جامعہ غوثیہ رضویہ قائم فرمایا۔

سینکڑوں علماء یہاں سے فارغ التحصیل ہوئے۔ علاقہ ہند و بلوچستان میں آپ کا بہت فیض ہے۔ قومی و صوبائی اسمبلی کے ممبر اور مجلس شوریٰ کے ممبر و رکن بھی بنے۔ کراچی سکھر بندھ میں آپ کے

استاذ العلماء مولانا محمد معین الدین شافعی رضوی بمبئی ہندوستان کے رہنے والے تھے امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان کے ارشد تلامذہ و خلفاء میں تھے بریلی شریف میں محدث اعظم پاکستان کی خدمت میں تحصیل علوم کر رہے تھے پاکستان بنانے والی سیدی محدث اعظم پاکستان قدس سرہ کے ہمراہ پاکستان آئے۔ جامعہ رضویہ مظہر اسلام کی تعمیر و ترقی میں اہم کردار ادا کیا بوقت وصال و علاج امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان کی بے مثال خدمات انجام دیں جامعہ رضویہ میں نائب ناظم اعلیٰ رہے اور پھر جامعہ قادریہ رضویہ سرگودھا روڈ کے قیام میں اہم کردار ادا کیا شہزادہ اعلیٰ حضرت سرکار مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خان قدس سرہ کے مرید و خلیفہ تھے

استاذ العلماء العارفین علامہ غلام آسی پیارام پور انڈیا۔ امام اہلسنت محدث اعظم کے فاضل تلامذہ ہے ہیں حضور صدیق شریعت مولانا محمد امجد علی صاحب اعظمی رضوی مصنف ہمار شریعت کے سارے اور رئیس و تقریر و التحریر علامہ ارشد القادری الرضوی مدظلہ کے بڑے بھائی ہیں بریلی شریف میں محدث اعظم پاکستان سے پڑھا اور اب پور انڈیا میں تدریس و طریقت کی خدمات انجام دے رہے ہیں علامہ ارشد القادری علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب اعظمی جیسے اکابر علماء کے استاد ہیں اس طرح یہ حضرات محدث اعظم پاکستان کے پوتے شاگرد ہوئے۔

خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی رضوی آلہ آباد یوپی انڈیا محدث اعظم پاکستان کے نامور تلمیذ ارشد شمس العلماء علامہ مفتی محمد نظام الدین سہرام کے شاگرد رشید زبردست مصنف و مناظر و اہل قلم تھے الہ آباد انڈیا میں دارالعلوم اہلسنت قائم فرمایا اور ماہنامہ پاسان الہ آباد سے جاری کیا کثیرت فاضلانہ کتب کے مصنف ہیں۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

صوفی باصفا علامہ مفتی محمد امین صاحب بانی جامعہ امینیہ رضویہ امام اہلسنت حضرت قبلہ محدث اعظم پاکستان کے متقی و فاضل تلامذہ میں سے ہیں فاضل و محقق ہیں سیدنا محدث اعظم

کے محدث حضرت علامہ محمد سرمد دارالحدیث دامت برکاتہم العالیہ تشریف لائے ہیں۔

ان سے دورہ حدیث پڑھو۔ ابنا علامہ اولیٰ صاحب جامعہ رضویہ مظہر اسلام امام اہلسنت محدث اعظم سے دورہ حدیث اور بالائی کتب پڑھیں۔
(اکابر اہلسنت)

مفسر قرآن علامہ ابوالشاہ محمد عبدالقادر احمد آبادی قادری رضوی (احمد آباد)

گجرات کا ٹھیکہ دار کے رہنے والے تھے۔ احمد آباد گجرات سے محدث اعظم امام اہلسنت کی شخصیت مقدسہ سے متاثر ہو کر ان کے ہمراہ بریلی شریف آئے دینی تعلیم کا آغاز فرمایا۔ قیام پاکستان کے وقت محدث اعظم علیہ الرحمۃ کے ہمراہ ہجرت کر کے پاکستان آئے۔ کچھ عرصہ علی پور سیدان میں پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ پر استاذ العلماء علامہ عبدالرشید رضوی سے پڑھا۔ اور پھر جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور میں حضرت محدث پاکستان قدس سرہ سے تحصیل علوم کی اور دورہ حدیث پڑھا۔

سیدنا مفتی اعظم شہزادہ اعلیٰ حضرت کے مرید و خلیفہ تھے۔ امام اہلسنت محدث اعظم قدس سرہ سے بھی خلافت پائی۔ امام اہلسنت محدث پاکستان کی نماز جنازہ بھی آپ نے پڑھائی یہ بڑی عظیم سعادت ہے بعد میں جامعہ قادریہ رضویہ قائم فرمایا۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

بریلی شریف سیدنا محدث اعظم پاکستان کی اجازت و خلافت سے مشرف ہیں اعلیٰ درجہ کے مدرس و مناظر اور خطیب ہیں۔ گوجرانوالہ میں جامعہ رضویہ قمر الدارس قائم فرمایا۔

شیخ الحدیث علامہ محمد نصر اللہ خاں افغانی افغان قبیلہ کے عظیم علمی فرد افغانستان کے قصبہ و مفتی ہیں اور سابق رئیس افتاء رہ چکے ہیں جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد میں امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ سے شرف تلمذ حاصل کیا مولانا نورانی میاں کے استاد علامہ سید غلام جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور مجاہد ملت مولانا محمد حبیب الرحمن قادری آلہ آبادی علیہ الرحمۃ اور محدث اعظم پاکستان کے نامور شاگرد حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین سہرام سے بھی شرف تلمذ حاصل ہے اعلیٰ درجہ کے محقق و مصنف اور مفتی ہیں آج کل گلشن اقبال کراچی میں سکونت پذیر تالیف و تصنیف میں مشغول ہیں۔

مفتی اعظم خانیوال مفتی محمد اشفاق احمد قادری رضوی امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان کے ارشد تلامذہ سے ہیں سیدی محدث اعظم قدس سرہ سے شرف بیعت بھی حاصل ہے خلوص للیت علم و فضل کا پیکر ہیں فقاہت کا بہتا ہوا دریا ہیں انتہائی منکسر المزاج سادہ طبع ہیں خانیوال کی مرکزی جامع مسجد کے خطیب اور جامعہ غوثیہ جامع العلوم کے مہتمم و شیخ الحدیث ہیں۔ اکثر کتب علامہ منظور احمد صاحب نواں جھنڈ نوالہ سے پڑھیں

شیخ الحدیث مولانا محمد شریف رضوی بھکر محدث اعظم پاکستان قدس سرہ کے ارشد تلامذہ اور نامور مدرس شاگرد ہیں اعلیٰ درجہ کے خطیب و مناظر ہیں۔ امام اہلسنت محدث اعظم علیہ الرحمۃ سے شرف بیعت بھی حاصل ہے جمعیت العلماء پاکستان میں اہم کردار ادا کر چکے ہیں مدرسہ انوار العلوم ملتان میں شیخ الحدیث رہ چکے ہیں امام اہلسنت قبلہ شیخ الحدیث قدس سرہ کے ایام علالت میں جامعہ رضویہ میں قائم مقام شیخ الحدیث رہ چکے ہیں۔

کے عہد حیات میں جامعہ رضویہ کے مفتی تھے مناظر اہلسنت مولانا محمد سعید احمد اسحاق کے والد ماجد اور جامعہ امینیہ رضویہ کے بانی ہیں

شیخ الحدیث مفتی مختار احمد صاحب دیال گڑھی امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان کے فاضل و محقق فیور شاگرد اور بہترین مفتی و مدرس تھے محدث اعظم کے ہم وطن تھے بریلی شریف کے دارالعلوم کے فارغ التحصیل تھے مدتوں مرکزی دارالعلوم جامعہ رضویہ میں مدرس و مفتی رہے بعد جامعہ قادریہ رضویہ میں مفتی و مدرس مقرر ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ

فقہیہ زماں مفتی محمد نواب الدین صاحب امام اہلسنت محدث پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد۔ خلیفہ اور داماد محترم تھے زبردست عالم و فاضل اور مفتی تھے جامعہ رضویہ کے ناظم تعلیمات اور غلہ منڈی فیصل آباد کے خطیب تھے (رحمۃ اللہ علیہ)

شیخ الحدیث مولانا محمد شمس الزمان قادری رضوی امام اہلسنت کے فاضل ہونمار شاگرد رشید اور مخلص و جانثار مرید تھے ثوبہ کے رہنے والے تھے بہترین فقہیہ ہونے کی وجہ سے شیخ الفقہ کے لقب سے مشہور تھے پہلے جھنگ شہر اور بعد میں لاہور مدرسہ کی خدمات انجام دیں پہلے جامعہ نعیمیہ لاہور میں پڑھایا اور پھر سن آباد لاہور میں جامعہ رحیمیہ رضویہ غوث العلوم قائم فرمایا بیدن روڈ لاہور کی عظیم سنی رضوی مسجد تعمیر کرائی اور مدتوں امامت خطابت کے فرائض انجام دیئے۔ جماعت اہلسنت میں اہم کردار ادا کیا (رحمۃ اللہ علیہ)

شیخ الحدیث مولانا سید مراتب علی شاہ امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان کے مجاہد دلیر اور فاضل تلامذہ سے ہیں عارف والا میں دارالعلوم رضویہ حنفیہ زبردست دارالعلوم اہلسنت قائم فرمایا عارف والا فتح کرنے کے بعد سہلو کے ضلع گوجرانوالہ اپنے وطن تشریف لے گئے شیخ الاسلام حافظ خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ ہیں سیدنا مفتی اعظم

سلطان المناظرین علامہ محمد اشرف سیالوی محدث اعظم علیہ الرحمۃ کے فاضل تلامذہ میں سے ہیں آپ نے دورہ حدیث شریف سیدی محدث اعظم علیہ الرحمۃ سے پڑھا۔ اور اس سے قبل کی کتب سید المدرسین حضرت علامہ مولانا عطاء محمد بنیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ سیال شریف کے دارالعلوم میں شیخ الحدیث اور آستانہ عالیہ کی جامع مسجد کے مدت مدید خطیب رہے۔ اب سرگودھا میں ایک عظیم دارالعلوم کی بنیاد رکھی ہے اور تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ جنگ کی مرکزی جامع مسجد میں خطیب میں بہت سی محققانہ اور فاضلانہ کتب کے مصنف ہیں میدان مناظرہ میں مذاہب باطلہ کے بڑے بڑے مناظروں کو شکست فاش دے چکے ہیں۔

شیخ القرآن حضرت مولانا محمد عبدالکریم ابدالوی رضوی خاتما ڈوگراں میں جامعہ چشتیہ رضویہ میں تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے۔ سینکڑوں علماء آپ کے فیض یافتہ ہیں بیکر و فامولانا نور المصطفیٰ رضوی آپ کے بڑے صاحبزادے ہیں۔

استاذ العلماء علامہ صاحبزادہ عزیز احمد صاحب سیالوی کفری شریف ضلع خوشاب کے رہنے والے تھے۔ حضور محدث اعظم علیہ الرحمۃ کے فاضل تلامذہ میں سے تھے۔ جامعہ نقشبندیہ رضویہ سانگہ ہل میں تدریسی و تبلیغی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ سمن آباد فیصل آباد کی مدنی مسجد میں مدت مدید خطیب رہے۔ بڑے فاضل محقق اور بڑے زبردست مناظر تھے۔ رحمۃ اللہ علیہ

استاذ العلماء علامہ مولانا محمد حنیف قادری رحمۃ اللہ علیہ سیدی محدث اعظم کے فاضل و محقق مخلص تلامذہ میں سے تھے۔ جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد میں مدرس رہے پھر جامعہ گیلانپہ رضویہ گلبرگ فیصل آباد بنایا اور تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے اور ایک عظیم جامع مسجد تعمیر کرائی اور آخر وقت تک وہاں خطیب رہے۔ رئیس التقریر و التحریر قادری غلام رسول ایم اے مدیر انیس الہست آپ کے فرزند ارجمند ہیں۔

شیخ الحدیث علامہ سید محمد عبداللہ قادری رضوی سیدی محدث اعظم علیہ الرحمۃ کے محقق و فاضل باوقا تلامذہ میں سے تھے۔ ملتان میں آپ نے بڑا کام کیا جامعہ رضویہ انوار الابرار میں تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

شیخ الحدیث مفتی عبداللطیف قادری رضوی سیدی محدث اعظم علیہ الرحمۃ سے شرف بیعت و تلمذ حاصل کیا۔ بڑے بلند پایہ مدرس ہیں۔ جامعہ حنیف رضویہ سراج العلوم اور جامعہ فاروقیہ رضویہ گوجرانوالہ میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ اب گوجرانوالہ میں مجتہد کے علاقہ میں اپنا دارالعلوم قائم کیا اور تدریس فرما رہے ہیں۔

شیخ الحدیث علامہ محمد عبداللہ مردانوی حضور محدث اعظم کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ شرف بیعت بھی آپ سے ہے گوجرانوالہ میں دارالعلوم جامعہ نعمانیہ رضویہ اور نعمان مسجد آپ کی یادگار ہے

مفکر اسلام علامہ سید زاہد علی شاہ کشمیر کے رہنے والے ہیں۔ حضرت محدث اعظم علیہ الرحمۃ کے فاضل تلامذہ اور خلفاء میں سے ہیں۔ زبردست محقق خطیب ہیں۔ پاکستان برطانیہ میں خدمت دینیہ سرانجام دے رہے ہیں۔ جماعت المسلمت برطانیہ کے صدر ہیں۔

استاذ العلماء علامہ سید زاہد علی شاہ پبلی بھیت انڈیا کے رہنے والے تھے۔ حضرت محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ارشد تلامذہ و خلفاء میں سے تھے۔ سینکڑوں تلامذہ آپ سے فیض یاب ہوئے۔ فیصل آباد گلبرگ میں دارالعلوم جامعہ نوریہ رضویہ جامع مسجد بغدادی آپ کی عظیم یادگار ہیں۔

یہ	قصہ	لطیف	ابھی	اتمام	ہے
جو	کچھ	بیاں	ہوا	وہ	تمہید بیان ہے

محدث اعظم محمد سردار احمد داربار

پے دل دے مقصد پونے نوں میرے شیخ دے وچ دربار آجا
 دن رات سخاوتیں کر دے میرے پیر سخی سردار آجا
 ایہوں دولت ملے شریعت دی۔ ایہوں نعمت ملے طریقت دی
 ایہے بلدی شمع حقیقت دی توں آپروانہ وار آجا
 تیرا دامن دی بھر پور ہو سی تیرا قلب دی نور و نور ہو سی
 تیرے حال تے کرم ضرور ہو سی توں بن کے خدمت گار آجا
 ایہوں دس دریاں دلیاں بستیاں نے ایہے کیف مسرت بستیاں تے
 ایہے جلوہ گراوہ بستیاں نے جو کردیاں بیڑے پار آجا
 ایہوں چشتی قادری رنگ ملدا ایہوں عشق کماون دا ڈھنگ ملدا
 ایہے جو وی مونہوں منگ ملدا ایہوں لٹ کے فیض انوار آجا
 ایہوں جگ نے عشق دی دولت لی۔ ایہوں لٹ لٹ فیض پے دیا گئی
 میرے پیر محدث اعظم جی۔ نہیں ہو رکتے سرکار آجا
 اس درتے غم سب مکرے نے۔ ایہے غوث ولی کئی جھکے نے
 حافظ اس درتے اندیاں ای مل جاندا چین قرار آجا



میرے سردار احمد سخی شہنشاہ عاشق کلاں تے تیرا راج ہے
 سائے شبنمیاں نوں عظمت، بجنتی لسان سنیت دی تیری ذات ہی لاج ہے
 تیرا درمنبع اے فیض انوار دا، توں اس مظہر بریلی دی سرکار دا
 قریب پایا لساں نبی مختار دا، تیرا دیدار عاشق دی معراج ہے
 تیرے درتوں ہزاراں دامن بھرے تیرے صدقے کوڑاں بیڑے تے
 سارا جگ جس نوں جھک جھک سلاساں کرے تیرے سر اوہ عظمت داس تاج ہے
 تیری جھنوں دی آقا ادا لگئی، اوس نوں منزل مدعا مل گئی
 تیری نسبت دی جس نوں جلا مل گئی۔ اوہو پتھر دی پیر تے پکھراج ہے
 بر سدی ایہے بارش ہے انوار دی۔ ایہے آمد بریلی دی سرکار دی
 آج ہے شادی میرے آقا سردار دی، کول چسکد عشق دا داج ہے
 تیری عظمت توں جاواں میں یلہاریاں تیریاں رہن قائم ایہہ سرداریاں
 دُور حافظ دیاں کریں بیماریاں۔ تیرا خادم ایہہ تیرا ہی محتاج ہے



تاجدارِ لاکھپوری دی شان وچ دیہڑ

چھٹی کرن بریلی دیوں چمکی چہار چہرے
شرک تے بدعت والے جگ توں دور ہنیرے
اُج دی فیض دی دولت لکھنے طالب اُن بھیرے
حافظ عشق دا سودا بلدا پیر میرے دے ڈیرے

بخشی شاہ بریلی دے نے آپ نوں شاہ اسواری
دُہن لگی آپ نے بیڑی سُنیاں دی اے تارِی
لا لا آپ نے ضریاں کاری نجدیاں دی مت ماری
شیخ میرے سردار دی حافظ دُنیا نے سرداری

پیر میرے دیاں شانان بھدی ساری خلقت ہاری
عقلاں اتے خیالاں نالوں اُس دی شان نیاری
کمرے سلا ماں پیر میرے نوں جھک جھک خلقت ساری
پیر سخی سردار دی حافظ فکرم رہے سرداری

شمع جَدوں رضادی بلی

کھڑی چہڑی بریلی دے چمن اندر
مہکی لائل پور دِچ اوہ کلی آکے
عاشق ہو گئے پروانیاں وانگ کھٹے
شمع جَدوں رضادی بلی آکے

لائل پور کی آپ نے مُلک بھر دی
روشن کر دتی گلی گلی آکے
جگ جان دا ساری ایہہ سُنیت دی
میرے آقادی گود دِچ بلی آکے

خاک آپ دے روئے دی سمجھ رہ
ہوڑاں قدسیاں نگھتے کلی آکے

میرے پیر دی چوکھٹ نوں اے حافظ
عالم فاضل کی چمڈے نیں ولی آکے

قبلہ شیخ الحدیث سرکار آگئے وسیاحک نون ولیاں دیشاناں دامل
نسبت واسے مریدان نون وسیالے کامل پیراں دی عظمت شاناں دامل
جے نہ آپ اوندے فیر کون دسدا ایہو جے عظیم انساناں دامل
سُنی عالم کی پیر نہیں دے سکدے حافظ آپ دے کدی احساناں دامل

عاشق لئی ہے جام سرور سمجھو واللہ جتنی تحریر رضا دی اے
کھلی والے دے پاک دربار اندر بڑی عظمت تو غیر رضا دی اے
ایہہ علما دی جتنے پئے نظر اوندے ساری ایہہ جاگیر رضا دی اے
حافظ قبلہ محمد سردار احمد ہو بہو تصویر رضا دی اے

اعلیٰ حضرت توں علم د انور لیکے تارے کئی بن کے ماہتاب چمکے
ذرے جتنے دی قدماں دے نال لگے بن کے علم دے درناپ چمکے
محدث اعظم چمکے بے نقاب ہو کے ہووے عالم تے زیر نقاب چمکے
اچ حافظ شریعت دے فلک اتے ایہہ بریلی دای افتاب چمکے

پیندی آپ دی اکھ وچ اکھ نہیں سی پین اپدیاں انج نگاہواں روشن
بہنیرے ہندے سن شیخ الحدیث جتنے اچے تیک نے اوہ جلوہ گاہواں روشن
جنہاں راہواں تے شاہ رضا چلے اوہو کیتیاں آپ نے راہواں روشن
حافظ کیتیاں شیخ الحدیث نے اری ساٹے مڑوہ ایمان دیاں راہواں روشن

جتنے شیخ الحدیث نے قدم دھریاوتھے اگئی سویراے شاماں دی تھاں
ایس ساقی نے علم دے میکشاں نوں ونڈیاں بھر بھر احیاں شاماں دی تھاں
دس گئے نکھر کے وکھو دکھ اے بے ادباں اتے غلاماں دی تھاں
حافظ شیخ الحدیث داپاک روضہ سنیاں لئی اے ادباں سلماں دی تھاں

جَب بھی کیا ہے تذکرہ شیخ الحدیث کا
فیضان شامل ہو گیا شیخ الحدیث کا
پھوٹی ہے جان قبر کے محشر کے خوف سے
جَب سے ملا ہے اسرار شیخ الحدیث کا
مسجد ہو یا شاگرد ہوں یا حسن در سگاہ
ہر کام ہی شہکار تھا شیخ الحدیث کا
اُن کے مرتبہ کی اور کیا ہوگی بڑی دلیل
دشمن ہے لوہا مانتا شیخ الحدیث کا
اپنے تو کیا تھے ہو گئے دشمن بھی سرنگوں
فسن کر کلام جانفزا شیخ الحدیث کا
کردار میں اعمال میں گفت و شنید میں
مرجع تھا دین مصطفیٰ شیخ الحدیث کا
یا رب تو اپنے کرم سے اس کو نواز دے
صائم بھی ہے مدحت سر شیخ الحدیث کا

کراں کی مرتبہ یار و بیان سردار احمد دا
سے ملتا اُن بڑا قدسیاں سردار احمد دا
میں دھوئے نال کہہ سکناں کہ دورِ حاضرہ اندر
ہے اچا ہر نشان نالوں نشان سردار احمد دا
ہے غوث پاک داسایہ سردار احمد دا
ہے تابیوں ہو گیا شیدا جہاں سردار احمد دا
رضا دا فیض بھر بھر بھولیاں سوچنے نے دُر تیا
ہے کعبہ عاشقاں داساں سردار احمد دا
کنا سے نوں جہدے نہ پاسکے عالم زمانے دے
سی ایسا علم بجز بیکراں سردار احمد دا
مُحَمَّد مصطفیٰ دے عشق دی مستی چہ ہر ویلے
گذر دے وقت ہسی بے گماں سردار احمد دا
نہ جانے سُتیاں تے وقت کی آجا دندا صائم
جے ہندا واسطہ تاں درمیاں سردار احمد دا

المدد اے تاجدار اہلسنت المدد
نائب احمد رضا سردار ملت المدد
اک نیا طوفان ارض پاک میں آنے کو ہے
کشتی اسلام سے الحاد ٹکرائے کو ہے
اک طرف سوشل ازم کا ناگ منڈلانے کو ہے
اک طرف مودودیت اک اگ بھڑکانے کو ہے
از طفیل خاتم سلک رسالت المدد
المدد اے تاجدار اہلسنت المدد
اک طرف پریم خدا سے ہے مگر بھوکوں کا غم
پھر علاج شکم مزدوراں لیے پھرتے ہیں سکم
اک طرف قرآن ہے ہاتھوں میں دل میں ہے ضم
بڑھ رہے ہیں منزل انبائیت کے پیچ و خم
راہ نور و جادۂ عشق و محبت المدد
المدد اے تاجدار اہلسنت المدد

اے مرے آقا ہمیں تیری عطا درکار ہے
تیرا عزم آہنی تیری وفا درکار ہے
تیرے سینے کی ترپ جلد تیرا درکار ہے
پھر وطن کو نائب احمد رضا درکار ہے
نائب احمد رضا سردار ملت المدد
المدد اے تاجدار اہلسنت المدد
بندۂ غوثِ بلی، غوثِ بلی کا واسطہ
کشتۂ عشقِ علی، مولا علی کا واسطہ
گلشنِ اسلام کی ہر اک کلی کا واسطہ
واسطہ سب انبیاء کا ہر ولی کا واسطہ
اے نقیب اولیاء مہر ولایت المدد
المدد اے تاجدار اہلسنت المدد
غیر کوہیم کیا کہیں بس میں نہیں اپنا ہی گھر
تیرے خدام کہیں ہیں غیر کی دہلیز پر
ہے سیاست کی جنوں خیزی بانداز دگر
کر دیا جس نے نظامِ سنیت زیر و زبر
صائم کے آقا نے نعمت المدد
المدد اے تاجدار اہلسنت المدد

طوفانِ غم

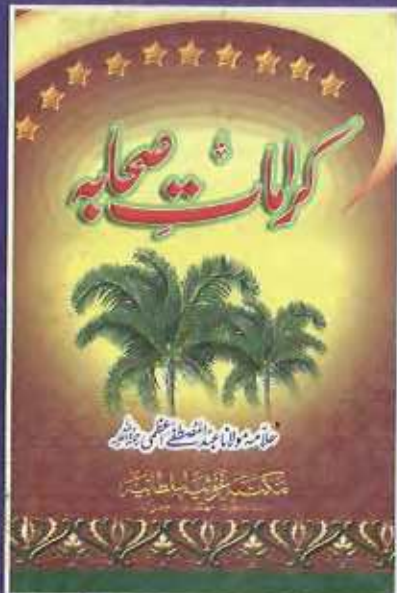
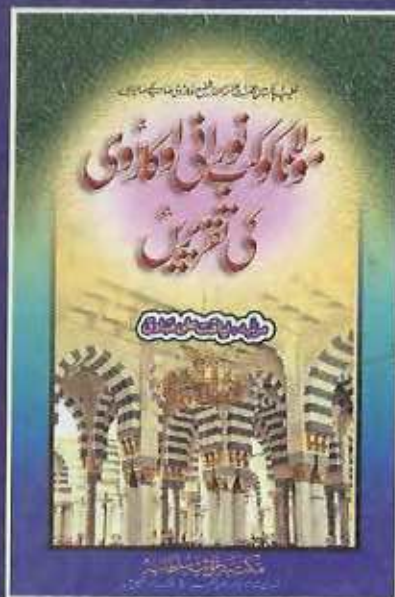
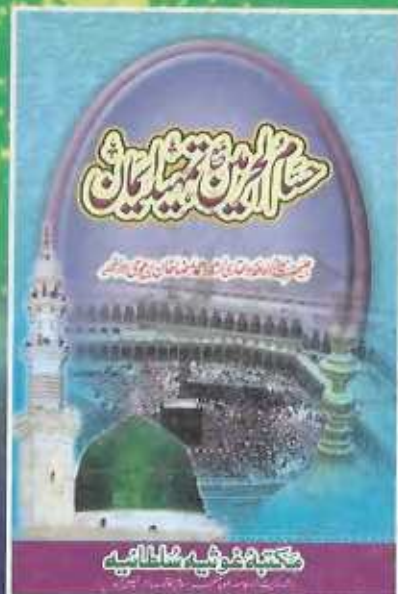
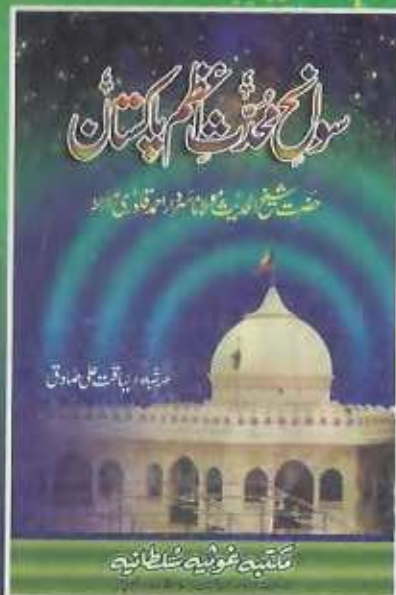
از حضرت علامہ حامد الوارثی رحمۃ اللہ تعالیٰ

شہسوارِ زورہ احرار ہائے چھپ گیا
التقیا کا سرور و سرور ہائے چھپ گیا
خزین باطل کو آکھیں نے خاکستر کیا
پردہ ظلمات شب بے چھپ گیا سارا جہاں
بکین فوزاں جس ہر سو شعلیں عرفان کی
سورجی تھی تدتوں و خوابِ غفلت میں پری
مضطرب چشمِ متناہے زیارت کیلئے
کون ہوگا کلفت و کاوش بیل پر سانِ غم
کون سمجھائیگا اب قرآن کے سرار و رموز
کون ہوگا اب غم و ہم میں ہمارا دستگیر
ویدی تھا وقتِ رحمت منظر اند و ہناک
سامی دینِ متین سالارِ حریت پسند

معرفت کا قلزم و غار ہائے چھپ گیا
تاجدارِ ملت ابرار ہائے چھپ گیا
وہ خطیبِ برق و شعلہ بار ہائے چھپ گیا
مہرِ عالمِ تاب طلعت بار ہائے چھپ گیا
ملتِ بریضا کا وہ سالار ہائے چھپ گیا
کر کے اپنی قوم کو بیدار ہائے چھپ گیا
دے کے دلیرِ آخری دیدار ہائے چھپ گیا
بیکسوں کا مونس و غمخوار ہائے چھپ گیا
شارحِ مہل و خوش گنہار ہائے چھپ گیا
چھوڑ کرے یارِ ہم کو یار ہائے چھپ گیا
دفعۂ وہ ماہِ پرانوار ہائے چھپ گیا
بحرِ احساں قلزمِ اشیار ہائے چھپ گیا

وہ علوم و معرفت کا بحرِ ناپیدا کنار
بنیخِ دین صاحبِ اسرار ہائے چھپ گیا
قصرِ باطل کو کیا حامد ہے جس نے پائمال
وہ شریعت کا علمبردار ہائے چھپ گیا

ہماری مطبوعات



مکتبہ غوثیہ سلطانیہ

ارشادِ گیت نورد ہامد غوثیہ سلطانیہ اسلام آباد

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>